فرقہ واریت اور
انتہا پسندی کے رجحانات

(تاریخ، اسباب اور ان کا حل)

مولف
پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ
ایم اے ایل ایل بی

Marfat.com

فرقہ واریت اور
انتہا پسندی کے رجحانات

(تاریخ، اسباب اور ان کا حل)

مولف
پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ
ایم اے ایل ایل بی

ناشر
ایوان علم وادب پاکستان، لاہور۔

Marfat.com

نام کتاب : مسلمانوں میں فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رجحانات

طبع : اول

کمپوزنگ : السندھ کمپوزرس ہاشمی کالونی لطیف آباد نمبر ۴
حیدرآباد فون: 0333 -2690612

سن طباعت : 2012

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت : -/200

ناشر : ایوان علم وادب پاکستان لاہور

297.28
116114

تقسیم کنندگان

ملک کے معروف تاجران کتب

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	مؤلف کا ذاتی تعارف	6
2	پیش لفظ	7
3	مقدمہ	9
4	کلمہ جامعہ	16
5	ایک ہی امت، ایک ہی دین	20
6	دین صرف اسلام ہی ہے	26
7	دینِ اسلام آسان ہے	31
8	مسلمان کی سادہ اور آسان تعریف / تشریح	36
9	اصول دین اور شریعت کا فرق اور اس کی حکمت	40
10	مسلم امہ کے اولین دور کے اختلافات پر ایک طائرانہ نظر	44
11	خلفائے راشدینؓ کے دور کے اختلافات	47
12	اختلاف اور آداب اختلاف	51
13	صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین کے دور خیر القرون اور ائمہ مجتہدین کے اختلافات کی نوعیت	59
14	ائمہ کرام کے اختلافات دین میں تنگی کو روکنے اور سہولت و وسعت پیدا کرنے کا سبب ہیں	61
15	متاخرین علماء میں اختلافات کی شدت اور اس کی نوعیت	63
16	اختلاف رائے باعث عداوت نہیں ہونا چاہیے	64
17	اختلاف آراء ایک فطری حقیقت ہے اسے برداشت کرنے	68

Marfat.com

	کی ضرورت ہے	
18	قومی، لسانی، نسلی اور سیاسی فرقہ واریت	76
19	گمراہ فرقے کس طرح جنم لیتے ہیں؟	88
20	اہل فتنہ، تفرقہ واختلافات کی بنیاد	90
21	فرقہ واریت کے تعصب اور عناد کے اندرونی وبیرونی عوامل	94
22	امت میں تفرقہ ڈالنے کے لئے گمراہ لوگوں کا طریقہ واردات	97
23	فتنہ تکفیر	101
24	فرقہ واریت کے نقصانات کا جائزہ	106
25	فرقہ واریت دعوت دین اور اشاعت اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے	110
26	مسلمانوں کو کسی شرکیہ عقیدہ و عمل کی وجہ سے مشرک حقیقی قرار دینا	115
27	اسلام اور انتہا پسندی	117
28	اچھے مقاصد کے لئے جماعت سازی کی اجازت	121
29	مولانا رومؒ کی نصیحت	125
30	اتحاد اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے اسے ضائع کرنے کے بارے میں حضور ﷺ کا انتباہ	127
31	فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے مستشرقین کے فتنے	134
32	انگریزوں کی آمد کے بعد برصغیر میں فرقہ واریت کے رجحانات کا فروغ	136
33	اختلافات اور فرقہ واریت سے بچنے کے لئے اہم تجاویز	138
34	فقہی اختلافات رفع کرنے کا مستقل حل اسلامی ریاست کا قیام	142

Marfat.com

35	اسلام، مسلمان اور موجودہ عالمی حالات	143
36	امت کا آئندہ لائحہ عمل	148
37	علمائے دین کے لئے لمحہ فکریہ	153
38	خون جگر سے لکھی ہوئی اختتامی معروضات	158
39	فرقہ واریت کے خلاف مقتدر علمائے کرام کے آراء ونصائح مسلمانوں کو امت بننے کی دعوت	162
40	کتب جن سے استفادہ کیا گیا	178

Marfat.com

مؤلف کا ذاتی تعارف

تعلیم: ایم اے اسلامیات، عربی، تاریخ اسلام، سیاسیات اور ایل ایل بی (جامعہ سندھ حیدر آباد)

بیرونی اسفار: برطانیہ- مصر- سعودی عرب (سعودی عرب کا سفر بذریعہ افغانستان، ایران، عراق، کویت ہوا)

ریفریشرز کورس: جامعہ ازہر میں تین ماہ کا "دعوت دین" کے موضوع پر ریفریشرز کورس کیا۔

تدریسی تجربہ: تاریخ اسلام کی تدریس کا 20 سالہ کالج کا تجربہ۔

مذاکرات میں شرکت: برطانیہ میں منعقدہ "انقلاب ایران" پر بین الاقوامی مذاکرات میں شرکت کی۔ پاکستان میں قومی سیرت کانفرس اور اہل قلم کانفرنس اسلام آباد میں شرکت کی۔

تالیفات: 1- مسلم امت پر قوم پرستی کے اثرات، 2- اسلامی ریاست میں علاقائی حقوق کا تصور، 3-اختلاف امت کا المیہ۔خدا اور مذہب

ادبی خدمات: تنظیم فکر و نظر سندھ کے صدر رہے۔ موجودہ ایوان علم و ادب پاکستان کے سیکریٹری رابطہ۔

فلاحی خدمات: ادارہ اصلاح ملت جو تعلیمی، طبی اور فلاحی ادارہ ہے، اس کے تحت تعلیمی اور فلاحی کام کیے۔

الفلاح ٹرسٹ کے تحت مدارس و مساجد کی ضروریات کے سلسلہ میں مدد فراہم کی۔

پتہ: کندھ کوٹ (ضلع جیکب آباد) سندھ فون نمبر:0722570713
موبائل:0333-7303320 فیکس نمبر:
ای میل:alhikmat_200b??yahoo,cam ویب سائٹ:

Marfat.com

پیش لفظ

(مصنف کی طرف سے)

1938ء میں ایک سندھی تعلیمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ 1947ء میں پاکستان کا لفظ کانوں میں پڑا۔ اس وقت یہ علم نہ تھا کہ 1947ء سے پہلے کیا ہوا؟
دینی دلچسپی کے امور نماز اور مسجد وغیرہ سے ابتداء ہی سے تعلق رہا۔ اس وقت تک ہمارے شہر کندھ کوٹ میں جمعہ کی نماز، دو مسجدوں میں اور نماز عید، عید گاہ میں ہوتی تھی، کچھ عرصہ بعد غالبا 56/ 1955ء میں، میں نے دیکھا کہ جو عید نماز، ایک جگہ یعنی عید گاہ میں ہوتی تھی۔ اب وہی نماز عید، شہر کی ایک اور مسجد میں پڑھائی جانے لگی۔ اس وقت، اس کا سبب یہ بتایا گیا کہ وہابیوں نے اپنی نماز جدا پڑھنے کا بندوبست کیا ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں عید گاہ میں نماز پڑھانے والا امام بدعتی ہے۔
مجھے علم نہیں تھا کہ "وہابی" اور "بدعتی" کیسے ہوتے ہیں۔ بظاہر شکل و صورت میں دونوں مولوی صاحبان ایک جیسے نظر آتے تھے۔ عمر اور علم میں اضافہ ہونے سے یہ خواہش بیدار ہوئی کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور گروہوں کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔ اس سلسلہ میں جب مقامی مولوی حضرات سے ملاقاتیں کیں تو میرا تردد/ تجسس دور نہ ہو سکا۔ کیونکہ ہر فرقہ کا مذہبی رہنما اپنے فرقہ کے حق میں دلائل دیتا ہے اور دوسرے فرقہ کے بارے میں نرم گوشہ نہیں رکھتا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ پرانے مولوی کو بریلوی (بدعتی) اور نئے مولوی کو دیوبندی (وہابی) کہتے ہیں۔

ان حالات میں، میں نے فیصلہ کیا کہ براہ راست خود دینی علوم کا مطالعہ کیا جائے تاکہ صحیح صورتحال معلوم ہو سکے۔ اس کے لئے، میں نے دونوں گروہوں کے متعلق کچھ کتابیں حاصل کیں۔ ان کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ میں نے قرآن مجید اور

Marfat.com

سیرت النبی ﷺ کا بھی مطالعہ جاری رکھا اور ساتھ ساتھ ملک کے نامور علماء کرام کی کتابوں کا بھی مطالعہ جاری رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، قرآن مجید اور سیرت پاک کے مطالعہ کی برکت اور علمائے حق کے لٹریچر دیکھنے کے بعد مجھ پر دین اسلام کی حقیقی روح منکشف ہوتی گئی اور میں، فرقہ وارانہ اختلافات کے بنیادی عوامل واسباب تک پہنچ گیا۔اس طرح میں، فرقہ ورایت سے سرخ رو ہو کر نکل آیا اور مجھے اسلام کی شاہراہ (صراط مستقیم) نظر آنے لگی۔اس ساری جستجو یعنی مسلمانوں کے اختلافات کی ابتداء، اس کے اسباب وغیرہ کو، میں نے تحریری شکل دی، جسے اب اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کررہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس پر مکمل طرح سے غور وفکر کیا جائے گا۔

پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ

خواجہ محلّہ، کندھ کوٹ (ضلع کشمور) سندھ 0333-7303320

Marfat.com

مقدمہ

موضوع کا تعارف اور وجہ تالیف

عرب جاہلیت کے معاشرہ میں، جو جاہلی رسوم وعادات اور قبائلی جنگوں میں مبتلا تھا، پہلی بار ایسی تحریک برپا ہوئی جو کسی قبیلہ، کسی نسل، کسی زبان، کسی علاقہ اور کسی رنگ کی ترجمان نہیں تھی، بلکہ جو انسانی تقدس اور خدائے واحد کی عبادت پر مبنی تھی۔ اس تحریک کو امام الانبیاء مولائے کائنات حضرت محمد ﷺ نے، برپا کیا، ابھارا، نکھارا اور سنوارا۔ جس کے باعث امت مسلمہ کو عالمی سطح پر اپنا کردار نبھانے، اپنا تہذیبی تشخص قائم کرنے اور اپنا مقدر سنوارنے کا موقعہ میسر ہوا۔

چنانچہ اس دینی تحریک سے متاثر اور مغلوب ہو کر بہت سے قبائل اور بے شمار قومیں ملت اسلامیہ کے قالب میں ڈھلنے لگیں۔ حضرت انسان کو پہلی بار انسانیت کا ادراک ہوا۔ ورنہ اس سے پہلے انسانوں کا تعارف قوموں، قبیلوں اور علاقوں کے حوالہ سے ہوا کرتا تھا۔ اگر سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ رسول اللہ ﷺ کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو ایمان اور اسلام کا بھی کوئی مفہوم نہ بنتا۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی حاصل نہ ہوتی۔ آپ دنیا میں تشریف لائے اور عالم انسانیت کے ہر پہلو کو اپنے روحانی اور علمی انقلاب سے متاثر فرمایا۔ دلوں کو بدلا، ذہنوں کو بھی بدلا، اخلاق بھی تبدیل ہوئے اور زاویہ نظر کو بھی تبدیل کیا، ظاہری عادات واطوار بھی تبدیل فرمائے اور باطنی واردات میں بھی انقلاب برپا فرمایا۔

ایک دور تھا جب امت مسلمہ کا قد اتنا بڑا تھا کے قیصر و کسریٰ بھی اس کے سامنے جھک جاتے تھے۔ قرآن حکیم نے مسلمانوں کو "امت وسط" اور "خیر امت" کا لقب عطا فرمایا۔ یعنی وہ عالمی امت جو سب سے بہتر کردار کی حامل ہے۔

جس کا مطلب ہے، وہ امت جو ہر قسم کے رنگ و نسل، وطنیت اور قومیت کے

Marfat.com

تصورات سے پاک و مبرا ہے اور دنیا میں عدل وانصاف کا نظام قائم کرنے والی ہے۔
اس کا فرض منصبی فرد سے لے کر بین الاقوامیت تک ہر سطح پر حق وانصاف کا قیام ہے۔
خواہ زمانہ ساتھ دے یا ساتھ نہ دے۔ حالات موافق ہوں یا موافق نہ ہوں، مگر امت کا ہدف کسی بھی حالت میں تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ امت حلیف تو سب کی ہے، مگر حریف کسی کی بھی نہیں۔ کیونکہ اس کا خمیر دعوت حق سے اٹھایا گیا ہے۔ دعوت دین کے دامن میں تعصب کا ٹانکا لگ ہی نہیں سکتا۔ دینداری، نصیحت، خیر خواہی، محبت ومودت، اخوت وبھائی چارہ، عدل وانصاف، اور عالمی امن اس کے ملی فرائض میں شامل ہیں۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو ہم کبھی بھی "امت مسلمہ" قرار نہ پاتے اور نہ ہی مختلف براعظموں کی مختلف نسلیں، مختلف مذاہب، جدا جدا زبانیں بولنے والے لوگ اور مختلف رنگ وروپ کی حامل اقوام امت کے دائرے میں آ سکتے تھے۔

کسی زمانے میں "امتِ وسطیٰ" کا سایہ اتنا گھنا تھا کہ کئی براعظم اس کی چھاؤں میں سکون وسرور پاتے تھے۔ اولین عہد میں امت مسلمہ پر صِبۡغَةَ اللهِ کا رنگ اتنا گہرا تھا کہ کالے اور گورے، عجمی اور عربی سب پر غالب آ گیا تھا۔ اس ضمن مین سیرت طیبہ کا یہ واقعہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہو کہ روایات میں ہے:

عَنۡ عَبۡدِ اللهِ بۡنِ بُرَيۡدَةَ عَنۡ اَبِيۡهِ قَالَ ثُمَّ اَصۡبَحَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَوۡمًا فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ يَا بِلَالُ! بِمَ سَبَقۡتَنِيۡ اِلَى الۡجَنَّةِ اِنِّيۡ دَخَلۡتُ الۡبَارِحَةَ الۡجَنَّةَ فَسَمِعۡتُ خَشۡخَشَتَكَ اَمَامِيۡ فَقَالَ بِلَالُ يَا رَسُوۡلَ اللهِ مَا اَذَّنۡتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّيۡتُ رَكۡعَتَيۡنِ وَمَا اَصَابَنِيۡ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّاۡتُ عِنۡدَهٗ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا هٰذَا ۔

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن علی الصباح سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ کس وجہ سے تم جنت میں مجھ سے بھی پہلے داخل ہوئے؟ آج رات میں

Marfat.com

جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تیرے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ (میں نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کس کے قدموں کی آواز ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کے امتی بلال حبشی کے قدموں کی آواز ہے۔ اے بلال! بتا تو سہی وہ کونسا کام ہے جس کی وجہ سے تجھے یہ مقام حاصل ہوا؟) بلال نے کہا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) جب بھی میں اذان دیتا ہوں دو رکعت نفلی نماز پڑھتا ہوں اور جب کبھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے، وضو بناتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے (تمہیں یہ مقام حاصل ہوا)[1]

یہ حدیث مختلف کتب احادیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ اس کے ایک طریق میں وارد ہے کہ جب لسان نبوت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ کی یہ شان سنی تو کہا:

لَیْتَ اُمُّ بِلَالٍ وَلَدَتْنِیْ وَاَبُوْ بِلَالٍ وَاَنَا مِثْلُ بِلَالٍ[2]

ترجمہ: کاش! بلال کے والدین مجھے جنتے اور میں بلال کی مانند ہوتا۔

یہ ایک واقعہ بطور نمونہ از مشتے خروارے پیش کیا گیا ہے، ورنہ اس موضوع پر پوری کتاب تصنیف ہو سکتی ہے، جو اس وقت ہمارا مقصود نہیں۔ غرض یہ کہ جب تک امت مسلمہ اپنے ملی و بین الاقوامی اوصاف کی حامل رہی، اس وقت تک صورتحال یہ تھی کہ ع

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

(1) المستدرک علی الصحیحین حدیث: 1179- صحیح ابن حبان حدیث: 7087- صحیح ابن خزیمہ حدیث: 1209- مسند احمد حدیث: 23046- ترمذی حدیث: 3689

(2) مجمع الزوائد ص299 ج9- المعجم الکبیر ص137 ج22

Marfat.com

مگر اب ہماری بد قسمتی کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی دیگر اقوام اپنے اوپر بین الاقوامیت کا لیبل چڑھائے "ناقوس لمن الملک" بجا رہی ہیں۔ انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کر رہی ہیں اور ہم پر حکومت کر رہی ہیں۔ اور ہم مسلمان ہیں کہ قومی، علاقائی، لسانی اور مسلکی دائروں میں سمٹتے جا رہے ہیں۔ اب نوبت بایں جا رسید کہ ہم نے اقوام کفر کے سامنے خود کو کلی طور پر سرنگوں کر دیا ہے۔ ہم اغیار کے سامنے کاسہ گدائی لیے لیے پھر رہے ہیں۔ ان سے زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ ان کے سایہ تلے جینے میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔

یہ سب کیونکر اور کیسے ہوا؟ اس کا جواب ہمیں تاریخ میں تلاش کر کے آج کے مسلمان کے سامنے رکھنا ہے۔

بدیہی بات ہے کہ جب آفاقی پیغام دینے والی، عالمی اسلامی ریاست قائم کرنے والی، اور کائناتی فکر رکھنے والی مسلم امت، 72 فرقوں میں بٹ جائے تو اس کا لازمی مہلک اور افسوسناک نتیجہ یہی ہو سکتا ہے، جو سب کے سامنے ہے۔ جس دین (اسلام) نے رنگ و نسل، وطن اور زبان کے بدترین اختلافات کو مٹا کر مسلمانوں کو بنیان مرصوص بنایا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کا درس دے کر اقوام عالم کو ان کا تابع و وباج گزار بنایا تھا۔ جن کو حکم تھا کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ خاک کاشغر

افسوس صد افسوس کہ اس دین کے نام لیوا باہم دگر دست و گریباں ہو گئے۔ مؤمن و مسلم کا خطاب پانے والے، شیعہ سنی فرقہ پرستی میں بٹ گئے۔ ملت بیضا کے منصب پر فائز ہونے والے منتشر ہو کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ اور چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل میں الجھ کر اس طرح گم ہو گئے کہ گویا کہ ان کا ملی وجود ہی باقی نہیں رہا۔ اب ان کی تمام تر مساعی کا محور رفع یدین، آمین بالجہر، نور بشر، حاضر ناظر، گیارہویں اور علم و

Marfat.com

تعزیہ جیسے چھوٹے مسائل پر لڑ کر اپنی جگ ہنسائی کا سامان کرنے کے سوا کچھ نہیں رہا۔

تمام کلمہ گو حضرات، سنی ، شیعہ، مقلد غیر مقلد، دیوبندی اور بریلوی مسلمانوں کا خدا ایک، رسول ایک، قرآن ایک اور کعبہ ایک اور کلمہ پاک ایک۔ پھر یہ سب لوگ ایک امت کیوں نہیں بن جاتے؟ اب وقت کا تقاضا ہے کہ یہ سب گروہ اپنی بنیاد اور نسبت کو نہ بھولیں، ایک دوسرے کو اسلام سے خارج کرنے کا شغل نہ فرمائیں، زخموں سے چور اور چرکوں سے نڈھال اس امت محمدیہ کی رسوائی کا مزید سامان نہ کریں۔ بلکہ اس کے زخموں پر پھایا رکھنے کا اہتمام کریں۔ اس کی اشک شوئی کریں۔ اس کے دردوں کا مداوا کریں۔ اس کی گریہ زاری پر کان دھریں۔ اس کی فریاد رسی کریں۔ باطل کے مقابلہ آپس میں مل کر اس کی قیادت اور رہنمائی کریں۔ صحیح سمت میں اس کی دستگیری کریں۔ یہ ان کا اسلامی، اخلاقی، مذہبی اور ملی فریضہ ہے، جس سے عہدہ برآ ہونے میں ہی دونوں جہانوں کی سعادت و سرخ روئی ہے۔

عالمی کفر، امت محمدیہ کو مسلمان کے طور پر دیکھتا ہے، خواہ مسلمان ایران کے شیعہ ہوں یا پاکستان کے سنی، ہندوستان کے دیوبندی و بریلوی ہوں یا سعودی عرب کے حنبلی اور اہلحدیث ہوں۔ دنیا کے نقشہ اور اقوام متحدہ کے دفتر میں یہ سب ممالک مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ ابھی ہمارے اندر کفر و اسلام کا معرکہ برپا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر ہم ایک دوسرے کے فتووں کے مطابق کافر اور گمراہ ہیں، ضال مضل، تو پھر خدارا اس خطہ کی نشان دہی کی جائے جہاں مسلماں امت بستی ہے۔ خدارا سوچئے بقول علامہ اقبال

فرقہ پرستی ہے اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانہ میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

مسلم امت کی موجودہ افراتفری، آپا دھاپی اور دھینگا مشتی کے دور میں، اس عاجز کا ہر اس شخص سے جو اسلام کو اپنا دین، آقائے نامدار ﷺ کو اپنا رہبر و رہنما،

Marfat.com

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام سمجھتا ہے، اور اس پر دل سے ایمان بھی لایا ہے یہ سوال ہے کہ:

1- کیا مذہبی فرقیورایت اور دوسرے تعصبات میں الجھ کر آپ کا ضمیر واقعی مطمئن رہتا ہے یا یوں ہی وقت گذاری اور ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے کی عادت کا حصہ ہے؟

2- کیا اس وقت اصل ضرورت اپنے فرقے اور گروہ کی بالادستی قائم کرنے کی ہے یا دین اسلام کے غلبہ کی ہے، جو ہم سب کا دین ہے؟

3- کیا تاریخ کی روشنی مین یہ حقیقت ثابت شدہ نہیں ہے کہ اس فرقہ واریت اور دوسرے تعصبات نے ہر موڑ پر اسلام اور ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور امت کی وحدت پارہ پارہ ہوئی ہے اور مسلمان مغلوب ہوئے ہیں؟

4- کیا موجودہ عالمی پیچیدہ مسائل کے ہجوم میں کسی بھی قسم کے فرقہ وارانہ اور دیگر تعصبات کی گنجائش موجود ہے؟

5- کیا مسلمانوں کے گروہی اختلافات اور تعصبات ناموس ملت کی رسوائی اور اور عالمی سطح پر ان کی جگ ہنسائی کا سامان نہیں کرتے؟

6- کیا موجودہ فرقہ واریت سے پہلے امت مسلمہ کی عزت و عظمت ناکافی اور نامکمل تھی، جس کی وجہ سے دین میں فرقے قائم کرنا ضروری ہو گئے ہیں۔

7- عالمی کفر جو اسلام اور مسلمانوں دونوں کا دشمن ہے، وہ ہمیں مسلمان کے طور پر جانتا ہے اور اسی حیثیت میں ہمارے ساتھ معاملہ کرتا ہے یا ہمیں فرقوں اور قومیتوں کے حوالہ سے جانتا ہے؟

8- کیا قرآن مجید یا حدیث نبوی سے کوئی ایسا ثبوت یا اخلاقی جواز ملتا ہے کہ موجودہ فرقیورایت اور تعصبات کو جائز اور امت کے لئے مفید قرار دیا جائے؟

9- مرنے کے بعد قبر میں منکر نکیر ہم سے اسلام، ایمان کے حوالہ سے

Marfat.com

سوال کریں گے یا فرقہ اور مسلک کے بارے میں پوچھیں گے؟

10- کیا موجودہ دور میں طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ ہم فرقہ فرقہ ہو کر کر سکتے ہیں یا ملت واحدہ بن کر اپنا دفاع کر سکتے ہیں؟ کس حیثیت میں اسلام کو غالب کر سکتے ہیں؟

11- کیا اب بھی ہم سقوط بغداد، سقوط غرناطہ، سقوط بیت المقدس، سقوط عراق وافغانستان اور سقوط ڈھاکہ جیسے دیگر حوادث کے منتظر ہیں جو ہمارے مردہ ضمیر دل کو جھنجھوڑ سکیں؟

اگر ان سوالات سے ہمارے ضمیر چبھن محسوس کرتے ہیں اور ہمارے ذہن مضطرب ہوتے ہیں تو آیئے بقیہ عالم اسلام خصوصًا پاکستان وایران کو بچانے کے لئے فرقوں کے کچے گھروندوں کو گرا کر اسلام کی مضبوط فصیل میں پناہ لیں۔ تعصبات کے گھونسلے توڑ کر دین کا ناقابل شکست قلعہ تعمیر کریں۔ علاقائی ولسانی حدبندیوں کو دین کے سمندر میں جذب کر دیں، نیلے پیلے، رنگ چھوڑ کر خود پر صِبْغَةُ اللہِ (اللہ کا رنگ) چڑھائیں۔ امت مسلمہ اور عالم اسلام کے ارد گرد اٹھنے والے طوفانوں کو محسوس کریں اور کشتی ملت کو ساحل تک بحفاظت لے جانے کی فکر کریں۔

اسی نیک جذبے کے تحت موجود تالیف کا وجود عمل میں آیا ہے، خالصتًا امت کے مفاد اور اسلام کے غلبہ کے لئے جدوجہد کرنے کی غرض سے چند گذارشات تجربے اور تاریخی شواہد پیش خدمت کئے ہیں تاکہ شاید کوئی درد مند دل میری اس ناتواں اپیل کو پڑھ کر امت کے قافلے میں شامل ہو جائے۔ اگر مجھے اس تحریر کے ذریعہ چند مخلص اور امت کے خیر خواہ لوگ مل گئے تو میں اس کو اس محنت کا بہترین صلہ سمجھوں گا۔

Marfat.com

کلمہ جامعہ

مسلمان مجموعی طور پر فرقہ واریت کے گرداب میں گرفتار ہیں۔ سیادت عالم کے منصب جلیلہ سے ان کی معزولی کا بنیادی سبب یہی ہے کہ اتحاد و اتفاق کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔ تفرقہ کے نتیجے میں برگزیدہ قوموں پر جو عذاب آتا رہا ہے اور جس طرح ان کی ہوا اکھڑتی رہی ہے، اسی طرح اس کا مشاہدہ آج مسلم امہؐ کے حوالے سے چہار دانگ عالم میں کیا جا سکتا ہے۔

مسلمانوں کے مضطرب ذہن مختلف لب و لہجے میں اپنے آپ سے پوچھتے رہتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اب ان کا ساتھ چھوڑ چکا ہے؟ آخر کیا وجہ ہے کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کا خون ارزاں اور ان کی غیرت سستی ہو گئی ہے؟ حالیہ برسوں میں افغانستان اور عراق میں جو کچھ ہوتا رہا ہے، اس نے اس سوال کی دھار اور بھی تیز کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخری پیغام کے حاملین پر سے اپنی شفقت کا ہاتھ کیوں اٹھا لیا ہے۔ اس سوال کا تشفی بخش جواب دیا جانا ابھی باقی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں کی طرح ہم مسلمان بھی اپنی معزولی کے باوجود خود کو "خیر امت" کے منصب جلیل پر فائز سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، حالانکہ موجودہ دور میں جو قومیں دنیا پر غالب ہو رہی ہیں، وہ بد قسمتی سے ہم میں سے نہیں ہیں، کیونکہ ہم خیر امت نہیں رہے۔ مصیبت یہ ہے کہ ہماری تمام تر گمراہی چونکہ مصنوعی مذہبیت کے حوالے سے آئی ہے، اس لئے اس کی حقیقت کا صحیح اندازہ لگانا عام لوگوں کے لئے تو کیا، خواص اور علماء کے لئے بھی نہایت دشوار ہو رہا ہے۔

کہنے کو تو پوری امت بظاہر دین اسلام پر عمل پیرا ہے، یا کم از کم دین کے حوالہ سے اس کے ادارے اور تنظیمیں جاری اور ساری ہیں، لیکن اگر حقیقت شناس نگاہوں

Marfat.com

سے دیکھا جائے تو یہ سب ایک سنگین دھوکے کے علاوہ اور کچھ نہیں یہ سب دل بہلانے کے کام ہیں۔

توحید انسانوں کو جوڑتا اور شرک انہیں ٹکڑوں میں بانٹ دیتا ہے، توحیدی طرز فکر انسانوں کو ایک خدا اور اس کے ربانی نظام میں پرونا چاہتی ہے، جبکہ شرک پسند ذہن انسانوں کو خانوں میں بانٹنے اوان کی گروہ بندیوں کے لئے مختلف حیلے تلاش کرلیتا ہے۔ سابق انبیاء علیہم السلام کی امتیں جن کو توحید خالص کی دعوت دی گئی تھی، اپنی من مانی تشریحوں اور تعبیرات کے نتیجے میں فرقوں میں بٹ چکی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی آمد سے توحید کی تجدید ہوئی اور انسانوں کی گروہ بندیوں اور اختلاف کا خاتمہ ہوا۔ فرمان ربی ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

ترجمہ: اور (تم) اللہ کی مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہاری دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔ (سورۃ آل عمران آیت: 103)

لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ O

ترجمہ: اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر اللہ ہی نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی بیشک وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ (سورۃ الانفال آیت: 63)

بتوں کی پرستش اور سورج چاند کی پوجا کھلا شرک ہے، جنہیں عام نگاہیں بھی دیکھ لیتی ہیں، البتہ دین کے نام پر فرقہ بندی یا کسی خاص تعبیر کو دین قرار دینا ایک ایسا جرم ہے، جس کی سنگینی کا اندازہ عام مسلمانوں کو نہیں ہوتا۔

Marfat.com

مسلمانوں کی مجموعی صورتحال پر نظر ڈالئے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمان باہم ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں؟ کہیں یہ جنگ زبانی ہے، اور کہیں اس میں فتاویٰ کے گولے بارود استعمال ہو رہے ہیں اور کہیں عین حالت نماز میں ایک مسلک کا مسلمان دوسرے مسلک کے مسلمان کو بلا تکلف گولیوں کا نشانہ بنانے سے بھی نہیں چوکتا۔ دین کے نام پر دنیا بھر میں جو دینی مدارس قائم ہیں، ان پر کسی خاص طرز فکر یا مسلک کا رنگ غالب ہے۔ قال اللہ اور قال الرسول کے حوالے سے ان کی اصل کوشش اس بات کے لئے ہوتی ہے کہ وہ اپنے فرقے کو حق اور دوسرے کو باطل ثابت کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ الٰہ واحد کی بندگی کے بجائے ایک طرح کی متفرق اور متنوع عبادت (Cvlt worship) میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے ان کے فرقے یا مسلک نے ہی الٰہ کا مقام حاصل کر رکھا ہے اور وہ اپنے اکابرین کی دینی تشریحات اور تعبیرات کو پیغمبرانہ حد تک سچ سمجھنے لگے ہیں۔

ہماری موجودہ دینداری جس پر بدقسمتی سے گروہ بندیوں اور مسالک کا رنگ نمایاں ہے، ہماری مساجد و مدارس جس طرح مسالک اور فرقوں میں بٹ چکے ہیں گویا کہ حبل اللہ (اللہ کی رسی) ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے۔ اس بھری دنیا میں کون ہے جو دین اسلام کو دین واحد کی حیثیت میں پیش کر رہا ہے؟ ہر مسجد کے منبر سے اور ہر مدرسے کی مسند ارشاد سے بس اسی بات کی دعوت دی جارہی ہے کہ آؤ اور ہمارے فرقے یا جماعت میں شامل ہو جاؤ کیونکہ دین خالص کے علمبردار تو ہم ہی ہیں۔ انہوں نے دین کے نام پر گروہ بندیوں کو جائز مقام عطا کر دیا ہے۔ آج امت مسلمہ جس دردناک عذاب میں گرفتار ہے، وہ تفرقہ اور اختلاف کا لازمی نتیجہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ تمام انبیاء کرام کے اوپر ایک ہی دین (اسلام) بھیجا گیا تھا اور انہیں یہ تاکید بھی کی گئی تھی:

اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ (الشوریٰ آیت:23)

Marfat.com

ترجمہ: یعنی دین کو قائم رکھیں اور اس میں پھوٹ نہ ڈالیں۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اس وقت سابقہ امتیں دین کے نام پر بدترین تفرقہ میں مبتلا تھیں۔ ان کے ایمان کی معراج یہ تھی کہ وہ صرف اپنے فرقہ کو جنت کا حقدار سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یھودیوں کے پاس ہے ہی کیا۔ اور یہودی کہتے تھے کہ عیسائیوں کے پاس کچھ بھی نہیں۔ قرآن مجید میں ان کے فرقہ بندیوں کو یکسر گمراہی قرار دیا گیا اور قرآن مجید نے فرقہ پرستی کے عذاب میں مبتلا انبیاء سابقین کی امتوں پہ حیات افزا آفاقی پیغام دیا کہ لوگو! عیسائی یا یہودی بننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ تم سب مسلم اور ربانی بنو اور اللہ کا رنگ اختیار کرو۔

تمام سماوی کتب بشمول آخری کتاب قرآن مجید، اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ اپنے انبیاء کے نام پر فرقے قائم کرو، تو یہ کتابیں اس بات کی اجازت کیسے دے سکتی ہیں کہ اس کے ماننے والے غیر نبیوں کے نام پر مختلف فرقے وجود میں لے آئیں۔

Marfat.com

ایک ہی امت، ایک ہی دین

جب سے اس کرہ ارض پر انسانوں کی آمد ہوئی اور جنات کے بعد اسے منصب خلافت سے نوازا گیا ہے، اس وقت سے تمام انسان ایک ہی امت تھے۔ارشاد ربانی ہے؟

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ٥

ترجمہ: (پہلے تو) سب انسان ایک ہی امت تھے (لیکن بعد میں وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) اللہ تعالی نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر حق کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے، ان کا ان میں فیصلہ کر دیا جائے اور اس میں اختلاف بھی انہی لوگوں نے کیا، جن کو کتاب دی گئی تھی، باوجودیکہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (تب بھی یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد (کی وجہ) سے کیا۔ تو جس امر حق (دین حق) میں اختلاف کرتے تھے، اس میں اللہ نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو راہ (حق) دکھا دی۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے اسے اپنا سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۱۳)

اس فرمان الٰہی سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ اس کرہ ارض پر انسانیت کا آغاز علم، روشنی اور ہدایت (اسلام) سے ہوا ہے۔ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انسانیت کا آغاز جہالت اور تاریکیوں سے ہوا ہے پھر بتدریج اور ارتقائی عمل کے ساتھ انسانیت علم و روشنی تک پہنچی، بالکل صحیح نہیں ہے۔ یہ فکر ملحدانہ فکر ہے۔ جو لوگ

Marfat.com

رسالت اور کتب الٰہی کے قائل نہیں وہی لوگ اس طرح کے دعوے کرکے نبوت و رسالت اور کتب الٰہی کا انکار بھی کرتے ہیں۔

جب سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ھبوط حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس دنیا میں انسانی نسل کا آغاز فرما دیا، اس وقت سے تمام انسانوں کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ زندگی سنوارنے کا صحیح راستا کونسا ہے اور غلط کونسا۔

فرمان الٰہی ہے:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ٥

ترجمہ: ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پھر جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے (تو اس کی پیروی کرنا) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی، ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے۔ اور جس نے اس کو قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو بھلا دیا، وہ دوزخ میں جانے والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۸)

جب تک تمام انسان ایک امت بنے رہے اور دین حق (اسلام) پر قائم رہے، تب تک وہ راہِ راست پر تھے۔ پھر لوگوں نے دینِ حق میں تحریف کرکے نئے راستے نکالے اور مختلف طریقے ایجاد کئے تو پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے لوگوں کی اس گمراہی کو دور کرنے کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا، تاکہ وہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر اصل دین حق (اسلام) کا صحیح راستہ بتادیں۔

جیسا کہ اس سے پہلے فرمان الٰہی میں یہ بات بالکل واضح کردی گئی ہے کہ اس تفرقہ اور اختلاف کی وجہ یہ ہر گز نہ تھی کہ ان لوگوں کو حقیقت نہیں بتائی گئی تھی، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حق کو ماننے کے باوجود لوگوں کو مرعوب، متاثر، اور مغلوب کرنے کے لئے دین کی طبع زاد تشریحات کرنی شروع کیں، تاکہ وہ ذاتی

Marfat.com

قیادت اور علمی برتری منوا کر لوگوں سے اپنے مفادات حاصل کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے وہ اپنی ضد اور انا پر زور دیتے رہتے تھے تاکہ وہ دوسرے فریق کو نیچا دکھا سکیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اکثر عالم اور درویش لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔" (سورۃ التوبہ آیت 34)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تفرقہ اور گمراہی پھیلانے والے لوگوں کے ذاتی مفادات ہوتے ہیں، جن کو حاصل کرنے کے لئے وہ عام لوگوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا مذہبی تقدس بھی بڑا کام کرتا ہے۔ لوگ ان کی حکم سے سرتابی کی جرات نہیں کر سکتے۔ اگر وہ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بھی کہہ دیں تو لوگ ان سے اتنے خائف اور زیر اثر ہوتے ہیں کہ وہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ خود بھی اس رویہ پر مطمئن نہیں ہوتے۔

ارشاد ربانی ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

ترجمہ: انہوں نے اپنے علماء، مشائخ اور مسیح بن مریم کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔" (سورۃ التوبہ: 31)

اس آیت شریفہ کے بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور عیسائی فرقے سے نکل کر اسلام کو قبول کیا تھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گلے میں صلیب لٹکتے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا:

11611

Marfat.com

فَقَالَ یَا عَدِیُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ وَسَمِعْتُهُ یَقْرَأُ فِی سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ﴾ قَالَ اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ یَكُوْنُوْا یَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَیْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَیْهِمْ شَیْئًا حَرَّمُوْهُ. (ترمذی: کتاب التفسیر)

ترجمہ: اے عدی! یہ بت اپنے گردن سے اتار پھینکو۔ عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ توبہ کی یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا کہ (عیسائیوں نے) اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا معبود بنالیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، مگر ان کے عالم اور درویش کسی (حرام شے کو) حلال کہہ دیتے، تو وہ حلال مان لیتے اور جب وہ (حرام شے کو) حرام کہہ دیتے تو وہ اس کو حرام سمجھ لیتے۔

اس حدیث شریف سے صاف اور واضح ہوتا ہے کہ کسی کو رب بنانے کا مطلب اس کی ناجائز باتوں میں اطاعت کرنا ہے اور یہی وطیرہ عام مسلمان، فرقہ پرست علما اور مشائخ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرکے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس طرح کی اطاعت بھی شرک کی ایک قسم ہے، جس میں عام فرقہ پرست لوگ مبتلا ہیں، لیکن ان کو اس بات کا شعور نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی کے قول یا عمل کو قرآن مجید اور حدیث نبوی پر پیش کرکے اس بارے میں تحقیق نہیں کرتے کہ ان کا کون سا عمل قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور کون سا عمل اس کے خلاف ہے۔

ارشاد ربانی ہے کہ:

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ○

ترجمہ: اور سب لوگ پہلے ایک ہی امت تھے (یعنی ایک دین پر تھے) پھر ان کے مختلف فرقے بن گئے اور اگر ایک بات جو تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے طے نہ ہو چکی ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان کا فیصلہ کردیا جاتا۔" (سورۃ

Marfat.com

یونس: آیت 19)

یعنی لوگوں کا ایک امت بنے رہنا اور ایک ہی دین اسلام پر قائم رہنا ہی اصل مقصد تھا اور یہی ان کے لئے آزمائش اور امتحان تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی یہ فیصلہ نہ کر دیا گیا ہوتا کہ انسانوں کو دین حق اختیار کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے مہلت حاصل ہے تو ان کو اس سلسلہ میں دی گئی مہلت ختم کر کے آخری فیصلہ کرنے کا اعلان کر دیا جاتا۔ اور وہ دن (قیامت) قائم کر دیا جاتا، جس دن تمام انسانوں کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ اس وقت ان لوگوں کو اپنے اختلافات اور فرقہ بازی کے نتیجہ کا علم بھی ہو جائے گا۔ لیکن اس سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ انسانوں کو ایک امت بنے رہنے اور ایک ہی دین پر قائم رہنے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ کیونکہ دنیا کی یہ زندگی تو ہے ہی آزمائش اور امتحان اور یہاں سارا امتحان ایک بات کا ہے کہ تم دین حق کو اپنے عقل اور شعور کے ذریعہ پہچانتے ہو یا نہیں اور راہِ راست اختیار کرتے ہو یا نہیں۔

پھر مزید ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ. اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ط وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ط وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ○

ترجمہ: اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک امت (جماعت) بنا دیتا، لیکن یہ لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے، سوائے ان لوگوں کے جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے (یعنی انہیں اختلاف اور تفرقہ سے محفوظ رکھے) اور اللہ نے (آزمائش کے لئے) انسانوں کو پیدا کیا اور تمہارے پروردگار کا قول پورا ہو گیا کہ میں دوزخ کو انسانوں اور جنوں سے بھر دونگا۔" (سورۃ ہود آیت 119،118)

اسلام کو دین حق مانتے ہوئے اس دین کے نام پر اختلاف اور تفرقہ پیدا کرنا اور امت کو اور نیز دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، دین کی کوئی خدمت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک بڑا وبال ہے جو تفرقہ ڈالنے والے مذہبی پیشوا اور عام مسلمان اپنے سر پر لے

Marfat.com

رہے ہیں، کیونکہ وہ اختلاف اور تفرقہ سے بچنے اور اس کو مٹانے کے لئے کوئی فکر اور جد و جہد نہیں کرتے، بلکہ اسے بڑھنے کے لئے اور جتھا بندی کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے رات دن محنت میں لگے ہوئے ہیں۔

رب العزت فرماتے ہیں:

وَإِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ○ فَتَقَطَّعُوْٓا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (المؤمنون آیت: 52-53)

ترجمہ: اور بیشک یہی تمہاری امت واحدہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس مجھ ہی سے ڈرو۔ پھر انہوں نے باہمی امور کو ٹکرے ٹکرے کر دیا۔ ہر گروہ اپنی اپنی دھن میں مگن ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (سورۃ الروم آیت 32)

ترجمہ: اور ان مشرکین میں سے مت بنو، جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ہر گروہ کے پاس جو (دین کا ٹکڑا ہے) وہ اسی میں مگن ہے۔

یعنی تمام انبیاء علیہم السلام اختلاف زمانہ و مقام کے باوجود ایک ہی دین کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ آپ سب کی امت ایک ہی امت ہے لہٰذا اسے ایک ہی دین (اسلام) پر متحد و متفق رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تفرقہ مت ڈالو۔ مگر انسانوں نے انبیاء علیہم السلام کی اس تعلیم کو بھلا کر اپنے دین کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ اس وجہ سے ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ کسی فرقہ کے پاس پورا دین نہیں ہے ہر گروہ کے پاس دین حق کا جو ٹکڑا ہے اور وہ اسی میں مگن ہے۔ وہ کامل دین کی اتباع کرنے کے بجائے دین کے کسی جز پر عمل کر رہا ہوتا ہے۔

گویا ہمارا حال بھی ان اندھوں جیسا ہوگیا ہے جو ہاتھی کو دیکھنے گئے تھے۔ چنانچہ یہ قصہ سب حضرات کو معلوم ہے کہ انہوں نے واپس آ کر ہاتھی کی شکل و صورت کے بارے میں لوگوں کو کیا بتایا تھا کہ ہاتھی کیسا ہوتا ہے؟

Marfat.com

دین صرف اسلام ہی ہے

اللہ تعالیٰ نے رب ہونے کے ناطے سے انسانوں کے لئے ایک ایسا دین عطا کیا جو اس کی زندگی کے امور کو نظم و ضبط دے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب بنے نیز دنیا میں انسان کو کمال انسانیت کے درجے پر فائز کرے اور آخرت میں اس کی خوش بختی کا سامان کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے اپنی طرف ہدایت دی اور اس کا نام اسلام رکھا۔ رب العزت نے فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

ترجمہ: تحقیق اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔ (آل عمران آیت: 19)

نیز فرمایا:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ

ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواہاں ہوگا تو وہ اس سے ہر گز ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا۔" (آل عمران آیت: 85)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی دیگر تمام مخلوقات کے لئے بھی اپنے ایسے نظام عطا کئے ہیں جو ان کی فطرت سے ہم آہنگ ہیں اور وہ ان کو اپنے کمال تک پہنچائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات کو ودیعت شدہ نظاموں کے مطابق چلنے کے لئے الہامی اور فطری ہدایات سے نواز دیا ہے۔

ہر دور میں جب انبیاء علیہم السلام اپنا مشن مکمل کر کے اس دنیا سے رحلت فرماتے رہے تو اس دور کے صاحبانِ اقتدار، سیاسی و مذہبی اثر رسوخ رکھنے والے لوگ، اپنے دور کے نبی کی ان تعلیمات کو جو ان لوگوں کے نفسانی خواہشات سے متصادم

Marfat.com

ہوتیں، ان میں ردو بدل کرنے یا انہیں چھپانے کے لئے کوشش شروع کردیتے۔

پھر یہ لوگ اپنی طرف سے تحریف شدہ شریعت کو اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کی طرف منسوب کرتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّ مِنۡهُمۡ لَفَرِيۡقًا يَّلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَهُمۡ بِالۡكِتٰبِ لِتَحۡسَبُوۡهُ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الۡكِتٰبِ‌ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ۝

ترجمہ: اور (اہل کتاب میں) یقیناً کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کتاب اللہ پڑھتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح پھیرتے ہیں کہ آپ کو یہ خیال گذرے کہ یہ خود کتاب اللہ کی ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں ہوتی اور وہ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی نسبت کردیتے ہیں۔" (سورۃ آل عمران آیت: 78)

پھر ارشاد ہوتا ہے:

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَقَدۡ کَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ۝

ترجمہ: کیا تم اس بات کی توقع رکھتے ہو (کہ ان سب باتوں کے باوجود یہودی) تمہارے دین پر ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا ہے، پھر اسے سمجھ لینے کے بعد، جان بوجھ کر اس میں تحریف (تبدیلی) کردیتا ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت: 75)

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ وقت بوقت انبیا علیہم السلام کو بھیج کر دین حق (اسلام) کو زندہ کرتا ہے۔ اس طرح ہر نبی تحریف شدہ تعلیمات اور رسوم کو باطل قرار دیتا تھا۔

Marfat.com

پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قرآن مجید کے ساتھ مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیات محکمات کے ذریعے دین اسلام کے بنیادی عقائد اور احکام کو بیان فرمایا۔

نیز یہ بھی فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ‌ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۝

ترجمہ: اور اے رسول (ﷺ) تجھ سے پہلے ہم نے جسے بھی رسول بنایا وہ مردوں میں بنایا، پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر یعنی اہل علم سے پوچھو۔ (ان کو) واضح دلائل اور (کھلی) کتابوں کے ساتھ (بھیجا)۔ اور آپ پر ہم نے ذکر (قرآن) اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو وہ باتیں کھول کر بیان فرمادیں جو ان کے لئے (پہلے) نازل کی گئیں تھیں اور شاید وہ (ان میں) غور کریں۔ "(سورہ نحل آیت: 44)

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا اور ساتھ ہی ان پر عمل کرکے دنیا کے سامنے اسلامی نظام زندگی کا مکمل نقشہ پیش فرمادیا۔ ان تعلیمات پر مشتمل سارا مواد احادیث نبوی کی صورت میں امت کے پاس محفوظ ہے۔ نبی ﷺ کی عملی زندگی کو جس کو ہم "سنت" کی اصطلاح سے جانتے ہیں، امت کے لئے ایک بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا:

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا

ترجمہ: تحقیق تمہارے لئے اللہ (تعالیٰ) کے رسول کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ کی ملاقات اور قیامت کے دن اٹھائے جانے کا یقین

Marfat.com

رکھتا ہو اور اللہ کو یاد کرتا ہو، بہت یاد کرنا۔" (سورۃ الاحزاب آیت:61)

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

ترجمہ: اور رسول جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔" (سورۃ الحشر آیت:7)

یوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید اور سنت نبوی کے ذریعے دین اسلام کو مکمل فرمادیا۔ ساتھ ہی آپ نے اپنی رحلت سے پہلے امت کو بتادیا کہ:

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ

ترجمہ: مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اس کے نبی کی سنت اگر تم ان سے چمٹے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (موطا امام مالک حدیث:1395۔ المستدرک علی الصحیحین حدیث:381 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

نوٹ: بعض روایات میں "سنتی" کے بجائے "عترتی" کا لفظ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ○

ترجمہ: اس (قرآن مجید) کو یقیناً ہم ہی نے نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" (سورۃ الحجر آیت:9)

نیز فرمایا:

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ

Marfat.com

ترجمہ: باطل نہ اس کے سامنے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔

(حٰم السجدۃ آیت: 42)

یعنی میری تعلیمات قیامت تک محفوظ رہیں گی، اس میں کسی باطل اور جھوٹ کی ملاوٹ اور تحریف وغیرہ ممکن ہی نہیں ہے، کیونکہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون،
جس کا اللہ ہو نگہبان اس کو مٹا سکتا ہے کون۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حفاظت قرآن مجید کا ذمہ اٹھانا قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اس کا عملی نمونہ ہم صدیوں سے بچشم خود ملاحظہ کر رہے ہیں کہ دنیا میں قرآن مجید کو حفظ کرنے والوں کی تعداد ہر دور میں لاکھوں سے متجاوز رہی ہے، اگر (معاذ اللہ) قرآن مجید کی طباعت پر کوئی حکومت بندش بھی ڈالے یا قرآن مجید کی مطبوعہ نسخہ جات تلف کرنے کا ارادہ کرے تب بھی یہ کتاب مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور کبھی دنیا سے غائب نہیں ہو سکتی۔ چاہے دشمن کتنے بھی حیلے کریں۔ دوسری بات یہ کہ قرآن مجید کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کا کوئی بھی حافظ اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ یہ بات بھی معجزہ سے کم نہیں۔ حالانکہ یہود و نصاریٰ اپنی کتابوں کے حفظ کا انتظام کرنے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے، لیکن بفضلہٖ تعالیٰ وہ اس عمل سے عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے علاوہ حفاظتِ قرآن مجید کے علمی اور عقلی ثبوت اس دور میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ مصر کے ایک بڑے ریاضی دان ڈاکٹر راشد خلیفہ نے قرآن مجید کی آیات و الفاظ و حروف کی گنتی کر کے علم ریاضی کے اصول سے حفاظت قرآن مجید کے ثبوت پیش کئے ہیں، جن کا جواب آج تک غیر مسلم مفکر اور ریاضی دان پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں۔ یہ مواد مطبوعہ صورت میں اور انٹرنیٹ پر " The Miracle Of Quran" کی ویب سائٹ پر موجود ہے جس کا مشاہدہ اس وقت پوری دنیا کر رہی ہے۔

Marfat.com

دینِ اسلام آسان ہے

جس کو لوگوں نے مشکل اور مبہم بنادیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام میں کوئی ایسی تنگی اور سختی نہیں رکھی جو عام انسانوں کے لئے ناقابل برداشت ہو۔ دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے عمل کے لئے بہت ہی آسان اور عقیدوں کے سلسلہ میں عین فطرت انسانی کے موافق ومتوازی رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1- وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملہ میں تم پر کسی قسم کی سختی روا نہیں رکھی۔ (سورۃ الحج آیت: 78)

2- اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا

ترجمہ: (مسلمانو!) اب اللہ تعالیٰ نے تم پر سے بوجھ ہلکا کردیا اور اس نے دیکھا کہ تم میں کمزوری ہے۔ (سورہ انفال: 78)

3- يُرِيْدُ اللهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر سے بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسانوں کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ (النساء آیت: 28)

4- لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس قدر کہ جس کو وہ اٹھا سکے۔ (سورۃ البقرہ آیت: 286)

5- يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے، تم کو دشواری میں ڈالنا

Marfat.com

نہیں چاہتا۔ (سورۃ البقرہ آیت: 185)

6- وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی.

ترجمہ: اے رسول ہم دین اسلام کو تیرے لئے آسان کردینگے۔

(سورۃ الاعلیٰ آیت: 8)

آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں وہ شریعت لایا ہوں جو آسان اور روشن ہے۔ نیز فرمایا یہ دین آسان ہے اور جو کوئی اس دین میں سختی اختیار کرے گا تو وہ خود آخر عاجز اور درماندہ ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

1- اِنَّ الدِّینَ یُسْرٌ وَلَنْ یُشَادَّ الدِّینَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ

ترجمہ: دین آسان ہے اور جو بھی اس دین میں سختی کرے گا، اس پر دین غالب آجائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان حدیث: 38، نسائی حدیث: 4948)

2- اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ

ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ الدِّینُ النَّصِیحَۃُ مسلم کتاب الایمان حدیث: 82-ترمذی کتاب البر والصلۃ حدیث: ۱۸۴۹)

3- یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا

ترجمہ: آسانی پیدا کرو، مشکل میں مت ڈالو، خوشخبری سناؤ، لوگوں کو نفرت نہ دلاؤ۔

(بخاری، کتاب العلم حدیث: 67 مسلم کتاب الجهاد والسیر حدیث: ۳۳۶۲۔ سنن ابی داوٗد کتاب الادب حدیث: ۴۱۹۵۔ مسند احمد حدیث: ۱۸۸۶۸)

یہ تمام احادیث جامع الصغیر جلد دوم ص 17 پر امام جلال الدین سیوطیؒ نے مذکورہ کتب حدیث کے حوالہ سے ذکر فرمائی ہیں۔

حدیث نبوی میں یہ مضمون اس طرح وارد ہے:

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُیِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَهُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کو دو امور میں سے کسی چیز کا اختیار دیا جاتا تو ان میں سے آسان تر امر کو اختیار فرماتے، جب تک گناہ نہ ہوتا۔ (صحیح بخاری کتاب الادب حدیث: 5661۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل حدیث: 4294)

دین اسلام عبادت کے حوالہ سے نہایت آسان ہے اس کے برخلاف نصاریٰ نے رہبانیت (یعنی ترک دنیا) کو اختیار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا کَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا

ترجمہ: اور رہبانیت (ترک دنیا کی رسم) انہوں نے خود ایجاد کرلی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا، مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انہوں نے آپ ہی یہ رسم ایجاد کی، پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے وہ ادا نہ کرسکے۔ (سورۃ الحدید آیت: 27)

دوسرے مذاہب میں عبادت کی ادائیگی کے سلسلہ میں سخت ریاضتیں کرائی جاتی ہیں مگر اسلام میں اس طرح کی ریاضتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ ثَلَاثُ رَهْطٍ اِلٰی بُیُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا کَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ اُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا وَقَالَ آخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ

Marfat.com

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین اشخاص ازواج مطہرات کے پاس آئے وہ نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم محسوس کیا اور کہا کہ ہم نبی ﷺ کے برابر تو نہیں ہو سکتے، انہیں تو اللہ تعالیٰ نے مقدم و مؤخر لغزشیں معاف فرمادی تھیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ساری رات عبادت کروں گا دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا۔ اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے کنارہ کشی کروں گا اور کبھی بھی شادی نہ کروں گا۔ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا آپ ہی لوگ ہیں جنہوں نے اس طرح کی باتیں کہی تھیں۔ خبردار! اللہ کی قسم میں تم میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور متقی ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور استراحت بھی کرتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح حدیث: ۳۶۷۵۔ مسند احمد حدیث: ۱۳۵۳۴۔ سنن النسائی کتاب النکاح ۴۱۶۵)

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، آج کل بعض مسلمان سخت عبادات اور ریاضتیں، چلے کاٹنے کو دین کا تقاضا سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ باتیں اسلام کی روح کے خلاف ہیں اور اسلام میں اعتدال کو پسند کیا گیا ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا (الجامع الصغیر للسیوطی ص ۲۲۴ ج ۱)

ترجمہ: تمام اعمال کی اچھائی ان کے اعتدال میں ہے۔

Marfat.com

لہٰذا اسلام میں افراط و تفریط سے منع کیا گیا ہے۔ دینی معاملات میں غلو (زیادتی) سے روکا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ

اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ (سورۃ النساء آیت: 17)

اسلام چونکہ سلامتی کا دین ہے اور سلامتی صرف اعتدال میں ہی ہے۔

Marfat.com

مسلمان کی سادہ اور آسان تعریف / تشریح

(حدیث نبوی کی روشنی میں)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے دین اسلام اس کے فہم اور عقائد و اعمال کو آسان بنایا ہے، بالکل اسی طرح مسلمان ہونے کے شرائط کو بھی بالکل آسان بنایا ہے تاکہ ہر انسان ان کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکے، نیز ان کو قبول کر سکے۔

مسلمان کی تعریف کیا ہے، مسلمان کس کو کہا جاتا ہے؟ اس کا جواب موجودہ فرقہ پرستی کے دور میں دینا سخت مشکل ہو گیا ہے کیونکہ اس وقت ہر فرقے کا عالم، اسلام اور ایمان کی تعریف اپنے فرقے کی تشریح و تعبیر کے مطابق بیان کرتا رہتا ہے۔ وہ اسلام اور مسلمان کی تعریف میں وہ سب شرائط داخل کرتا ہے، جو اس کے فرقے کے مطابق مسلم ہیں۔

موجودہ دور میں جدید تعلیم یافتہ نوجوان اگر مختلف فرقوں کے علماء سے یہ سوال پوچھے گا تو اس نوجوان کو ایک اور متفقہ جواب نہیں ملے گا۔ اس کے برخلاف اسے مختلف جوابات ملیں گے کیونکہ ہر فرقے کا عالم اسے اپنے گروہ کے مخصوص عقائد شامل کر کے جواب دے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا وہ اسلام کا متلاشی نوجوان اسلام اور مسلمان کی مختلف تشریحات سن کر پریشان ہو جائے گا، کیونکہ ایسی تشریحات کو سمجھنا، اس کے بس سے باہر ہو گا۔ اگرچہ بظاہر وہ نوجوان ان مختلف تشریحات کو رد کرنے کا اظہار نہ کر سکے مگر وہ ان تشریحات سے مطمئن نظر نہیں آئے گا۔ یہی صورت حال موجودہ دور کے نوجوانوں میں نظر آ رہی ہے، مگر موجودہ دور کے علماء کرام اس بات کا ادراک نہیں رکھتے۔ اس لئے آج کل کے تعلیم یافتہ نوجوان زیادہ تر لادین تحریکوں میں شامل ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی معنٰی اور مسلمان کی تعریف (Defination) کا مسئلہ نہایت آسان اور سادہ ہے، جس کو موجودہ فرقہ واریت نے مشکل بنادیا ہے۔اس لئے یہ نوجوان دینی رہنماؤں سے مایوس ہو کر دوسرے نظریات اور افکار سے متاثر ہو رہے ہیں۔

اس اہم سوال کا جواب خود نبی ﷺ نے نہایت حکیمانہ انداز میں دیا ہے، جو ہماری رہنمائی کے لئے کافی وشافی ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْإِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے بال بالکل کالے تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اس کو جانتا نہ تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانو پر رکھ لئے اور عرض کیا: اے محمد! (ﷺ) اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور پھر تو نماز ادا کرے اور زکوۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے، اگر تجھ کو زاد سفر میسر ہو۔ اس شخص نے یہ سن کر عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر ایمان رکھے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے پوچھا کہ احسان کے متعلق کچھ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور ایسا نہ ہو تو اتنا ضروری ہے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے پوچھا کہ قیامت کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے بارے میں میرا علم تجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی، دوسری نشانی یہ ہے کہ تو برہنہ پا، برہنہ جسم، مفلس اور فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو عالی شان عمارات میں فخر و غرور کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر آنحضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم اس سائل کو جانتے ہو؟ میں نے کہا اللہ

Marfat.com

اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص جبرئیل علیہ السلام تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔(مسلم کتاب الایمان حدیث:۹۔ صحیح بخاری کتاب الایمان حدیث:48- ترمذی کتاب الایمان حدیث:2535)

اس حدیث شریف سے تفصیل سے ایمان اور اسلام کی تشریح واضح ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کتنے آسان اور عام فہم اصولوں پر مبنی دین ہے، جس میں کوئی ابہام نہیں پایا جاتا۔ مگر اب مختلف فرقوں کے علماء حضرات اس حدیث شریف کو نظر انداز کر کے اپنے مسلک و خصوصی عقائد پر زیادہ سے زیادہ زور دیتے ہیں۔ گویا کہ اب حضور ﷺ کے بیان فرمودہ اسلام کی تعریف کے مطابق کسی کو مسلمان تسلیم کرنا ممکن ہی نہیں رہا ہے، جب تک کوئی اس فرقے کو بالخصوص اس کے عقائد کو تسلیم کرتے ہوئے اس فرقے سے اپنا تعلق نہ ظاہر کرے اور اس کے ساتھ دوسرے تمام فرقوں سے برات کا اظہار نہ کرے۔ گویا اب دین کی جگہ فرقوں نے لے لی ہے اور اصل دین ثانوی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ:

دین میں فرقے نہیں ہے اور فرقوں میں دین نہیں ہے۔

Marfat.com

اصول دین اور شریعت کا فرق اور اس کی حکمت

اسلام کے حوالہ سے ہم عام طور پر دو الفاظ بولتے اور سنتے رہتے ہیں۔ ایک "دین" اور دوسرا "شریعت" لیکن عام طور پر بہت کم ہی لوگوں کو معلوم ہے کہ دین کے کیا معنی ہے اور شریعت کا مطلب کیا ہے؟ نیز ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ اس ناواقفیت کی وجہ سے اکثر دین اور شریعت کے مفہوم کو گڈ مڈ کرلیا جاتا ہے۔ اس ناواقفیت کی وجہ سے صحیح فہم دین کے پیدا ہونے میں بڑی رکاوٹیں پیش آتی رہتی ہیں، اس لئے اس کی وضاحت ضروری ہے تاکہ ہم دین کے اصولوں اور احکام میں فرق کرسکیں۔

تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک یعنی اسلام تھا۔ اس لئے وہ سب دین اسلام کی تعلیم دیتے آئے ہیں۔ اس دعوت کے سلسلہ میں ان میں کوئی فرق نہ تھا۔

دین کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور آخرت اور اس کی جزاوسزا پر، اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبعوث تمام انبیاء علیہم السلام پر اور ان پر نازل شدہ تمام کتب پر اور ملائکہ پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ۔

مذکورہ بالا اصولوں پر ایمان لانے کا مطلب اسلام میں داخل ہونا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو ان اصولوں کی دعوت دی، جنہوں نے ان کو قبول کیا وہ مسلم کہلائے اور جن لوگوں نے انکار کیا وہ کافر کہلائے۔

اسلام کے مذکورہ بالا بنیادی اصولوں پر ایمان لانے کے بعد ایک دوسری چیز کی پابندی ضروری قرار دی گئی جس کو "شریعت" کہا جاتا ہے۔

شریعت کا مطلب قانون یا ضابطے کے ہیں، یعنی اسلام کی دعوت قبول کرنے کے بعد ایک مسلم کو اپنی زندگی کس طرح سے گذارنی چاہئے؟ اس بارے میں تمام ہدایات ہمیں شریعت سے حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً ہم عبادت کیسے کریں، ہماری

Marfat.com

معاشرت کے اصول کیا ہیں، ہمارے باہمی معاملات اور تعلقات کی بنیادیں کیا ہونی چاہیئے اور ہمارے لئے حلال اور حرام چیزیں کونسی ہیں؟ مطلب یہ کہ ہمارا عملی نظام زندگی عبادات اور معاملات سمیت سب ہی شریعت میں بیان کردیئے گئے ہیں۔ شریعتوں کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں مختلف شریعتیں نازل فرمائی تھیں۔ ان ادوار میں مختلف قوموں اور مختلف علاقوں میں انبیاء مبعوث کیے گئے تھے۔ اس لئے ان پر نازل شدہ شرائع کے احکام میں کچھ نہ کچھ فرق پایا جاتا تھا، مگر ان تمام انبیاء اور ان کی پیروی کرنے والے لوگوں کا دین ایک ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ شرائع میں فرق کا ہونا بھی حکمت سے خالی نہیں ہے، اس سلسلہ میں فرمان الٰہی ہے کہ:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ○

ترجمہ: ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور راہ عمل مقرر کی ہے۔ اگرچہ تمہارا خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا، لیکن یہ اس نے اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے، اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہٰذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخر کار تم سب کو خدا کے ہاں پلٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا، جس میں تم اختلاف کر رہے ہو۔ (المائدہ آیت: 48)

بلاشبہ یہ ممکن تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شروع ہی سے تمام ادوار کے انسانوں کے لئے ایک ہی ضابطہ (شریعت) نازل فرما کر سب کو ایک امت بنا دیتا۔ لیکن جو فرق اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کی شریعتوں کے درمیان رکھا اس کے اندر دوسری بہت سے

Marfat.com

مصلحتوں (جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے) کے ساتھ ایک بڑی مصلحت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس طریقے سے لوگوں کی آزمائش کرنا چاہتا تھا کہ جو لوگ اصل دین کے اصولوں اور عقائد سے واقف ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ سابقہ شریعت کے احکام کے بدلے میں نئی شریعت اور اس کے احکام قبول کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ بخلاف اس کے جو لوگ اصل دین کی حقیقت سے بیگانہ ہیں اور شریعتوں اور ان کے احکام کو اصل دین سمجھ بیٹھے ہیں، وہ ہر اس شریعت اور ان کے احکام کو رد کرتے چلے جائیں گے، جو بعد میں آنے والے انبیاء ان تک پہنچائیں گے۔

سابقہ امم یہود و نصاریٰ دین کے بنیادی عقائد میں تو کوئی تبدیلی کرنے میں اتنے کامیاب نہ ہوسکے، جتنا وہ شرعی احکام کی تشریح و تعبیر کے سلسلہ میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے اپنی موشگافیوں اور تاویلات کے ذریعہ نازل شدہ شرائع میں تحریف اور تبدیلی کر ڈالی۔ اس کے ذریعہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال ثابت کرنے تک جسارت کرتے تھے، جیسے کہ حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں آیا ہے۔ (اس حدیث کا متن اور تشریح اپنی جگہ پر آچکی ہے۔) اسی طرح مختلف امتوں نے دین و شریعت کے حقائق پر اپنی اپنی نو ایجاد باتوں کا اضافہ کرکے اپنے لئے الگ الگ دین بنا ڈالے اور ان امتوں کا ہر گروہ اصل شریعت کے بجائے اس اضافہ شدہ چیزوں کا گرویدہ ہوگیا، جس کی بدولت وہ دوسروں سے جدا ہو کر مستقل فرقہ بنا تھا۔ اس طرح پچھلی امتوں کے لوگوں نے اپنی شریعتوں میں اندرونی اختلافات پیدا کرکے فرقے بنا ڈالے اور اس کے ساتھ انہوں نے دوسرے انبیاء پر نازل شدہ شریعتوں کا انکار کرکے ان کی اصل دعوتِ دین کو بھی رد کردیا۔ اس طرح وہ کفر کا ارتکاب کر بیٹھے۔

اب یہ خیال کرنا کہ فلاں نبی فلاں دین کا بانی تھا اور فلاں نبی نے فلاں دین کی

Marfat.com

بنیاد ڈالی، یہ مذہبوں اور فرقوں کا یہ تفرقہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے نہ مختلف مذاہب بنائے، نہ ہی انہوں نے ایک اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کی تعلیم دی۔ سب کی بنیادی تعلیم ایک تھی اور اس طرح سب کا دین ایک تھا۔

Marfat.com

مسلم امہ کے اولین دور کے اختلافات پر ایک طائرانہ نظر

نبی ﷺ کا دور نبوت، امت کے اتحاد و اتفاق کا مظہر تھا، صحابہ کرام کی حیات مبارک کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنیان مرصوص (سیسہ پلائی دیوار) کی طرح ایک متحدہ جماعت تھے۔ نبی ﷺ کی موجودگی میں اگر وقتی طور پر صحابہ کرامؓ کی جماعت کے بعض افراد میں کبھی کوئی اختلاف رونما ہوا بھی ہے تو اسے فوراً نمٹا دیا جاتا تھا اور اختلاف بڑھنے کی نوبت بالکل نہیں آتی تھی۔ دوسرے یہ کہ یہ اختلاف اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی ہوتا تھا۔ اس لئے اسے بڑھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا تھا۔

دور نبوت میں دوسرے قسم کے وہ اختلافات تھے جو منافقین اسلامی معاشرہ میں پیدا کرنا چاہتے تھے، ان کے مقاصد جیسا کہ سب کو معلوم ہے امت میں ٹوٹ پھوٹ پیدا کرکے اسلامی تحریک کو نقصان پہنچانا ہوتا تھا۔

اس کی دو مثالیں قابل ذکر ہیں:

ایک واقعہ عبداللہ بن ابیؓ کے اختلاف کا ہے، جس نے جنگ احد کے موقع پر افواج کی روانگی کے وقت جنگ میں شرکت سے اختلاف کیا اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر سے الگ ہو گیا۔ اس سے اسلامی فوج کو ایک بڑا دھچکا لگا۔

دوسرا واقعہ مدینہ منورہ میں ایک دوسری مسجد تعمیر کرنے کا ہے جو بظاہر مسلمانوں کی بھلائی کے لئے تعمیر کی گئی تھی، حالانکہ اس کی تعمیر کا مقصد مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا اور اسلامی تحریک کے خلاف سازشیں کرنا تھا۔

مسجد ضرار کے قیام کا مقصد اور اس کے نتائج

قرآن مجید میں مسجد ضرار کا ذکر کچھ اس انداز میں فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

Marfat.com

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ○

ترجمہ: کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کے لئے بنائی کی ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کر چکے ہیں، ان کے کئے گھات کی جگہ بنائیں۔ اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی، مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔" (سورۃالتوبہ: 107)

مدینہ منورہ میں اس وقت صرف دو مسجدیں تھیں ایک مسجد قبا، جو شہر کے مضافات میں تھی اور دوسری مسجد نبوی جو شہر کے اندر تھی۔ اس کے باوجود تیسری مسجد کی تعمیر کا بظاہر یہ سبب بتایا گیا کہ بارش میں اور جاڑے کی راتوں میں ضعیفوں اور معذوروں کو پانچوں وقت حاضری دینی مشکل ہوتی ہے، لہٰذا ان کی آسانی کے لئے یہ نئی مسجد بنائی گئی ہے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط تھی۔ ان لوگوں کا مقصد دعوت اسلامی میں رخنہ ڈالنا، مسلمانوں کو نقصان پہچانا اور ان میں تفرقہ برپا کرنے کے ساتھ اسلام کے مخالفوں کو جائے پناہ فراہم کرنا تھا۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے اس مسجد کو مسمار کرنے کے احکامات دیے۔ اس طرح اس مسجد کے ذریعہ پھیلنے والے فتنے کا سدباب ہو گیا اور خود اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی تعمیر کرنے والوں کی تکذیب فرما کر انہیں جھوٹا قرار دیا۔

اس واقعہ سے اندازہ فرمایئے کہ اسلام دشمنی کے بڑے بڑے منصوبوں کے ساتھ تفریق بین المؤمنین کو بھی ایک سنگین جرم قرار دیا گیا ہے اور دوسرے اسباب کے ساتھ یہ سبب بھی مسجد کو مسمار کرانے کا سبب بنا۔ اس وقت بھی اگر کسی مسجد کی تعمیر سے فرقہ بندی کی جھلک پڑتی ہو تو وحدت امت کو بچانے کے لئے اسے گرانا ضروری ہو جائیگا۔ مسجد کو گرانا تو گوارا کیا جا سکتا ہے مگر تفریق بین المؤمنین کی بنیاد پڑنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

Marfat.com

خدارا غور فرمائیے کہ اس دور میں شہروں کے مختلف محلوں میں جہاں ایک مسجد بھی اہل محلّہ کے لئے کافی ہو سکتی ہے، وہاں 10-10 مساجد بنی ہوئی ہیں۔ ان کا بظاہر مقصد تو مسلمانوں کو تکلیف سے بچانا کہا جاتا ہے، مگر دراصل اس کا مقصد اپنے فرقہ کی تبلیغ اور اس کا فروغ ہوتا ہے۔

کافی مقامات پر دیکھا گیا ہے کہ مخالف فریق کی مساجد جو ایک دوسرے کے بالکل قریب یا گلی میں آمنے سامنے بھی ہوتی ہیں، جمع کے دن وعظ میں ایک دوسرے کے خلاف لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ کھلم کھلا بدزبانی کی جاتی رہتی ہے۔ اس طرح یہ لوگ اسلام کی جگ ہنسائی کا سبب بنتے رہتے ہیں۔

کیا یہ مساجد مسجد نبوی کی شاخیں قرار پائیں گی یا مسجد ضرار کی؟ ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو مساجد عبادت کے لئے مخصوص ہیں وہ کن کن مقاصد کے لئے استعمال کی جارہی ہیں؟

Marfat.com

خلفائے راشدینؓ کے دور کے اختلافات

نبی ﷺ کی رحلت کے بعد امت میں اختلاف رائے کا اظہار اس وقت ہوا جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی اکثریت نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بطور خلیفہ نامزد کیا۔ اس وقت صحابہ کی جماعت میں سے کچھ انصار کی حمایت حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی اور کچھ مہاجرین کی حمایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی۔ مگر بعد میں تمام صحابہ کرام انصار و مہاجرین نے متفقہ طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کر لیا۔ یہ ایک نہایت نازک اور حساس مسئلہ تھا، جو عین اس وقت پیش آیا جب آنحضور ﷺ کی تجہیز و تکفین کا مسئلہ در پیش تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے امت کی رہنمائی فرمائی اور باہمی مشاورت کی بنیاد پر یہ مسئلہ طے کر دیا گیا۔

انتظامی معاملات کے سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کی جماعت سے مشورہ فرماتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (سورۃ الشوریٰ: 38)

ترجمہ: وہ اپنے کام آپس میں مشورے سے کرتے ہیں۔"

نیز ارشاد ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

ترجمہ: اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو۔ (آل عمران آیت: 159)

صحابہ کرام کا مذکورہ بالا فیصلہ مشاورت کے اصول پر مبنی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے امت کو اجتماعی انتظامی معاملات کے بارے میں مشاورت کا سنہری اصول عطا فرمایا ہے۔ خلافت راشدہ کے دور میں امت کے معاملات مشاورت کی بنیاد پر چلائے جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں تمام خلفائے کرامؓ نے مجالس شوریٰ کو نامزد فرمانے کا اہتمام فرماتے تھے اور اکابر صحابہ کو اپنے پالیسیوں کے بارے میں اعتماد میں لیتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت $2\frac{1}{2}$ برس ہے۔ اسی دوران مسلمانوں کے اندر تفرقہ اور انتشار کے دو بڑے فتنے ظاہر ہوئے جن سے امت کے اتحاد کی بنیادیں ہل گئیں۔ یہ تفرقہ وانتشار چونکہ مسلمانوں کے ذریعہ اور مسلم امت کے اندر پیدا ہوا تھا، اس لئے اس کے اثرات زیادہ شدید اور گہرے ثابت ہوئے۔

ان فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ تھا۔ اس کا سرغنہ مسیلمہ کذاب تھا جو قبیلہ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا علاقہ یمامہ تھا۔ وہ اپنے قبیلہ سمیت اسلام سے منحرف ہوگیا۔

دوسرا بڑا فتنہ مانعین زکوٰۃ (زکوٰۃ کی ادائگی سے انکار کرنے والوں) کا تھا۔ انہوں نے فریضہ زکوٰۃ جیسے اسلام کے ایک اہم رکن کا انکار کرکے حکومت کو زکوٰۃ ادا کرنے سے صاف انکار کردیا اور اپنا الگ گروہ بنالیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی جماعت سے مشورہ کرکے ان دو بڑے فتنوں کا استیصال فرمادیا۔ اس طرح اسلام کے خلاف ابتدائی دور کے ان شدید فتنوں کو فرو کردیا گیا۔ اس سلسلہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑی ہمت اور عزیمت سے کام لیا اور اس میں نرمی سے کام نہ لیا۔ اور یہاں تک فرمادیا: "اگر کوئی زکوٰۃ کے مال کی ایک رسی دینے سے انکار کرے گا تو میں اس سے جہاد کرونگا۔" اس طرح ان فتنوں کو پنپنے کا کوئی موقعہ نہ ملا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت (10) برس تک چلا۔ ان کا دور خلافت نہایت شاندار تھا۔ اس دور میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں اور اسلامی ریاست کی سرحدوں میں بڑا اضافہ ہوا۔ اس دور میں اندرونی انتظامی اصلاحات بھی ہوئیں۔ اس طرح نظم مملکت چلانے کا کام بہتر سے بہتر ہوگیا۔ تاریخ اسلام میں اس دور کی دوسری کوئی مثال نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت شروع ہوا۔ یہ دور 12 برس تک چلا۔ اس دور کے ابتدائی 6 برس نہایت سکون سے گذرے، اس دوران بڑی بڑی فتوحات ہوئیں اور دوسرا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کی جمع وتدوین کا سرانجام پایا۔ اس طرح قرآن مجید، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تحریف سے محفوظ ہوگیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری 6 برس میں مسلمانوں میں اختلافات پیدا کئے گئے اور دشمنان اسلام نے ان اختلافات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کردی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑے صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلم امہ کے اتحاد کو نقصان سے بچانے کی کوشش کی، یہ کوشش ان کی شہادت پر منتج ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت شروع ہوا یہ دور چھ برس تک جاری رہا۔ یہ دور بھی اندرونی انتشار کا شکار رہا۔ حضرت امیر معاویہ نے جو اس وقت شام کے گورنر تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پرہنگم دور میں فوری قدم اٹھانے سے معذرت فرمائی۔ اس کے نتیجہ میں دو جنگیں ہوئیں: یعنی جنگ صفین اور جنگ جمل، ان دو مقابلوں میں کافی مسلمان شہید ہوئے لیکن امت کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکی۔ گویا امت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اسی دوران حضرت علیؓ کے لشکر کے لوگوں میں سے ایک گروہ لشکر اسلام سے الگ ہوگیا اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کے سخت مخالف بن گئے، جن کو تاریخ اسلام میں "خوارج" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ بڑے متشدد لوگ تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ کو قتل کرنے کی سازش تیار کی، جس کے نتیجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جامع مسجد کوفہ میں شہید ہوگئے اور حضرت معاویہ اتفاقاً بچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلام کا یہ بطل جلیل امت کے اندرونی اختلافات کی نذر ہوگیا۔

Marfat.com

مذکورہ بالا واقعات ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم تاریخ سے سبق حاصل کریں اور اندرونی تفرقہ واختلافات سے امت کو ماضی میں جو نقصانات اٹھانے پڑے ہیں، ہم آئندہ کے لئے امت کو اس سے بچانے کی فکر کریں۔

ان واقعات کو اچھال کر امت میں مزید اختلافات و انتشار پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ صرف عبرت حاصل کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ امت کے اتحاد کو توڑنے کے نتائج کیا نکلتے ہیں؟

فَاعْتَبِرُوْا یَاُولِی الْاَبْصَارِ

Marfat.com

اختلاف اور آداب اختلاف

سلف صالحین صحابہ کرام اور تابعین کا انداز

دینی احکام کی نوعیت:

مسلمانوں کو دین کے احکام کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے جو قوانین اور ضابطے دیے گئے ہیں ان میں کچھ تو وہ ہیں، جن کا قرآن مجید اور حدیث شریف میں یقینی طور پر ثبوت موجود ہے، اور ان کا مفہوم بھی اتنا واضح ہے کہ عام آدمی کا ذہن ان کی معانی اور مقصد کی طرف فوراً متوجہ ہو جاتا ہے، ایسے شرعی احکام کو فقہی اصطلاح میں "قطعی احکام" کہا جاتا ہے، یعنی ان کا ثبوت بھی یقینی ہے اور اس کلام کی اپنے مفہوم پر دلالت بھی واضح ہے، ایسے احکام کی حیثیت دین کے حدوود اربعہ کی سی ہے۔ کسی مسلمان کو ان حدود سے باہر جانا جائز نہیں، جیسے توحید باری تعالیٰ، نبی کریم ﷺ کی رسالت، ختم نبوت، قرآن مجید پر ایمان، آخرت پر یقین، فرشتوں کے وجود کا اعتراف اور تقدیر پر ایمان وغیرہ۔ عبادات میں پانچ وقت پر نماز کا فرض ہونا، زکوۃ کی ادائیگی، ماہ رمضان المبارک کے روزے، اور صاحب حیثیت کے لئے حج کرنا وغیرہ وغیرہ اور اس طرح کے عقائد و اعمال وہ ہیں جو قرآن و حدیث سے پوری تصریح کے ساتھ ثابت ہیں۔ ان کا انکار بالواسطہ دین اسلام (یعنی کتاب و سنت) کا انکار ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص ان متفقہ عقائد و اعمال کے بارے میں اختلاف کرتا ہے تو وہ شخص ہدایت سے محروم ہے، کیونکہ وہ پوری امت کے اجتماعی فیصلوں کا منکر ہے۔

شریعت کے دوسرے احکام وہ ہیں، جو ایسی احادیث سے ثابت ہیں جن کی روایت نبی ﷺ تک یقینی طور پر ثابت نہیں ہو سکی، جن کو احادیث ضعیفہ کہا جاتا ہے یا کسی شرعی امر کے بارے میں ایک سے زیادہ روایتیں موجود ہیں، اور ان کا مضمون

Marfat.com

ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف ہے تو ایسے امور کے بارے میں اختلاف رونما ہو سکتا ہے۔ مگر یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا عمل میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا، لہذا اس طرح کا اختلاف احادیث روایت کرنے والے راویوں کی کسی غلط فہمی یا نسیان کی وجہ سے ظاہر ہو سکتا ہے، یا آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں کوئی عمل مختلف انداز سے کیا ہے یا کوئی عمل آپ نے وقتی طور پر کیا اور بعد میں اس کو ترک کر دیا لیکن یہ بات راوی کو معلوم نہیں ہو سکی، اس لئے وہ اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں کرتا یا کوئی راوی حدیث بیان کرتے ہوئے اس کے پس منظر کو بیان نہیں کرتا کہ یہ حکم کس موقعہ پر اور کسی خاص سبب کی بنیاد پر دیا گیا تھا وغیرہ وغیرہ، ایسے حالات میں اختلاف کا واقع ہونا فطری اور بالکل ناگزیر ہو جاتا ہے۔

بعض احکام ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا قرآن مجید یا احادیث نبوی میں صریحاً ذکر نہیں آتا۔ ایسے احکام کے بارے میں مجتہدین فقہائے کرام، صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے روشنی حاصل کرکے کوئی فتویٰ دیتے ہیں۔ اگر خود صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے کوئی بات واضح نہیں ہوتی تو وہ پھر براہ راست کتاب و سنت کی نصوص اور دوسرے نظائر کو سامنے رکھ کر اجتہاد کرتے ہیں۔ جو احکام اپنے ثبوت اور وضاحت کے اعتبار سے یقینی درجہ کے حامل نہیں ہوتے، ان کو اجتہادی مسائل کہا جاتا ہے۔

اجتہاد میں اختلاف رائے:

گذشتہ امتوں میں صرف انبیاء کرام ہی اللہ تعالیٰ کے احکام کی وضاحت فرماتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت سے اس امت کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ اس کے علماء دینی احکام معلوم کرنے کے سلسلہ میں اجتہاد سے بھی کام لیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اجتہاد کی اجازت دی، بلکہ اس

Marfat.com

کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی مجتہد کا اجتہاد درست اور صائب نکلے تو اس کا دوہرا اجر ہے، لیکن اگر مجتہد سے چوک ہو جائے تو وہ بھی اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف اجتہادات میں سے ایک اجتہاد کو غلط کہا جا سکتا ہے؟ جبکہ دونوں مجتہدین کے پاس ان کے اجتہاد کے حق میں دلائل بھی موجود ہوں۔ تو اس سلسلہ میں امت کے علماء کے ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ دونوں مجتہدین کو درست سمجھا جائے گا۔ البتہ ان کی آرا میں سے کسی رائے کو افضل (راجح) اور کسی فیصلہ کو غیر افضل (مرجوح) کہا جا سکتا ہے۔ علماء کے دوسرے طبقہ کی رائے یہ ہے کہ ایسے امور کے بارے میں ایک اجتہاد کو درست اور دوسرے کو خطا کہا جا سکتا ہے لیکن ہر دو امور میں احتمال خطا کو تسلیم کیا جائے گا یعنی ان میں سے کسی بھی فیصلے کے غلط ہونے کا احتمال و امکان موجود رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اجتہاد کی اجازت دینے اور اجتہادی غلطی کو قابل معافی قرار دینے میں یہ حکمت شامل ہے کہ شریعت کے احکام میں بعض احکام وہ بھی ہیں، جن میں ایک سے زیادہ رائے کی گنجائش موجود ہے اور ان میں مجتہدین امت میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بات کوئی مذموم اور ناپسندیدہ بات نہیں ہے بلکہ ان اختلافات کی وجہ سے شرعی احکام پر عمل میں وسعتیں اور آسانیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور تنگی کی صورت میں آسان عمل کو اختیار کرنا بھی دین کی حکمت میں داخل ہے۔ خود آنحضور ﷺ دو امور میں سے آسان امر پر عمل فرماتے تھے تا کہ امت پر آسانی ہو۔ ایسی کئی مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔

اس قسم کا اختلاف رائے امت کے لئے زحمت نہیں ہے، بلکہ رحمت ہے۔ امت کے بڑے فقیہ علامہ ابن قدامہؒ نے لکھا ہے کہ امت کا اتفاق حجت ہے اور اس کا

Marfat.com

اختلاف رحمت ہے (مقدمتہ المغنی) اس رائے کی تائید شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی فرمائی ہے۔

اختلاف رائے اور صحابہ کرام کا طرزِ عمل:

احادیث میں ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف پیدا ہوا یا حضور ﷺ کے کسی حکم کی تشریح و توضیح مختلف اصحاب نے مختلف انداز میں فرمائی، لیکن آنحضور ﷺ نے اس کا برا نہیں منایا۔ اس بات کی مثالیں احادیث میں موجود ہیں مثلاً غزوہ خندق کے بعد آپ نے اعلان فرمایا کہ تمام لوگ بنو قریظہ کی طرف کوچ کریں اور وہیں نماز عصر پڑھیں۔ اب بعض صحابہ کرام نے اس کا مطلب سمجھا کہ بلا تاخیر ہم بنو قریظہ کی جانب نکل جائیں، نیز یہ لازم نہیں ہے کہ ہم لازماً نماز عصر بنو قریظہ میں ادا کریں، اس لئے وہ فوراً مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور راستے میں ہی نماز عصر پڑھتے ہوئے بنو قریظہ پہنچ گئے مگر بعض اصحاب کرام نے نبی ﷺ کے حکم کے مطابق بنو قریظہ میں پہنچ کر نماز عصر ادا کی۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں فریقوں کے عمل کو درست قرار دیا اور کسی پر کوئی نکیر نہیں کی۔ اسی طرح آیت تیمم کے نزول کے بعد ایک سفر میں حضرت عمرؓ اور حضرت عمارؓ کو غسل کی ضرورت پیش آئی اور پانی میسر نہیں تھا، حضرت عمرؓ نے اپنی رائے کے مطابق تیمم کو صرف وضو کا بدل قرار دیا اور حضرت عمارؓ نے تیمم کو غسل کا قائم مقام قرار دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ واقعہ پیش ہوا تو آپ نے کسی کی مذمت نہیں فرمائی، بلکہ فرمادیا کہ تیمم غسل کا بھی قائم مقام ہے۔

بعض اعتقادی امور کے بارے میں صحابہ کرام میں اختلاف تھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی رائے تھی کہ معراج میں رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت

Marfat.com

ہوئی تھی، اس کے برعکس ام المومنین حضرت عائشہؓ کو اس سے اختلاف تھا، حالانکہ دونوں حضرات حضور ﷺ کے قریب ہی تھے۔

اسی طرح بعض صحابہ کا خیال تھا کہ میت کے اہل خانہ کے میت پر رونے اور آہ و پکار کرنے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے، لیکن حضرت عائشہؓ اس کی قائل نہ تھیں۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام کی رائے تھی کہ مردے سنتے ہیں اور بعض صحابہ کرام اس کے قائل نہ تھے۔ ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جن مسائل پر اہل سنت والجماعت کے گروہوں کا آپس میں اختلاف ہے، ان مسائل میں خود صحابہ کرام کے دور میں اختلاف کی کثرت رہی ہے۔ موجودہ دور میں صحابہ کرام کے فتاویٰ اور اقوال کو مدون و مرتب صورت میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام، تابعین کے دور تک امت میں کوئی جدال پیدا نہیں ہوا تھا، بلکہ اس اختلاف کو مستحسن سمجھا گیا، چنانچہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ صحابہ کرام میں بالکل کوئی اختلاف نہ ہوتا کیونکہ ایسی صورت میں امت کے لوگ تنگی میں پڑ جاتے۔ صحابہ کرام کے اختلاف نے سہولت پیدا کر دی کہ امت کے افراد اگر ان میں سے کسی رائے کو بھی قبول کر لیں تو ان کے لئے شرعاً ایسی اجازت موجود ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ میرے صحابہ کرام میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے کیونکہ تمام صحابہ عادل اور ہدایت یافتہ ہیں۔

اختلافی مسائل کو اہمیت نہ دینے اور اس کے ساتھ ایسے مسائل میں فراخ چشمی اور کشادہ قلبی کا رویہ ہمیشہ سے علمائے حق کا طریقہ رہا ہے۔ مشہور محدث حضرت یحیٰ بن سعید انصاری کا قول ہے اہل علم کے درمیاں فقہی مسائل میں حلال و حرام کا بھی اختلاف رہا ہے۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ دیا ہو یا کسی فریق نے دوسرے کو گمراہ کہا ہو۔

Marfat.com

لفظ "اختلاف" سے چونکہ بظاہر ایک دوسرے سے دور ہونے کی بو آتی ہے۔ اس لئے بعض علماء ایسے علمی اختلافات کو لفظ اختلاف سے بھی تعبیر فرمانے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں نقل فرمایا ہے کہ ایک عالم نے فقہاء کے اختلافات پر کتاب مرتب کی اور اس کا نام "کتاب الاختلاف" رکھا۔ حضرت امام احمدؒ نے فرمایا اسے کتاب الاختلاف نہ کہو، بلکہ کتاب السعتہ کہو (یعنی سہولیت بہم پہچانے والی کتاب) (مجموعتہ الفتاویٰ جلد ۳۰ صفحہ ۷۹) مطلب یہ ہے کہ فقہا کرام کا اختلاف امت کے لئے سہولت اور گنجائش کا سبب ہے۔

اختلاف کے معاملے میں وسعت اور گنجائش کی ایک بہترین مثال حضرت امام مالکؒ کی ہے۔ جن سے عہد عباسی کے دو خلفاء نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم آپ کی کتاب "موطا" پر عمل کرنا پوری امت پر لازم قرار دینا چاہتے ہیں۔ لیکن حضرت امام مالکؒ نے اس تجویز کو پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ " علماء کا اختلافِ رائے اس امت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے، جس کے نزدیک جو نقطہ نظر زیادہ درست ہے وہ اس پر عمل کرتا رہے۔ اس لئے کہ سب ہدایت پر ہیں اور ہر ایک کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ فقہاء اور محدثین کرام اجتہادی مسائل میں اختلاف رائے کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔ قلب و نظر کی اسی وسعت کا نتیجہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے دور میں کبھی یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوا کہ ہم مخالف نقطہ نظر کے حامل شخص کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے پچھنا لگوایا ہو تو کیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ (حالانکہ امام احمدؒ کے نزدیک

Marfat.com

خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔) امام احمدؒ نے جواب میں فرمایا کہ کیا میں امام مالکؒ اور سعید بن مسیبؒ جیسے بزرگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا؟ واضح ہو کہ امام مالکؒ اور سعید بن مسیبؒ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد رشید حضرت امام قاضی ابو یوسفؒ نے خلیفہ ہارون الرشید کے پیچھے نماز ادا کی، حالانکہ خلیفہ نے نماز سے پہلے خون نکلوایا تھا اور اس نے امام مالکؒ کے فتوے کے مطابق وضو نہیں کیا تھا۔ سوال کرنے پر قاضی صاحب نے فرمایا کہ کیا میں امام مالکؒ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں؟ پھر قاضی ابو یوسفؒ نے ایک اصولی بات فرمائی کہ ایسے اختلافات کے پیچھے ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کا ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے غسل کیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ بعد میں انہیں بتایا گیا کہ اس کنویں میں مردہ چوہا پایا گیا ہے، حالانکہ امام ابو یوسفؒ کی رائے کے مطابق ان کا غسل اور وضو ہی درست نہیں تھا اور اسے نماز لوٹانی چاہیے تھی، لیکن امام ابو یوسفؒ نے نماز نہیں لوٹائی اور فرمایا کہ آج ہم علمائے مدینہ کی رائے پر عمل کرتے ہیں (اہل مدینہ کے نزدیک ایسا پانی ناپاک نہیں تھا)۔

فقہائے شوافع کے نزدیک پرندوں کی بیٹ ناپاک ہوتی ہے۔ قاضی ابو الطیب بڑے شافعی عالم تھے، انہوں نے جب نماز جمعہ پڑھنا شروع کی تو ایک پرندے نے ان پر بیٹ کر دی۔ انہوں نے نماز مکمل کر لی اور فرمایا آج میرا عمل حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی رائے پر ہے۔

اسی طرح کئی دوسری مثالیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی نے اپنی مشہور کتاب حجت اللہ البالغہ میں دی ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ اس پس منظر میں اہل علم کو وسیع النظر ہونا چاہیے۔ علمائے حق اور اسلاف امت کے اس اختلاف کو اس نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ حق و باطل کا اختلاف ہے۔ ایسی وسعت نظری کی مثالیں موجودہ دور کے علماء میں بھی ملتی ہیں۔

Marfat.com

نجدی دور کی حکومت کے شروع ہونے کے بعد حرمین شریفین میں نماز وتر کا جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہ فقہائے احناف کے ہاں درست نہیں۔ اس کے برعکس حضرت مولانا عبدالحیی فرنگی محلی نے جو بڑے فقیہ اور مفتی تھے، علمائے نجد کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے اور اس طرح کی آراء حضرت امام ابو بکر جصاص رازی، علامہ ابن ہمامؒ اور ان کے استاذ شیخ سراج الدینؒ نے بھی ظاہر فرمائی ہیں۔

اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہم علمائے سلف صالحین کے معتدل رویوں کے مطابق اس طرح کے مسائل میں اختلاف رائے کو برا نہ سمجھیں اور نہ ان مسائل کو مناظروں اور مجادلوں کا موضوع بنائیں اور نہ ان آراء کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ بے احترامی کا رویہ اختیار کریں۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین کے دور خیر القرون اور ائمہ مجتہدین کے اختلافات کی نوعیت

زیر بحث موضوع کے سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کرام اور ائمہ مجتہدین کے دور کی وہ تاریخ بھی سامنے رکھنا ضروری ہے کہ تعبیر و تشریح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ماتحت ان میں جو اختلاف رائے پیش آیا ہے، اس پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں کہ اس نے جنگ و جدال کی صورت اختیار کی ہو۔ باہمی اختلاف مسائل کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا اور تمام برادرانہ تعلقات قائم رکھنا، اس پوری تاریخ کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

سیاسی سائل کے سلسلہ میں اختلافات کا رونما ہونا، اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکومتوں کے تحت تھا، آپس میں تلواریں بھی چل گئیں مگر انہوں نے کبھی ایک دوسرے کو کافر یا دین سے خارج قرار دینے کا اعلان نہ فرمایا۔

کتاب و سنت کی تشریح و تعبیر کے سلسلہ میں جو اختلاف صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیاں رہا وہ بلاشبہ امت کے لئے رحمت ہے، ان اختلافات کا کوئی پہلو نہ پہلے مسلمانوں کے لئے مضر ثابت ہوا اور نہ آج ہو سکتا ہے، بشرطیکہ وہ انہیں حدود کے اندر رہے، جن میں ان حضرات نے رکھا تھا کہ ان کا کوئی اثر نماز، جماعت، امامت اور معاشرت کے کسی معاملہ پر نہ پڑتا تھا۔

انتظامی معاملات کے سلسلہ میں تو اختلاف رائے خود رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں آپ کی مجالس میں بھی ہوتا رہا ہے، خلفائے راشدین اور عام صحابہ کرام کے عہد میں بھی ایسے واقعات پیش آتے رہے حتیٰ کہ اذان اور نماز جیسی عبادت جو دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے ان کی جزوی کیفیات میں بھی اس مقدس گروہ کے

Marfat.com

افراد کا خاصا اختلاف نظر آتا ہے۔ اور اس اختلاف رائے پر باہمی بحث و مباحثہ بھی ہوتا رہا۔ ایسے ہی غیر منصوص اور اجتہادی معاملات حلال و حرام جائز و ناجائز میں بھی صحابہ کرام کے آرا کا اختلاف کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے، پھر صحابہ کرام کے شاگرد حضرات تابعین کا یہ عمل بھی سب اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ ان (تابعین کرام) کی کوئی جماعت کسی صحابی کی رائے کو اختیار کر لیتی تھی اور ان کے برعکس دوسری جماعت دوسرے صحابی کی رائے پر عمل کرتی تھی، لیکن صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین حضرات کے اس پورے خیر القرون میں اور ان کے بعد ائمہ مجتہدین اور ان کے تلامذہ میں کہیں ایک واقعہ بھی اس کا سننے میں نہیں آیا کہ وہ حضرات ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق فاجر کہتے ہوں یا ایک دوسرے کو مخالف فرقہ یا گروہ سمجھ کر ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہوں۔ ان اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کے خلاف جنگ و جدل، سب شتم، توہین، استہزا اور فقرہ بازی کا تو ان مقدس زمانوں میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔

متذکرہ بالا تصریحات سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس مسئلہ میں صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہو تو اس کی کوئی جانب شرعی حیثیت سے قابل رد نہیں ہو سکتی کیونکہ دونوں آرا کی بنیاد قرآن و سنت اور ان کے مسلمہ اصول پر ہے اس لئے دونوں فریق قابل اعتماد اور قابل اتباع ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک رائے کو راجح اور افضل اور دوسری رائے کو غیر راجح یعنی غیر افضل کہہ سکتے ہیں۔ بس اسے زیادہ کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور طرفین حق پر ہوتے ہیں اس لئے جمہور علما امت کی نظر میں ائمہ مجتہدین حق پر ہیں اس لئے ان کی آرا کا اتباع کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

ائمہ کرام کے اختلافات دین میں تنگی کو روکنے اور سہولت ووسعت پیدا کرنے کا سبب ہیں

حیرت کی بات ہے کہ ہم نے ائمہ اسلام کے فقہی اختلافات کو گروہ بندی اور فرقہ واریت کا ذریعہ بنالیا ہے، حالانکہ اصل حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ان کے اختلافات سے دین میں تنگی کے بجائے وسعت پیدا ہوتی ہے اور دین پر عمل کرنا آسان سے آسان تر ہو سکتا ہے۔

خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک فرمان جاری فرمایا کہ جس علاقہ میں لوگ جن ائمہ کے اقوال پر عمل کر رہے ہیں، ان کو اسی حال پر چھوڑ دیا جائے۔ (بحوالہ دارمی)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ایک دوسرے فرمان کا متن یہ ہے: "ان اختلافات کی وجہ سے دین میں بڑی وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ میں دین کی راہ میں ان چیزوں کو قیمتی اور غیر معمولی چیز سمجھتا ہوں۔ یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہو گی کہ اس قسم کے مسائل میں لوگ کسی ایک ہی پہلو پر سمٹ جائیں۔"

مشہور محدث و فقیہ حضرت سفیان ثوری توان لوگوں کو ٹوک دیا کرتے تھے جو ائمہ اجتہاد کے ان فقہی اختلافات کو "اختلافات" کے نام سے موسوم کرتے۔ آپ ہدایت فرمایا کرتے کہ یوں کہا کرو کہ علما نے مسلمانوں کے لئے دین میں گنجائش اور فراخی پیدا کر دی ہے۔ (میزان الکبریٰ، شعرانی)

12 صدی ہجری میں فقہ حنفی کی آخری مستند کتاب ردالمحتار (علامہ شامی) نے بھی ائمہ کرام کے اختلافات کے بارے میں یہی نقطہ نظر اختیار کیا ہے کہ مشکلات میں مسلمانوں کے لئے ان ہی اختلافات کی بنیاد پر آسانی کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے تائید میں فتویٰ تاتار خانیہ سے یہ عبارت نقل کی ہے:

Marfat.com

کان اختلاف ائمۃ الھدیٰ توسعۃ للناس

"یعنی ائمہ ھدیٰ کے اختلافات سے در حقیقت لوگوں کے لئے وسعت پیدا ہو گئی ہے۔"

علامہ شامی نے فخر الائمہ صحاب معراج الدرایہ کے اس قول کو نقل کرکے سراہا ہے کہ:

"فقہاء کے مختلف اقوال میں سے کسی قول پر مسلمانوں کی آسانی کے لئے ضرورتاً فتویٰ دیا جائے، تو یہ اچھی بات ہو گی۔" (شامی جلد 1 ص 69)

مطلب یہ ہے کہ بظاہر کوئی مسئلہ یا قول ضعیف اور مرجوح ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی مسلمان دشواری میں مبتلا ہو گیا ہو تو اس مصیبت زدہ مسلمان کی امداد کے لئے ضعیف اور مرجوح قول پر فتویٰ دینا علماء کے لئے باعث ثواب ہوگا۔ (بحوالہ مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ ص 114 مولانا مناظر احسن گیلانی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ نے اپنی کتاب عقد الجید میں علامہ ابن ہمامؒ کی کتاب فتح القدیر کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ خود آنحضور ﷺ ان امور کو پسند فرماتے تھے، جو آپ کی امت کے لئے باعثِ تخفیف ہوں۔

Marfat.com

متاخرین علماء میں اختلافات کی شدت اور اس کی نوعیت

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تحقیق کے مطابق خیر القرون کے خاتمہ کے بعد اجتہاد کے سوتے خشک ہونا شروع ہو گئے۔ براہ راست قرآن مجید اور حدیث نبوی سے مسائل کا استخراج کرنے کا طریقہ متروک ہوتا چلا گیا۔ متاخرین علماء نے سہولت پسندی کا انداز اختیار کیا۔ اب وہ تحقیق و تدقیق جو علماء سلف کا شیوہ تھا، متاخرین کے لئے مشکل سے مشکل بنتا چلا گیا۔ اب ان پیروانِ مذہب نے صرف اسلاف کی تحقیق اور اجتہاد پر انحصار کر لیا اور ان کے اقوال پر بغیر تحقیق کے فتوے صادر کرنا شروع کر دیئے۔ اصل مراجع پر ان کی نظر نہیں رہی۔ ان سب باتوں کے علاوہ متاخرین علماء نے تخریج کا عمل شروع کیا۔ تخریج کا مطلب متقدمین علماء کے مستنبط مسائل سے دوسرے مسائل اخذ کرنا ہے۔ اس طریقہ سے متاخرین نے شاہراہ (قرآن و حدیث) سے ہٹ کر صرف اپنے ائمہ کے قیاسات کو اصل کی حیثیت دے دی۔ اس بات کا یہ نتیجہ نکلا کہ جزئیات میں دوسرے مذاہب کے خلاف متشددانہ رویوں کا اظہار ہونے لگا، جو ائمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ میں موجود نہ تھا۔

Marfat.com

اختلاف رائے باعث عداوت نہیں ہونا چاہئے

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے مختلف بڑے فرقوں میں نہ صرف فقہی فروعات بلکہ اعتقادات کے فرعی مسائل میں بھی اختلافات موجود ہیں۔ مسلک اہل سنت کی اپنی اندرونی آراء میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی طرح اہل حدیث اور اہل سنت (فقہاء) کی روش اور طور طریقوں کے درمیان، بلکہ اعتقادات کے فرعی مسائل میں بھی کافی اختلاف موجود ہے، مگر سب گروہ ماضی میں ان اختلاف کی موجودگی میں بھی، برادرانہ زندگی گذارتے رہے ہیں۔

مذہب اہل تشیع کے ہاں بھی ایسے اندرونی اختلاف پائے جاتے ہیں۔ شیعہ اخباریوں اور اصولیوں کے درمیاں احکام شرعیہ میں استنباط کے طور طریقوں میں بھی اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ علم کلام میں شیعہ علماء کے اختلافات تو زیادہ مشہور و عیاں ہیں، مگر ان سب کے باوجود وہ برادرانہ انداز میں باہم رہتے آتے ہیں۔ اختلاف آراء کوئی عیب نہیں ہے۔ ہم ان سارے انسانوں کو جو باہم اختلاف نظر رکھتے ہیں، ایک ہی ملک، ایک ہی شہر یہاں تک کہ ایک ہی گھر کے اندر امن و سکون کی زندگی گذارتے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ وہ سب لوگ دشمنی، عداوت سے دور رہ کر اپنے خاص نظریات کی حفاظت کرتے ہوئے صلح اور اتفاق کی زندگی گذار رہے ہیں۔

اس وقت عالم کفر باہم متحد و منظم ہے اور ایک متفقہ رائے عمل کے تحت مسلمہ امہ پر حملے آور ہے۔ پھر مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد و اتفاق اور باہمی صلح اور محبت کی زندگی گذارنے کے لئے کیوں تیار نہیں ہیں؟ تاکہ ہم دنیا میں خیر امت کہلا سکیں۔ کیوں ہم ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان ہیں؟ ہم معصوم نہیں ہیں، ہمارا عقل اور ہمارا شعور بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ بے مہار جذبات و

Marfat.com

احساسات کے بھی ہم مالک ہیں، بنابریں علمی مسائل میں نظریاتی اختلافات کا واقع ہونا ایک طبعی بات ہے۔

لیکن ۱۵ویں صدی میں ہماری زبون حالی، شکست و سرنگونی اور شرمساری کا باعث یہ ہے کہ ہمارے اندرونی علمی اختلافات اب دشمنی، عناد، الزام تراشی، کذب و افترا یہاں تک کہ ایک دوسرے کی تکفیر اور خونریزی کی حد کو پہنچ گئے ہیں۔ علمی و فکری میدان میں باہمی عداوتوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دین اسلام کو بدنام اور موردالزام ٹھیرایا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ہماری سماجی و سیاسی زندگی میں بھی بہت زیادہ منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں، مسلمانوں کے دین و دنیا کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ ہمارا یہ طرز عمل فرمان الٰہی کے برخلاف ہیں، جس میں فرمایا گیا کہ:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ

(الانفال آیت: 46)

ترجمہ: تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، جھگڑا مت کرو کہ تم ناکام ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

ایسا اختلاف مسلمانوں کی بدبختی کے سب سے بڑے اور اہم عوامل میں سے ایک بڑا عامل ہے۔ لہٰذا مسلہ کے افراد کو حالات کی سنگینی کا احساس ہونا چاہئے۔ اگر وہ اپنے اندرونی اختلافات کو بالکل ختم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو خدارا کم از کم اس معاندانہ روش کو عارضی طور پر مؤخر اور ملتوی کردیں تاکہ ہم سب مل کر عالمی کفر کی سازشوں اور حملوں کا اجتماعی دفاع کر سکیں۔

علمی اختلافات کو فرقہ واریت قرار دینے کا رجحان:

ہمارے مغربی تعلیم یافتہ لوگ خصوصاً سیاست دان، علماء کے ہر علمی اختلاف کو خطرناک قرار دے کر اس پر فرقہ واریت کا لیبل چسپاں کر دیتے ہیں۔ ان کا یہ رجحان

Marfat.com

بھی نہایت غلط اور صحیح دینی تصورات کے خلاف بھی ہے۔ یہ لوگ ہر مسئلہ میں رواداری کے ترجمان بنتے نظر آتے ہیں، حالانکہ ان لوگوں کو دین کے صحیح عقائد اور اصولوں کا اتہ پتہ بھی نہیں ہوتا۔

فرقہ وارانہ رجحانات واقعتاً برے ہیں۔ ہم خود مانتے ہیں۔ ہمارے مغربی تعلیم یافتہ طبقات اگرانہیں برانہ بھی سمجھیں، تب بھی ہم انہیں برا سمجھتے ہیں۔

ہمارے موجودہ معاشرے میں شرکیہ رسمیں بالکل عام ہو چکی ہیں۔ بزرگان دین کے مزارات پر زائرین جس طرح سے آداب زیارت بجالاتے ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں۔ ہم مزارات کی زیارت اور بزرگان دین کے لئے فاتحہ خوانی کے ہرگز مخالف نہیں ہیں، لیکن جو شرک وہاں پر کھلم کھلا ہو رہا ہے، اسلام اسے بھی تو برداشت نہیں کرتا۔ مزارات پر محکمہ اوقاف کی جانب سے زیارت اور فاتحہ خوانی کے بارے میں ہدایات تحریری طور پر آویزاں کر دی گئی ہیں، مگر اس کے باوجود لوگ مزارات مقدسہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ مزارات کا طواف کیا جاتا ہے اور شرکیہ جملوں کے ذریعے دعائیہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ کیا ایسے حالات میں عام لوگوں کو ان شرکیہ عادات واطوار سے ذاتی طور پر یا تحریری صورت میں روکنے کی کوشش کرنا ہی فرقہ واریت کا عمل ہے؟

شرک کے خلاف آواز بلند کرنے کا کوئی ایک اسلوب غلط ہے تو آپ اس کو نہ اپنایئے۔ مگر کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ شرک کے خلاف آواز اٹھانا، اور شرک کو ایمان کے خلاف قرار دینا ہی غلط ہے؟ اگر کسی کو اسلوب سے اختلاف ہے تو اس میں حرج کی کیا بات ہے کہ شرک کو معاشرے سے ختم کرنے کے لئے دوسرا کوئی موزون طریقہ اپنایا جائے۔ لیکن اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کا اثبات تو فرض عین ہے۔ ہمارے مغربی فکر کے ترجمان دانشور حضرات کو شرک کی مخالفت اور توحید کے اثبات پر

Marfat.com

تعجب کیوں ہونے لگتا ہے؟ دین کے مسلمات سے انحراف کا سد باب کیا جانا، ان کو رواداری کے منافی کیوں نظر آتا ہے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ توحید کے مسئلے کو فرقہ وارانہ بنانے میں ہمارے مذہبی رہنماؤں کی دانستہ یا نادانستہ کوششوں کا بڑا دخل ہے، جو لوگوں مشرک کہنے کے معاملہ میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ مسئلہ توحید کو اختلافی بنا دینے میں ان انتہا پسند مذہبی طبقوں کا واقعی بڑا دخل ہے، جو خود بھی نہ توحید کو پوری طرح سے سمجھتے ہیں اور نہ شرک کی حقیقت کا ادارک رکھتے ہیں اور جو لوگوں پر موقعہ ومناسبت کا لحاظ کیے بغیر فتوے لگاتے رہتے ہیں۔ جو اپنی ساری لاعلمی کو توحید کے خانے میں ڈال دیتے ہیں۔ واقعتاً ہمارے ان طبقات نے توحید کو فرقہ وارانہ مسئلہ بنا دیا ہے۔

Marfat.com

اختلاف آراء ایک فطری حقیقت ہے اسے برداشت کرنے کی ضرورت ہے

سب سے پہلے یہ بات واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ تشریح و تعبیر دین کے سلسلہ میں، مسائل دینیہ میں آراء کا اختلاف نہ مضر ہے اور نہ اس کے مٹانے کی ضرورت ہے۔ نہ ہی یہ اختلاف مٹایا جا سکتا ہے۔ اختلاف رائے نہ وحدت اسلامی کے خلاف ہے، نہ دین کے لئے مضر ہے۔ اختلاف رائے کا ہونا ایک فطری اور طبعی امر ہے، جس سے نہ کبھی انسانوں کا کوئی گروہ خالی رہا ہے اور نہ رہ سکتا ہے۔ جہاں عقل بھی ہو علم و دیانت بھی ہو یہ ممکن نہیں کہ ان میں اختلاف رائے نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف رائے علم، عقل و دیانت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس اختلاف کو مذموم نہیں کہا جا سکتا۔ اگر حالات و معاملات کا صحیح جائزہ لیا جائے اور اختلاف رائے کو اپنی حدود کے اندر رکھا جائے تو وہ کبھی کسی قوم و جماعت کے لئے مضر ثابت نہیں ہوتا، بلکہ بہت سے مفید نتائج پیدا کرتا ہے۔ اسلام میں مشاورت کی تاکید فرمائی گئی ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورے کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے تو اس کا یہ ہی منشا ہے کہ اس معاملہ زیر بحث کے متعلق مختلف پہلو اور مختلف آراء سامنے آجائیں تاکہ فیصلہ بصیرت کے ساتھ ہو سکے۔ اگر اختلاف رائے کو مذموم سمجھا جائے تو مشاورت کا فائدہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جس کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ (سورۃ الشوریٰ آیت ۳۸)

ترجمہ: وہ اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ (سورہ آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ: (اور تم) اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو۔

Marfat.com

چونکہ علم اور عقل کی نعمت تمام انسانوں کو ایک جیسی حاصل نہیں، اس لئے اس میں رائے کا اختلاف پیدا ہونا ایک فطری امر ہے لہٰذا اسے برداشت کرنے کی ضرورت ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بازپرس بھی ہر انسان کے علمی و عقلی استعداد جو اس کو ودیت کی گئی ہے، اس کے مطابق ہی ہوگی۔ اس طرح تمام نعمتوں کا حساب کتاب بھی اسی اندازے سے لیا جائے گا اور کسی کے ساتھ ظلم نہ کیا جائے گا۔

اختلاف تو انسانی نسل، رنگوں اور زبانوں میں بھی ہے:

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اختلاف ایک فطری امر ہے۔ نیز ناگزیر بھی ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ اس جہاں کو زیب ہے اختلاف سے۔ قرآن مجید میں بھی انسانی نسل، رنگوں اور زبانوں کے اختلاف کے ساتھ علم و عقل کے مدارج کا ذکر آیا ہے۔ یہ فرق اور تفاوت بھی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (سورۃ الحجرات ۱۳)

ترجمہ: ہم نے تمہاری قومیں اور قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ

(سورۃ الروم آیت ۲۲)

ترجمہ: اور (اللہ) کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا۔

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (الزمر آیت ۹)

ترجمہ: آپ ان سے کہہ دیں جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں۔

اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الرعد آیت ۱۹)

ترجمہ: نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

Marfat.com

علمی اختلافات باعث عداوت نہ ہونے چاہیں

جب انسانوں میں علم و عقل کے مختلف مدارج نظر آتے ہیں اور اسی وجہ سے سوچ و فکر کا انداز بھی لازماً مختلف ہو جاتا ہے، اس لئے رائے اور تحقیق کا اختلاف بھی ایک فطری حقیقت تسلیم کیا جانا چاہئے، اس لئے انسانی فکر و نظر کے اختلاف کے ظاہر ہونے پر ایک دوسرے سے عداوت اور دشمنی رکھنا یا اسے کمتر جاننا فطرت سے بغاوت ہے۔ یہ عداوت اور جنگ وجدل تو صرف حیوانات میں نظر آتی ہے۔ جب وہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں علم و عقل کی سخت کمی پائی جاتی ہے۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے، لہٰذا ان میں یہ صفات تو ہرگز نہ پائی جاہیں۔ اختلاف کے اظہار میں خلوص اور افہام و تفہیم کا ہونا بھی ایک اعلیٰ انسانی اخلاق کا نمونہ قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ دوسری مخلوقات سے ممتاز اور نمایاں سمجھا جاسکے۔ اس لئے اختلاف سے نہ گھبرانا چاہئے، نہ اسے نقصان دہ سمجھنا چاہئے۔

حدیث نبوی: "میری امت کا اختلاف رحمت ہے"

ایک مشہور حدیث نبوی کے حوالہ سے یہ بات اہل علم میں زیر بحث آتی رہی ہے کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے: کا حقیقی اور صحیح مفہوم کیا ہے نیز سند کے حوالہ سے اس حدیث کا مقام کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ سب سے پہلے اس حدیث نبوی کی صحت کے بارے میں میری تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح کے مرتبہ پر نہیں پہنچی ہے، البتہ اس حدیث شریف کو مختلف محدثین کرام اور علمائے کرام نے اپنی تصانیف میں جگہ دی ہے، باوجودیکہ حدیث کا راوی جویبر بن سعید الازدی الکوفی ضعیف ہے۔ نویں صدی کے مشہور محدث حضرت جلال الدین سیوطیؒ نے اس حدیث نبوی کو اپنی مشہور کتاب جامع الصغیر میں جگہ دی ہے، اس حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح سے منقول ہیں:

Marfat.com

ا۔اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ۔ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

۲۔اِخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ رَحْمَۃٌ۔ میرے صحابہ کا اختلاف رحمت ہے۔

اس روایت کو نصر مقدسی نے اپنی کتاب "کتاب الحجۃ" میں اور بیہقی نے اپنی کتاب رسالۃ الاشعریہ میں نقل فرمایا ہے۔ حدیث شریف اختلاف اصحابی رحمت کو دو مشہور محدثین کرام نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ان میں دیلمیؒ نے اپنی مسند الفردوس اور علامہ سخاوی نے اپنی کتاب "المقاصد الحسنہ" میں شامل فرمایا ہے ۔اس سے کچھ مختلف الفاظ میں "اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ لِلنَّاسِ" میری امت کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت ہے۔ کو علامہ ابن حاجب نحوی متوفی ۶۴۶ھ نے اپنی تصنیف "المختصر فی مباحث القیاس" میں ذکر فرمایا ہے. جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ حدیث اپنے صحیح حدیث کے مقام تک تو نہیں پہنچ سکی، البتہ اس کے مفہوم سے اتفاق کرنے والے علماء اور محدثین کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اختلاف کا مفہوم کیا ہے؟ نیز اہل علم کا نیک نیتی سے کسی علمی مسئلہ پر آپس میں اختلاف کرنے کا حقیقی مطلب کیا ہے؟اس موضوع پر اس کتاب میں تفصیلی گزارشات پیش کر چکا ہوں۔ حقیقت میں اختلاف اور تفرقہ (گروہ بندی) میں کوئی مماثلت موجود نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں بالکل مختلف المعنی بلکہ متضاد المعنی ہیں۔ تفرقہ اور اختلاف میں بڑا فرق ہے۔اختلاف رائے کا ہونا ایک فطری امر ہے۔ تفرقہ ڈالنا بہت بری بات ہے۔ جب تک انسان میں فہم وفراست کا وجود پایا جائے گا اس وقت تک اختلاف رائے کا وجود قائم رہے گا۔ علمی تحقیق میں اختلاف رائے رکھنا، جس کی بنیاد حق کی تلاش ہو اور اس میں خواہ مخواہ کی ضد اور نفسانیت نہ ہو، تو یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ دینی احکام کے حوالہ سے یہ بات نہایت اہم ہے کہ کسی آیت یا حدیث شریف کی معنی اور مطلب بیان کرنے میں یا کسی حدیث شریف کے مستند ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں اہل علم میں اختلاف ہو سکتا ہے، بلکہ ہوتا رہا ہے کیونکہ انسان

Marfat.com

کے علم و فہم میں تفاوت اور طریقہ تحقیق میں فرق کا ہونا اختلاف رائے کا سبب بن سکتا ہے۔ اختلاف کی رحمت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بلاوجہ اور بغیر علمی تحقیق کے اختلاف کیا جائے۔ علمی تحقیق میں اختلاف رائے کا ہونا بھی فوائد سے خالی نہیں ہے، اس اختلاف کے ذریعہ زیر تحقیق مسئلہ کے مخفی اور غیر واضح پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔ اس سے صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے، نیز غلطی کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات بحث و مباحثہ کے ذریعے اختلاف رائے کا وجود باقی نہیں رہتا۔ اس کے باوجود اگر اختلاف رائے کا وجود باقی رہ جائے تب بھی زیر بحث مسئلہ کے تمام پہلو سامنے آنے کے بعد اختلاف کی شدت میں بہت کمی آجاتی ہے۔ یہی بات باعث رحمت ثابت ہوتی ہے۔ اختلاف رائے کی صورت میں اگر ہر فریق شدت سے اپنی رائے کے صحیح ہونے پر اصرار کرے اور دوسرے فریق کے خلاف مخالفانہ اور معاندانہ روّیہ اختیار کرے اور دوسرے فریق کو نہ صرف غلط بلکہ اسے گمراہ اور خارج از اسلام قرار دے اور اسی اختلافی مسئلہ کو بنیاد بنا کر اپنے ہم خیال لوگوں کا ایک گروہ الگ بنا ڈالے اور اس کا الگ نام بھی رکھ لے تو پھر یہ صورت تفرقہ کی ہوگی، اس قسم کا اختلاف جو تفرقہ کے بنیاد بنے "رحمت" نہیں بلکہ "زحمت" ہے۔ اس اختلاف کو افتراق اور گروہ بندی کہنا زیادہ مناسب ہے، جس کی مذمت قرآن مجید اور احادیث نبوی میں صاف صاف آئی ہے۔ اس کی تفصیل کتاب کے متعلقہ باب میں آئی ہے۔ پہلے قسم کا اختلاف جو رحمت ہے، یہ اختلاف صحابہ کرام، تابعین، محدثین، ائمہ مجتہدین کے درمیان پایا جاتا ہے، جس کی تفصیل متداول کتب حدیث وفقہ میں موجود ہے۔ اس اختلاف کے باوجود ان حضرات نے نہ کوئی گروہ بندی کی اور نہ کوئی محاذ آرائی کی۔ یہ بزرگ اختلاف رکھنے کے باوجود ایک دوسرے کا دل سے احترام کرتے تھے، بلکہ انہیں عزت سے یاد کرتے تھے۔ بزرگان دین اور سلف صالحین کی مذکورہ روش سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اختلاف

Marfat.com

رائے بُری چیز نہیں ہے۔ البتہ اختلاف کے نتیجے میں تعصب اور تحزب (گروہ بندی) برپا کرنا گمراہی اور ضلالت ہے۔

تفرقہ کے معنی و مطلب:

فرقة تفرقة عربی زبان کے الفاظ ہیں: عربی لغت کے حوالہ سے فرق تفریقا۔ تفرقت الشيء کا مطلب کسی ایک چیز کو تقسیم کرکے جداجدا کرنا ہے۔اس کی مثال عربی ادب میں: تفرق بهم الطرق کا مطلب ہر ایک کا الگ الگ راستوں پر چلنا ہے۔

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۲۰ھ) نے اپنی لغت مفردات القرآن میں قرآن مجید کی آیت:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ (سورہ الانعام آیت ۱۵۹) کا مطلب دین کے مختلف راستے نکالنا لیاہے۔ نیز دوسری آیت: فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (سورہ طٰہ آیت ۹۴) کے معنی و مطلب: "آپ نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا" لکھا ہے۔ لفظ "تفریق" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ لفظ دراصل تکثیر (کثرت) کے لئے استعمال ہوتا ہے، جس کا مطلب کسی چیز کے اتحاد اور شیرازہ بندی کو زائل کرنے کے مفہوم میں لیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ "تفرقہ" کسی ایک چیز کی وحدت کو ختم کرکے اسے ٹکڑے ٹکڑے کردینا ہے۔ دین اسلام اور امت مسلمہ بھی ایک قسم کی وحدتیں ہیں اور تفرقہ اس کا ضد ہے۔ جو بھی اسلامی وحدت کو توڑ کر اس کو مختلف فرقوں میں تقسیم کرتا ہے، وہ دراصل تفرقہ برپا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

تفرقہ اور شرک:

دین میں تفرقہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا علیہم السلام کی امتوں کو تفرقہ سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

Marfat.com

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

(سورۃ الشوریٰ ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا، جس کی اس نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا" جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو، وہ ان کو دشوار گذرتا ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اسے اپنی طرف منتخب کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنا راستہ دکھاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے سامری کے پیش کردہ بچھڑے کی پوجا شروع کی، حالانکہ اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام بنی اسرائیل میں موجود تھے، انہوں نے بنی اسرائیل کو اس شرکیہ عمل سے روکنے میں سختی سے کام نہیں لیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس تشریف لائے، تو بنی اسرائیل کا شرکیہ عمل دیکھ کر سخت غصہ میں آگئے اور حضرت ہارون علیہ السلام سے نہایت سختی سے استفسار کیا کہ آپ نے بنی اسرائیل کو اس شرکیہ عمل سے کیوں نہیں روکا؟ قرآن مجید میں اس مکالمہ کو اس انداز میں بیان فرمایا گیا ہے:

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

(سورہ طٰہٰ آیت: ۹۴-۹۲)

ترجمہ: حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا کہ جب تم نے انہیں دیکھا تھا کہ بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے ہیں، تو تم کو میری تابعداری کرنے سے کس

Marfat.com

نے روکا کیا تو نے میری نافرمانی کی؟ حضرت ہارون کہنے لگے کہ میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی اور میرے سر کے بالوں کو نہ پکڑیں۔ مجھے تو یہ ڈر تھا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا۔

اس مکالمہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کے حوالے سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر وہ بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا سے روکتے تو لازماً کچھ لوگ حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم پر بچھڑے کی پوجا سے رک جاتے اور کچھ لوگ نہ رکتے۔ اس لئے ان میں دو گروہ پیدا ہو جاتے، اس ڈر سے حضرت ہارون علیہ السلام نے کہ حضرت موسیٰ اس تفرقہ ڈالنے والے عمل کے بارے میں مجھ سے باز پرس کریں گے، اس لئے انہوں نے اس بات پر شدت سے اصرار نہ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک اس شرکیہ عمل کو برداشت کیا۔ اس واقعہ سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ شرک جیسا گناہ بھی وقتی اور عارضی طور پر برداشت کرنا جائز ہے، مگر امت میں گروہ بندی پیدا کرنا ناقابل برداشت ہے۔ تفرقہ مشرکوں کا شیوہ ہے۔ اس کے برعکس عقیدہ توحید وحدت کا نظریہ ہے۔ اہل توحید کبھی بھی تفرقہ کا عمل اختیار نہیں کر سکتے، مگر افسوس اس بات پر ہے کہ اب خود اہل توحید نے تفرقہ بازی کو اپنا لیا ہے۔ اب مسلمانوں میں فرقہ پرستی عام ہے، بلکہ یہ ہمارا محبوب مشغلہ بن چکا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جس قوم میں شرک ہوگا وہ لازماً فرقہ پرستی کا شکار بن جائے گی۔ جب یہود و نصاریٰ میں شرک کی بنیاد پڑی تو پھر وہ فرقوں میں بھی تقسیم ہو گئے۔ توحید کا عقیدہ اتحاد کی دعوت دیتا ہے اور شرک کا عقیدہ انسانوں میں تفرقہ اور فساد پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

قومی، لسانی، نسلی اور سیاسی فرقہ واریت

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ موجودہ دور میں فرقہ واریت صرف مذہبی مسالک تک محدود نہیں رہی، بلکہ مغربی نظریہ سیاست کے زیر اثر اب دوسرے قسم کی گروہ بندیاں بھی امت میں پائی جانی لگی ہیں۔ اس سلسلہ میں قومی، لسانی اور نسلی بنیادوں پر گروہ بندی عام ہو رہی ہے۔ سب سے پہلے بنگالی قوم نے بنگالی قومیت پر قوم پرستانہ تحریک شروع کی، جو مشرقی پاکستان کے سقوط پر منتج ہوئی۔ اس تحریک کے بعد اب پاکستان کے بقیہ صوبوں میں قومی، لسانی اور نسلی تحریکیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ گویا ہم ایک امت اور ایک ملت ہونے کے بجائے اب سندھی، پنجابی، پٹھان اور بلوچ قومیتوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ اب تو پاکستان میں ایک نئی قومیت بھی وجود میں آ گئی ہے۔ اب اس بنیاد پر سیاسی جماعتیں بھی بنتی جا رہی ہیں۔ جب یہ عصبیتیں طاقتور ہو جائیں گی تو پھر ان کا ایک امت اور ایک ملت بننا ناممکن ہو جائے گا۔ اب دشمن بھی ہمیں انہی بنیادوں پر آپس میں لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں قومی اور نسلی عصبیت کو بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آنحضور ﷺ کے ارشادات بڑی تفصیل کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ اسی کتاب کے متعلق باب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی عصبیتیں رکھنے والے گروہوں کو اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔

سیاسی بنیادوں پر فرقہ واریت:

مغربی نظریہ سیاست و جمہوریت نے اب حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا نظریہ بھی دیا ہے۔ اس بنیاد پر اب حکومت بنانے کے لئے جمہوری طریقوں کے مطابق انتخابات ہوتے ہیں اور اس میں حصہ لینے کے لئے مختلف گروہ بنائے جاتے ہیں۔ جن کا

Marfat.com

دوسرا نام "سیاسی پارٹی" رکھا جاتا ہے۔ اب یہ جماعتیں جن میں لادین گروہ بھی اپنی جماعتیں بناتے ہیں، جن کی بنیاد سیکولرزم، سوشلزم اور نیشنلزم پر مبنی ہوتی ہے اور پھر لطف یہ کہ اب مذہبی و مسلکی گروہ بھی سیاسی جماعتیں بنا رہے ہیں، جن کی بنیاد خالص ان کے مخصوص مسلک پر رکھی جاتی ہے۔ اب یہ سب گروہ ملک کی ترقی کے لئے اپنے اپنے پروگرام اور منشور پیش کر کے انتخابات میں حصہ لیتے ہیں۔ اس وقت پورے ملک میں ایک ہنگامہ برپا کیا جاتا ہے، کیونکہ ہر گروہ اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے دوسرے گروہوں اور ان کے پروگراموں کو غلط قرار دیتا ہے حتّٰی کہ وہ اس سلسلہ میں شخصی اور ذاتی الزامات لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ اس بات کا نتیجہ ظاہر ہے کہ انتخابات کے موقعہ پر ہلڑ بازی اور ہنگامے برپا کئے جاتے ہیں، تاکہ ان کی جماعت جیت سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کافی بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں۔ لوگ اس عصبیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً پھر سیاسی لیڈر حکومت بنا کر عیش کرتے ہیں اور مزے لوٹتے ہیں اور انہیں کامیاب کرانے والے غریب عوام میں خاندانی دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو برسوں تک چلتی رہتی ہیں۔ یہ کھیل مفاد پرست سیاست دان کھیلتے رہتے ہیں۔ جیسے مذہبی فرقوں کے رہنما لوگوں کو دین اور مذہب کے نام پر آپس میں لڑا کر عیش کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے قسم کی فرقہ واریت بین الاقوامی سطح پر سیاسی قومیتوں کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے، جس کے ذریعہ مسلم امت میں ایک نظام خلافت اور حکومت قائم کرنے کے بجائے سیاسی قومیتوں کی بنیاد پر ملک اور حکومت بنائی جاتی ہیں۔ اسلام میں ایسی حکومتوں کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مسلم ملکوں کی قائم کردہ سرحدیں اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں۔ قومی ریاستوں (NATIONAL STATES) کا قیام صرف لادین جمہوری نظریہ کے تحت ہی ہو سکتا ہے، جسے آج اسلامی دنیا کے حکمران اپنائے ہوئے ہیں، کیونکہ ان کے مفادات اسی سے وابستہ ہیں۔ خلافت اسلامیہ کے مرکزی نظام قائم ہو جانے کے بعد ان حکمرانوں کی حیثیت ثانوی بن جاتی ہے اور

Marfat.com

اختیارات محدود ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اب وہ اس طرح کا نظام قائم کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں۔ مسلمانوں کو سیاسی قومیتوں میں تقسیم کرنے سے سب سے زیادہ فائدہ مغربی سامراج کو ہوا ہے، کیونکہ عالم اسلام کی متفرق اور منتشر ریاستیں کسی نہ کسی طرح مغربی سامراج کی غلام بن کر ہی جیتی ہیں۔ ان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے یہ ریاستیں مغربی سامراج کے اشارہ پر دوسری مسلم قومی ریاستوں کے خلاف مہم جوئی بھی کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے ان کی آپس میں جنگیں بھی ہوتی رہتی ہیں، جس کی تازہ ترین مثال عراق کی ایران، کویت اور سعودی عرب پر حملہ آوری ہے۔ ان جنگوں میں طرفین مسلمان ہی تھے، جو موت کا شکار ہوئے۔ اس طرح مغربی سامراج کو خوش کیا گیا اور ان کے مقاصد پورے کئے گئے۔ یہ جنگیں امریکہ کے اشارے پر لڑی گئیں۔ ان پالیسیوں کا انجام صدر صدام کو امریکہ کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارنے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں صرف ایک وحدانی اسلامی ریاست کا تصور موجود ہے، اس لئے اسلام میں مختلف سیاسی نظریات یا نظاموں پر مبنی الگ الگ مسلم قومی ریاستوں کے قیام کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ اس کی مثال خلافت راشدہ کا نظام ہے۔ اسلام امت واحدہ کا قائل ہے، جس میں دنیا کی کئی نسلیں اور قومیتیں شامل ہیں۔ یہ سب امت واحدہ کا ایک حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ پھر اسلام تمام علاقوں اور ان کے باشندوں کے حقوق کا تعین بھی عدل اور انصاف کے ساتھ کرتا ہے۔ اس بارے میں تفصیل میری تالیف "اسلامی ریاست میں علاقائی حقوق کا تصور" میں موجود ہے۔ مگر موجودہ دور میں اسلام کی ایک وحدانی ریاست کے بجائے ۵۵ مسلم قومی ریاستیں موجود ہیں، جن کا کوئی مرکز نہیں ہے، جو ان کو ایک نظم کے تحت مربوط رکھ سکے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ یہ سب ریاستیں نہایت کمزور حالت میں اپنا وجود برقرار رکھی ہوئی ہیں، حالانکہ ان کے پاس بیشمار مالی وسائل موجود ہیں، مگر اس کے باوجود وہ مغربی سامراج کی غلام بنی ہوئی ہے ہیں۔ ان قومی، نسلی، لسانی اور سیاسی

Marfat.com

عصبیتوں سے امت مسلمہ کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور مستقبل میں پہنچ سکتا ہے۔ اس بارے میں تفصیل میری ایک تالیف "مسلمہ امہ" پر قوم پرستی کے اثرات (بنی امیہ سے لیکر سقوط ڈھاکہ تک) میں ملاحظ فرما سکتے ہیں۔

حدیث افتراق امت

73 فرقے بننے کے بارے میں آنحضور ﷺ کے ارشاد گرامی کا صحیح مفہوم:

کتب احادیث میں حضور ﷺ کی ایک حدیث شریف موجود ہے جس میں خبر دی گئی کہ امت مسلمہ ۷۳ فرقوں میں منقسم ہو جائے گی اور ان میں سے صرف ایک گروہ جنت میں جائے گا، بقیہ ۷۲ فرقے جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس حدیث شریف کی وضاحت میں بہت کچھ لکھا گیا ہے، چونکہ یہ حدیث شریف فرقہ واریت کے بارے میں ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس پر غور کرکے آنحضور ﷺ کے ارشاد گرامی کا صحیح مفہوم معلوم کیا جائے۔ سب سے پہلے حدیث شریف کا متن پیش خدمت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا، ٹھیک اس طرح جس طرح دونوں جوتیاں برابر ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جو ایسا کریں

Marfat.com

گے اور بنی اسرائیل ۷۲ ملتوں میں منقسم ہو گئی تھی اور میری امت ۷۳ ملتوں میں تقسیم ہو جائے گی، جس میں ایک ملت جنتی ہو گی، باقی سب دوزخ میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جنتی کون ہو گا؟ فرمایا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہو گا۔" (ترمذی حدیث:2565-المستدرک علی الصحیحین حدیث:444- مجمع الزوائد ص260 ج7 مصنف ابن ابی شیبہ حدیث:37387)

عَنْ مُعَاوِيَةَ وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ۔

ترجمہ: معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب یہ امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی۔ 72 گروہ جہنم میں جائیں گے اور ایک گروہ جنتی ہو گا اور وہ الجماعت ہے (ابوداؤد حدیث: 3981- احمد حدیث: 16329)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَدِ افْتَرَقَتْ عَلٰى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَاَنْتُمْ تَفْتَرِقُوْنَ عَلٰى مِثْلِهَا كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا فِرْقَةً۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں منقسم ہو گئے اور اسی طرح تم بھی اتنے ہی فرقوں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ سب دوزخ میں جائیں گے سوا ایک فرقے کے۔ (مسند احمد حدیث: 11763-ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث: 3983)

بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى اَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى اِحْدٰى اَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً۔

ترجمہ: ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی اکہتر (۷۱) یا باہتر

Marfat.com

(۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ اسی طرح نصارا بھی اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ (ابوداؤد کتاب السنۃ حدیث: 3980- ترمذی کتاب الایمان حدیث: 2564- کتاب الفتن الحدیث: 3981)

جب آپ ان احادیث شریفہ پر غور وخوض فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں کچھ لفظی اختلافات موجود ہیں، مثلاً پہلی روایت میں اور بعد والی روایات میں فرقوں کی تعداد کے بارے میں فرق پایا جاتا ہے، اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ تعداد کا ذکر صرف کثرت کے لئے ہے۔ اس سے متعین تعداد مراد لینا عربی عدد و محاورہ کے خلاف ہے۔ ۷۲۔ ۷۳ کی تعداد کے تعین سے مزید سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی ۷۰ کی تعداد کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ

ترجمہ: اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی دعا کریں گے پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہ فرمائے گا۔ (سورۃ توبہ آیت 80)

اس ستر کی تعداد سے مراد کثرت ہے کہ اگر آپ بار بار اور کثرت سے ان منافقین کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں گے، پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں اگر آپ ۷۰ سے بڑھ کر ۷۱۔ ۷۲ مرتبہ دعائے مغفرت فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیگا۔ دوسرا اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرقوں کی تعداد ۷۳ تک ہوگی تو یہ تعداد کب مکمل ہوگی؟ ظاہر ہے کہ یہ تعداد قیامت آنے سے پہلے پہلے پوری ہونی چاہئے۔ مگر علمائے متقدمین جنہوں نے اس حدیث کی روء سے اپنے ادوار تک ۷۳ فرقوں کی تفصیل نام وغیرہ سب درج کردیئے ہیں، ان حضرات میں مشہور علمائے دین اور ان کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ کتاب الملل والنحل

Marfat.com

۲۔ عبدالکریم شہرستانیؒ متوفی ۴۵۸ھ۔ (کتاب الملل والنحل)

۳۔ عبدالقادر طاہر البغدادی متوفی ۴۲۹ھ کتاب، الفرق بین الفرق

۴۔ شیخ عبدالقادر جیلانی متوفی ۵۶۱ھ کتاب: غنیۃ الطالبین

۵۔ امام فخرالدین رازی متوفی ۶۰۶ھ کتاب: فرق المسلمین والمشرکین

حالانکہ ساتویں صدی ہجری کے بعد بھی کافی فرقے پیدا ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حدیث میں ۷۳ فرقوں کا صحیح مطلب فرقوں کی کثرت ہے نہ کہ متعین ۷۳ کی تعداد۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، نہ معلوم اس وقت تک کتنے فرقے وجود میں آچکے ہوں گے؟ دوسری غلط فہمی جو ان احادیث کے حوالہ سے عام مسلمانوں میں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور بقیہ سارے گروہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ دوسرے الفاظ میں ان کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ بقیہ فرقے چونکہ اسلام سے خارج ہوں گے اس لئے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔ یہ مفروضہ بھی غلط اور گمراہ کن ہے۔ حقیقت میں دین میں تفرقہ پیدا کرنا سخت گناہ ہے، مگر اس جرم کی وجہ سے کوئی گروہ کافر اور ابدالآباد جہنمی نہیں ہوگا۔ البتہ اسے تفرقہ ڈالنے کی سزا ضرور ملے گی اور سزا پانے کے بعد اس گروہ کے لوگ اپنے اعمال کے نتیجے میں جنت میں داخل ہو سکیں گے، بشرطیکہ ان کے بنیادی عقائد میں کوئی خلل نہ ہو اور اگر ان کا تفرقہ اسلامی عقائد اور اصول دین سے انحراف پر مبنی ہوگا تو پھر ان کی نجات یا مغفرت خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ ان کے ساتھ منکرین حق جیسا برتاؤ ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے عقائد اور نظریات کفر کی سرحدوں کو چھو رہے ہوں گے۔ تیسری بات جو ان احادیث سے واضح ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ ایک گروہ جو حق پر ہوگا وہ ایک "جماعت" ہوگی۔ لفظ جماعت کا اطلاق ایک بڑے متحدہ گروہ پر ہوتا ہے اس کی بنیاد فروعات پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اصول دین پر متفق و متحد جماعت ہوں گے۔ یہ لوگ اپنے مسالک و آراء کو اولیت دینے

Marfat.com

اور اس کی تبلیغ کرنے والے نہ ہوں گے بلکہ ان کا مقصد دین اسلام کو زندگی کے تمام نظام ہائے زندگی پر غالب کرنا ہوگا۔ وہ تمام تفرقے، نفرتوں اور عداوتوں سے پرہیز کرنے والے لوگ ہوں گے، ان کا ایک مرکزی نظم اور امیر بھی ہوگا۔ اگر خدانخواستہ ان کا یہ مرکزی نظام قائم نہ ہو سکا، جس کے سبب سے بڑی وجہ دنیا میں مسلمانوں کی قومی ریاستوں کا وجود ہے، جو اس میں سب سے بڑی رکاوٹ بن رہے ہیں تاہم وہ فکری طور پر ایک متحد عالمی تحریک کا حصہ ہوں گے۔ ان کے رابطے ہم فکر تحریکوں سے ایسے مضبوط ہوں گے گویا کہ وہ ایک متحدہ "الجماعت" ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور ﷺ کے ارشادات گرامی کے مطابق ایسی متحدہ "الجماعت" اس وقت دنیا میں موجود ہے، چاہے مقامی طور پر ان کے نام اور پروگرام ایک دوسرے سے کچھ مختلف ہی کیوں نہ ہو، مگر ان کے مقاصد اور اہداف ایک ہی ہیں۔ یہ سب گروہ اسی "الجماعت" کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ انشا اللہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا، جب یہ تمام گروہ متحد ہو کر ایک جماعت بن جائیں گے اور دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرائیں گے۔

کیا ۷۳ فرقے بنانے ضروری ہیں؟

۷۳ فرقوں والی حدیث شریف کے بارے میں ایک تاثر یہ ہے کہ یہ آپ کی پیشنگوئی ہے جو بہر حال پوری ہو گی یا ہونی چاہئے۔ اس لئے ہم کیسے فرقہ واریت کی روک تھام کر سکتے ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تاثر قطعی غلط اور گمراہ کُن ہے، کیونکہ امت میں فرقہ بندی دین کی بنیادی تعلیمات کے منافی ہے۔ دین تو وحدت پر زور دیتا ہے نہ کہ تفرقہ و اختلاف پر۔ دوسرے زیر نظر حدیث شریف کے الفاظ سے متشرح ہوتا ہے کہ یہ ایسی بات نہیں ہے، جس میں حضور ﷺ کی رضا اور خوشنودی شامل ہو یا اس عمل کو حضور ﷺ نے پسندیدہ قرار دیا ہو جس پر ہم عمل کر کے ۷۳ فرقے بنانے کے کام کو جلد سے جلد مکمل کریں۔ علمائے متقدمین نے جیسے پہلے عرض کیا جاچکا

Marfat.com

ہے کہ نو سو سال پہلے اپنی تصانیف میں ۷۳ فرقوں کے نام اور ان کا تعارف کرادیا ہے، گویا ان کی نظر میں قیامت تک یہ ہی فرقے باقی رہیں گے اور ان میں اضافہ نہ ہوگا۔ بلکہ حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ ان کی وفات کے بعد اب تک آئے دن نئے فرقے وجود میں آرہے ہیں اور فرقہ سازی کی اگر یہی رفتار رہی تو قیامت کے آتے آتے یہ محض تہتر فرقے بالآخر تہتر سو فرقے نہ بن جائیں۔ یہ دیوبندی، بریلوی گروہ ان بزرگوں کی فہرست کے بعد ہی وجود میں آئے ہیں۔ اگر ہم حضور ﷺ کی اس تنبیہ کو پیشنگوئی مان کر فرقہ بندی کی روک تھام سے اپنا ہاتھ کھینچ لیں تو پھر جن احادیث میں قرب قیامت کی علامت کے طور پر جن متعدد خرابیوں کی خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے قریب زنا عام ہو جائے گا۔ مال حرام کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا۔ زکواۃ کو بوجھ اور غیر ضروری تصور کیا جائے گا۔ کیا ان احادیث کی روشنی میں کوئی صحیح دماغ آدمی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ چونکہ حضور ﷺ نے ایسا ہونے کی خبر دی ہے؟ لہٰذا ہم ان برائیوں کو کیوں روکیں؟ کیونکہ اگر ہماری کوشش سے یہ خرابیاں رک گئیں تو خدانخواستہ اس سے حضور ﷺ کی پیشنگوئی ادھوری رہ جائے گی۔ جس طرح قرب قیامت میں رونما ہونے والی خرابیاں اس قابل ہیں کہ ان کی روک تھام ہر سطح پر کی جائے بالکل اسی طرح یہ لازمی، بلکہ فرض ہے کہ فرقہ بندی کے عمل کو بھی سختی سے روکا جائے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ خود بھی اس عمل میں شریک نہ ہو اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس گمراہ کن عمل سے روکے۔

فرقے کیسے مٹ سکتے ہیں؟

امت کے فرقے جو اس وقت موجود ہیں یا اس سے پہلے موجود تھے جن کا تاریخ میں تو ذکر موجود ہے مگر وہ اس وقت معدوم ہو چکے ہیں، یہ سب خود ہماری کاوشوں کا نتیجہ ہیں، کیونکہ یہ فرقہ من جانب اللہ نہیں ہیں، کیونکہ یہ پیدا بھی ہوتے

Marfat.com

رہتے ہیں اور ختم بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ہمیں کسی فرقے کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرنا مناسب نہیں ہے۔ نہ ہی یہ بات ہمارے بس میں ہے۔ البتہ حالات ان کو بناتے اور مٹاتے رہیں گے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہ گروہ بندیاں ہماری اپنی پیدا کردہ ہیں اور ان کے پیدا ہونے کا سب سے بڑا سبب نظام خلافت (حکومت الٰہیہ) کا ختم ہونا ہے۔ جب تک اسلام کا اجتماعی نظام قائم رہا، اس وقت تک کوئی فرقہ نہ بن سکا۔ جب یہ نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا تو اس وقت سے یہ فرقے بننے اور ختم ہونے شروع ہو گئے۔ کیونکہ اسلام کا اجتماعی نظام سارے معاملات و مسائل کو کنٹرول کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کسی فرد یا گروہ کو اس کے عملی نظام میں دخل دینے کا موقعہ ہی نہیں ملتا، کیونکہ یہ نظام مضبوط اور منظم ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی اس میں نقب نہیں لگا سکتا۔ اس لئے فرقہ واریت کو مٹانے کے لئے وہی فطری طریقہ اپنانا ہوگا کہ جس نظام کے ختم ہو جانے سے فرقہ بندیاں شروع ہوئی تھیں، اس نظام کو پھر سے قائم کر دیا جائے۔ اس لئے اصلاح پسند طبقوں کو چاہئے کہ وہ اس فکر کو عام کریں، فرقوں کا متفرقہ نظام اور چیز ہے اور اسلام کا اجتماعی متحدہ نظام اور چیز ہے۔ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ جب اسلام کی تشریح و تعبیر اور فتویٰ و ارشادات کا نظام ریاست سے جدا ہو کر خانگی نظام کے تحت آ گیا تو اس میں اختلاف رونما ہونے شروع ہو گئے اور فرقے بننے لگے اور اس عمل کو روکنے کے لئے کوئی نظام موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ خانگی نظام (private sector) مضبوط ہو گیا۔ اس لئے اب یہ خانگی نظام جو فرقوں اور گروہوں پر مبنی ہے، اس کا ختم ہونا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے سوا [illegible] نہیں۔ ہمیں یہ بات [illegible] لینی چاہئے کہ موجودہ متعصب فرقوں کی موجودگی میں اسلامی معاشرہ اور اسلامی [illegible] گی اختیار کرنا ممکن ہی نہیں، کیونکہ اسلام انتشار اور تفرقہ کو ہرگز ہرگز قبول [illegible] کرتا۔ یاد رکھئے جب تک آپ اس تلخ حقیقت کو گوارا نہیں کر لیتے کہ فرقہ بندی کی زندگی قطعاً

Marfat.com

اسلامی زندگی نہیں، آپ کبھی بھی قرآن مجید کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر نہیں آسکتے۔

کیا فرقوں کو ختم کرنا ناگزیر ہے؟

ہر دور میں اصلاح پسند اور اتحاد اسلامی کے حامی مسلمانوں کا طبقہ متعصبانہ فرقہ واریت سے سخت نالاں رہا ہے، کیونکہ امت کو اس نے جتنا نقصان پہنچایا ہے، اتنا کسی دوسری خرابی سے نہیں پہنچا۔ اس لئے اتحاد و اتفاق کے حامی مسلمان موجودہ فرقوں کو ختم کرنا ضروری سمجھتے ہیں، مگر ایسا ہونا ممکن نہیں۔ یہ کام فوری طور پر نہیں ہو سکتا، کیونکہ ان فرقوں کے بننے میں صدیوں کا عرصہ گزر چکا ہے۔ یہ گروہ پختہ سے پختہ تر ہو گئے ہیں، اس لئے اس سلسلہ میں یہ امید رکھنا کہ کچھ لوگوں کی تبلیغ سے یہ فرقے ختم ہو جائیں گے، ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس مقصد کے لئے صحیح حکمت عملی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں لوگوں کو فرقہ پرستی چھوڑنے کا مشورہ دینے کے ساتھ ان کو یہ سمجھانا چاہئے کہ مسائل میں اختلاف کا ہونا اور چیز ہے اور اس اختلاف کی بنیاد پر ایک گروہ بنانا دوسری چیز ہے اور پھر اس گروہ کا متعصبانہ کردار ادا کرنا تیسری چیز ہے۔ ہم اختلاف رائے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں، ہر مسلمان کو حق ہے کہ وہ اپنی علمی تحقیق کے ذریعہ یا کسی مستند عالم دین کی تحقیق کے ذریعہ کسی مسئلہ کو صحیح سمجھے اور اس پر عمل کرے۔ البتہ اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس سے مختلف رائے رکھنے والے مسلمان کو اپنی تحقیق پر عمل کرنے سے زبردستی روکے یا اس کے خلاف کوئی فتویٰ لگائے۔ دوسرے یہ کہ اختلافی مسائل کی صورت میں گروہ بندی کا طریقہ اختیار کرنا بھی بزرگان دین اور سلف صالحین کی روش کے خلاف ہے۔ گروہ بنانا ضروری نہیں ہے۔ ہر مسلمان انفرادی طور پر دوسرے مسلمان کے ساتھ مسائل کے بارے میں تبادلہ خیالات کر سکتا ہے اور اپنی رائے کے حق میں دلائل دے سکتا ہے،

Marfat.com

لیکن اس میں تعصب برتنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ تخریب وتشتت کا رویہ نہ اختیار کریں۔ عام طور پر یہ تجربہ ہوا ہے کہ اختلاف کی صورت میں گروہ بندی کا طریقہ اختیار کرنے کے بعد وہ لازمی طور پر تعصب کو جنم دیتا ہے، اور یہی فرقہ واریت اور تعصب کہلاتا ہے، جو اسلام میں مذموم ہے، جس سے امت میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور افتراق وانتشار پھیلتا ہے۔ اس افتراق وانتشار سے اسلام کے دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے بزرگوں کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ:

اپنا مسلک نہ چھوڑو اور دوسروں کے مسلک کو نہ چھیڑو۔

اس حکمت عملی کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے امت میں اتحاد واتفاق کی فضا قائم رہے گی۔

Marfat.com

گمراہ فرقے کس طرح جنم لیتے ہیں؟
(ایک علمی تجزیہ)

فرقے بننے کے بنیادی اسباب:

اگر ہم ذرا سا غور کریں تو بآسانی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام میں فرقوں کی پیدا وار کس طرح ہوئی؟ قرآن مجید اور احادیث نبوی میں اسلام کے بنیادی عقائد (ضروریات دین) کے بارے میں جو سادہ اور آسان شرائط بیان ہوئی ہیں اور کہیں کہیں ان کی تفصیل سے جو لطیف اشارات کر دیئے گئے ہیں، ان کو سمجھنے میں متقدمین اہل علم حضرات نے اپنے عقلی استعداد اور اپنے طبعی رجحانات کی بنا پر مختلف تشریحات و تعبیرات کا اظہار کیا ہے اور اس کے ذریعے مختلف جزئیات اور فروعات اخذ کیے ہیں، اس حد تک تو کچھ مضائقہ نہ تھا اور اس میں بھی کوئی خرابی نہ تھی کہ ایک گروہ اپنے مسلک کو حق سمجھتا اور دوسرے گروہوں سے بحث کر کے ان کو اپنے مسلک کا قائل کرتا۔ لیکن غضب یہ ہوا کہ بعد کے لوگوں نے تشدد برت کر ان تشریحات اور تعبیرات کو اصول و ضروریات دین میں شامل کر لیا، پھر ان گروہوں نے ایک دوسرے کی تکفیر شروع کر دی جو گروہ ان کی اندرونی استنباطی تشریحات و تعبیرات کے منکر تھے، ان کی تکفیر شروع کر دی گئی۔ یہیں سے گروہ بندیوں کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ کہیں نہیں رکا۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ہند و پاکستان میں جو فرقے بنے ہیں، ان کی بنیاد بھی اس طرح کے مسائل ہیں اور انہی بنیادوں پر مزید نئے نئے فرقے وجود میں آرہے ہیں۔ نہ جانے یہ سلسلہ کہاں تک چلے گا اور آخر کہاں رکے گا۔ افسوس ہے مدتوں سے چلی ہوئی اس روش کو چھوڑنے پر ہمارے علماء کرام کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ انہوں نے اصول و فروع، نص اور تاویل کے فرق کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔ وہ ان

Marfat.com

فروعات کو بھی اصول قرار دے رہے ہیں، جن کو انہوں نے خود، یا ان کے اساتذہ نے اپنے مخصوص فہم کی بنا پر اصولوں سے اخذ کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے فروعات اور تاویلات کے منکر کو بھی اسی طرح کافر قرار دیتے ہیں، جس طرح اصول اور نصوص کے منکر کو کافر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کھینچا تانی اور بے اعتدالی نے مسلمہ امہ میں صرف تفرقہ ہی پیدا کیا تھا۔ مگر اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ علماء کی کافر گری، مسلمانوں کے دلوں میں نہ صرف علماء کی طرف سے بلکہ خود اس کے مذہب کی طرف سے بھی بدگمانیاں پیدا کر رہی ہے، جس کی نمائندگی یہ علماء حضرات کرتے ہیں۔ اس طرح روز بروز علماء کا اقتدار مسلمانوں پر سے اٹھا جا رہا ہے اور عام مسلمانوں کا علماء پر اعتماد روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ عام مسلمان ان کی باتیں سن کر ان کے دل مذہب کی طرف راغب ہونے کے بجائے ان سے دور بھاگنے لگے ہیں۔ مذہبی جلسوں اور واعظوں نیز مذہبی کتب کے بارے میں یہ خیال عام ہوتا جا رہا ہے کہ ان میں فضول جھگڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس غلبہ کفر و فسق کے زمانے میں عام مسلمانوں کو خصوصاً جدید تعلیم یافتہ طبقے کو مذہبی علوم کی واقفیت بہم پہنچانے کا اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا تھا تو وہ یہ تھا کہ علمائے دین پر لوگوں کو اعتماد ہوتا، تاکہ وہ ان کی تحریروں اور تقریروں سے فائدہ اٹھاتے، مگر افسوس کہ ان کی فرقہ بندی کی لڑائیوں اور ان کی تکفیر کے مشغلوں سے یہ ایک ذریعہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے اور یہ مسلمانوں میں مذہب سے عام ناواقیت اور گمراہی پھیلنے کی ایک بڑی وجہ ثابت ہو رہی ہے۔ کاش! ہمارے معزز علمائے کرام اپنی اس روش کو محسوس کریں اور اسلام اور مسلمانوں پر نہیں تو خود اپنے اوپر ہی رحم کر کے اس سے باز آجائیں، جس نے ان کو اپنی ملت میں اتنا ہلکا اور معمولی بنیاد دیا ہے، درآنحالیکہ یہی وہ ملت تھی جو کبھی ان کو سر آنکھوں پر بٹھاتی تھی۔

Marfat.com

اہل فتنہ، تفرقہ واختلافات کی بنیاد

آیات متشابہات کی غلط تاویلات اور ضعیف احادیث پر رکھتے ہیں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں میں غلط افکار پھیلا کر تفرقہ و انتشار پیدا کرتے ہیں، وہ لوگ قرآن مجید میں سے آیات متشابہات اور احادیث میں سے موضوع اور ضعیف احادیث، یا وہ احادیث جن کے مطالب آیات متشابہات کی طرف واضح نہیں ہیں، ان کو اپنے دلائل کی بنیاد بناتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں گمراہ صوفیاء، معتزلہ اور باطنی فرقوں کا شمار خاص طور پر ہوتا ہے۔ ان گروہوں میں سے معتزلہ تو آیات واحادیث کو اپنے عقلی معیار پر پرکھنے کے قائل ہیں۔ جو آیت یا حدیث ان کے عقل سے مطابقت نہیں رکھتی، وہ اس کو فوراً رد کردیتے ہیں یا اس کی ایسی رکیق تاویل کرتے ہیں جو دوسری آیات اور صحیح احادیث سے ٹکراتی ہے۔ گمراہ صوفیاء اپنے مخصوص افکار جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، نیز ان کے مخصوص افکار ظاہر قرآن و حدیث کے مطالب سے متضاد معنی اور مفہوم رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آیات متشابہات اور موضوع احادیث کا سہارا لیتے ہیں، تاکہ لوگ ان کے افکار کو صحیح سمجھیں اور ان کو قبول کریں۔ یہی طریقہ قدیم دور میں باطنی فرقوں کا رہا ہے۔ انہوں نے قرآن مجید اور احادیث نبوی کے ظاہری مفہوم سے ہٹ کر ایک باطنی مفہوم کا نظریہ پیش کیا تھا۔ وہ اپنے فلسفہ کے مطابق پورے دین کی ایک باطنی تصویر پیش کرتے تھے، جس کا تعلق ظاہری مطالبِ قرآن و حدیث سے بالکل مختلف ہوتا تھا۔

قرآن مجید میں آیات متشابہات کے بارے میں ذکر آیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؔ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ

Marfat.com

عِندِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ ○

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی، جس کی بعض آیات محکم ہیں، وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں، تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور ان آیات کے اصلی مراد کا پتہ لگائیں، حالانکہ کے ان کی اصلی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں کامل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقلمند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران ۷)

متذکرہ بالا آیت مبارک میں "آیات محکمات اور "آیات متشابہات" دو قسموں کی آیات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

آیات محکمات:

"آیات محکمات" کی قسم ان آیات پر مشتمل ہے جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں، انہیں سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی، ان آیات میں ذکر شدہ عقائد و اعمال کی تفصیل میں کوئی ابہام نہیں پایا جاتا۔ احادیث نبوی سے ان کی تائید ہوتی ہے یعنی ان آیات محکمات اور احادیث مبارکہ کے مفاہیم میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ نیز یہ آیات واضح الدلالۃ بھی ہوتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین نے ان آیات سے استخراج مسائل بھی کیا ہے۔ اس لئے فرمایا گیا هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ یعنی یہی آیات اصل کتاب ہیں، بالکل اسی طرح وہ احادیث صحیح جو سنداً بھی قوی ہیں اور مفاہیم کے لحاظ سے بھی واضح الدلالۃ ہیں، جن پر پوری امت اس وقت تک متفقہ طور پر عمل کرتی آرہی ہے، یہ بھی احادیث محکمات کی مانند ہیں۔ انہی احادیث پر امت کے بنیادی اعمال مبنی ہیں۔ احادیث کی یہ قسم وہ ہے جس کو ہم "سنت" کی اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ وہ اعمال ہیں جو آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ ہم تک منتقل ہوتے آئے ہیں،

Marfat.com

اور پوری امت ان پر عمل پیرا ہے، ایسی احادیث کے بارے میں امت کے علماء میں بہت ہی کم اختلاف رائے پائی جاتی ہے۔ یہ احادیث بھی اصل دین کا ایک قابل اعتماد حصہ ہیں۔ دوسری قسم کی آیات جن کو آیات متشابہات کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جن کی تعداد آیات محکمات سے بالکل کم ہے۔ اس قسم کی آیات میں وہ آیات شامل ہیں:

(۱) جن کے الفاظ کے مختلف معنیٰ اور مفہوم ہو سکتے ہیں۔

(۲) جن میں غیبی امور کے بارے میں صرف اشارات ملتے ہیں۔

(۳) جن میں حیات بعد الممات اور اس کی کیفیات کا ذکر ہے۔

(۴) جن میں بہشت اور دوزخ کے حالات کا ذکر ہے۔

(۵) جن میں قیامت کے دن کے بارے میں احوال کا ذکر ہے۔

(۶) جن میں روح اور اس کے متعلقات کا ذکر ہے۔

(۷) جن میں انبیا علیہم السلام کے معجزات کا ذکر ہے۔

(۸) جن میں ذات باری تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے۔

(۹) جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت، معجزات اور رفع آسمانی کا ذکر ہے۔

(۱۰) جن میں اصحاب کہف کی زندگی اور موت کا ذکر ہے۔

(۱۱) جن میں ملائکہ کے تصرفات اور عالم زیریں کا نظم چلانے کے بارے میں ذکر آیا ہے یا جنات کی مخلوق کی صفات کا بیان ہے۔

(۱۲) جن میں موت اور قبض روح کی کیفیات وغیرہ کا ذکر ہے۔

ضروری ہے لیکن کیفیات کی تشریح پر روز دینا نیز ان کو ماننے کے لئے دوسروں سے اصرار کرنا درست نہیں ہے۔ یہی حال ان احادیث شریفہ کا ہے جن میں متذکرہ بالا مسائل کا ذکر اشارات و کنایات میں آیا ہے، ان پر مجمل طور پر اعتماد کرنا

Marfat.com

ضروری ہے، لیکن ان کی تشریحات کو اصل دین میں داخل کرنا مناسب نہیں کیونکہ اس میں تشریح و تعبیر کا وسیع میدان موجود ہے۔ جس میں علمائے اسلام نے خیال آرائی فرمائی ہے۔ اس لئے ایسی آیات واحادیث کے مفہوم کی کسی ایک تعبیر کو اصل دین قرار دینا درست نہیں ہے۔ مذکورہ بالا موضوع کا تعلق حکمت دین سے ہے۔ اس پر علمائے امت نے بڑا کام کیا ہے، جن میں حضرت امام غزالیؒ، حضرت امام رازیؒ، حضرت امام ابن تیمیہؒ اور آخری دور میں حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ شامل ہیں۔ اگر صاحب علم و حکمت دین کے حوالہ سے ان حضرات کی کتب سے استفادہ کرے تو کافی شبہات اور مغلق مسائل کا حل وہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کی ایک مشہور عالم کتاب "حجتہ اللہ البالغہ" اس موضوع پر نہایت عمدہ اور وقیع کتاب ہے، جس کو سب اہل علم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ باقی رہا اہل زیغ کا مسئلہ تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد صاف صاف موجود ہے کہ آیات متشابہات سے تعرض کر کے اور اس کی اصلی مراد معلوم کرنے کے سلسلہ میں بحث و مباحثوں کا دروازہ کھولنے سے ان کا مقصد گمراہی پھیلانا ہی ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بحث و مباحثہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صرف ان پر ایمان لانے کا حکم فرمایا ہے۔ جیساکہ ان پر "راسخون فی العلم" کا ایمان لانا ہے۔

Marfat.com

فرقہ واریت کے تعصب اور عناد کے اندرونی و بیرونی عوامل

الف: اندرونی عوامل:

(۱) دین اسلام کی عظمت اور عالمگیریت سے ناآگاہی:

کچھ لوگ جو محدود علم و عقل کے مالک ہیں، یہ خیال کرتے ہیں کہ دین اسلام ان کے اپنے فرقے کی تعلیمات کے اندر منحصر ہے۔ اس لئے جو مسلمان ان کے گروہ سے متفق نہیں ہیں، ان کے نظر میں نہ صرف یہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ دشمن اسلام بھی ہیں، اس لئے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جانا چاہئے۔ مسلم امت میں اندرونی فسادات اور قتل و غارت شروع ہونے کے لئے اتنی جہالت اور نادانی کافی ہے کہ ہم ایک آفاقی اور عالمگیر پیغام کو اپنے فرقے کے اندر محدود کر دیں اور اس طرح اس کی عظمت کو پامال کر دیں۔

(۲) دشمنان اسلام کے ہتھکنڈوں سے غفلت:

اس وقت امت مسلمہ کے افراد دشمنان اسلام کی سازشوں سے، جو ایک پیچیدہ اور فنی شکل اختیار کر گئی ہیں، بالکل ناواقف اور غافل ہیں۔ ان سازشوں کا مقصد مسلمانوں کی تہذیبی، ثقافتی، سائنسی اور صنعتی ترقی کو مکمل طور پر تباہ اور ناکارہ کرنا ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ باہمی دشمنی اور ایک دوسرے کے اختلافات سے اسلام دشمن عناصر خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(۳) خود پسندی یا خود پرستی:

ناپختہ معاشروں کے اکثر افراد خود پسندی یا خود پرستی کی جہالت کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ بات اپنی حد سے بڑھ جاتی ہے تو یہ لوگوں کے سماجی امن و سکون نیز اخلاقی پیش

Marfat.com

رفت کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ اور تباہی کے خطرناک ترین عوامل میں سے ایک ثابت ہوتی ہے۔ خود پسند لوگ اپنے آپ کو دوسروں سے بالاتر سمجھتے ہیں اس لئے وہ اپنے اپنے فرقہ اور مذہبی رہنماؤں کے حق میں بھی احمقانہ غلو اور مبالغہ آمیزی شروع کرتے ہیں۔ یہ لوگ جس طرح اپنے مذہب (فرقہ) اور مذہبی رہنماؤں کے بارے میں مبالغہ کرتے ہیں، بالکل اسی انداز میں وہ دیگر مسالک و مذاہب اور ان کے مذہبی رہنماؤں اور پیروکاروں کے خلاف کیچڑ اچھالنے میں بھی فخر محسوس کرتے رہتے ہیں، باوجود اس کے کہ اس گروہ میں ایسے مذہبی رہنما بھی موجود ہوتے ہیں، جو میانہ رو اور اعتدال پسند ہوتے ہیں اور مذکورہ عوامی روش کو ناپسند بھی کرتے ہیں، لیکن وہ بھی اپنے تابعین و معتقدین کو اس روش سے باز آنے کی ہدایت کرنے سے احتراز کرتے رہتے ہیں، کیونکہ انہیں خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں ان کے گروہ کے لوگ ان پر ناراض نہ ہو جائیں۔

(۴) جاہ طلبی اور منصب پرستی:

اکثر فرقوں میں شکست خوردہ ناکام اور نااہل مذہبی رہنما عوام الناس کی باگ دوڑ سنبھالے ہوتے ہیں، ان میں سے جو اہل تقویٰ نہیں ہیں، وہ لوگ جاہ طلب و منصب کے دلدادہ اور مادی مراعات کے خواہاں ہوتے ہیں، ایسے لوگ عام لوگوں کو مذہب کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور ان کو گمراہ کرکے ان سے مالی فواد حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح وہ ان کے دلوں میں دوسرے مسلمانوں کے خلاف نفرت، بغض اور عداوت کا بیج بوتے ہیں۔

ب: بیرونی عوامل:

(۱) دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی مداخلت:

مختلف اسلامی فرقوں کے پیروکاروں کے درمیاں چونکہ بد ظنی، بغض و عداوت پائی جاتی ہے اور وہ دوسرے مسلماں فرقوں کو کافر و جہنمی قرار دیتے ہیں اور ان

Marfat.com

سے شدید نفرت کرتے ہیں، تو اس صورت حال میں دیگر مذاہب کے پیرو کار مسلمانوں کے اندر ایسے جاسوس اور ایجنٹوں کے ذریعے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی جنگ اس سلسلہ میں ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ مسلمان فرقوں کی آپس کی خانہ جنگی میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مداخلت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) عالم کفر کے توسیع پسندانہ عزائم:

موجودہ صنعتی ترقی کے دور میں بڑی طاقتیں ذلیل و خوار ہو کر ناکامی کا شکار ہو رہی ہیں: اس لئے وہ اپنے سائنسی اختراعات و جنگی ایجادات کے ذریعے پورے عالم اسلام کے پس ماندہ اور کمزور ممالک کے قدرتی اور اقتصادی وسائل پر تسلط حاصل کرنے کے حرص میں مبتلا ہو گئی ہیں۔ یہ استعماری طاقتیں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کچھ رکاوٹیں محسوس کر رہی ہیں۔ ان موانع میں سب سے بڑا مانع اور سب سے بڑی رکاوٹ والا دین اسلام ہے، کیونکہ اسلام کا جذبہ آنے والے دور میں ملت اسلامیہ کے لئے اتحاد و اتفاق، حریت و آزادی، عزت و شرف کا علمبردار بن سکتا ہے اور اسی اسلام کے ذریعے کروڑوں مسلمانوں کو استعماری طاقتوں کے خلاف تیار کیا جا سکتا ہے، جس کا ثبوت آج کل ایران اور افغانستان ہیں، جہاں یہ عملاً ثابت ہو چکا ہے۔ اسلام ایک ارب یا اس سے بھی زیادہ مسلمانوں کی وحدت کے لئے ایک مضبوط بنیاد ہے۔ اگر یہ اتحاد و اتفاق عملاً وجود میں آجائے تو اس دنیا کے سیاسی، اقتصادی اور سماجی حالات یکسر تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی کفر اپنے اختلافات کے قطع نظر مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے سرگرم عمل ہے اور اس مقصد کے لئے وہ مسلم ممالک میں فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے مختلف حربے استعمال کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ اپنے جاسوسی اداروں، مختلف این جی اوز کو استعمال کر کے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ نیز اس مقصد کے لئے وہ بڑا سرمایہ بے دریغ طریقے سے استعمال کر رہا ہے۔

Marfat.com

امت میں تفرقہ ڈالنے کے لئے گمراہ لوگوں کا طریقہ واردات

فہم دین کے سلسلہ میں اس وقت عالم اسلام میں جو دینی ومذہبی مسالک پائے جاتے ہیں جیسے اہل سنت میں حنفی، شافعی مالکی حنبلی اور اہل حدیث اور اہل تشیع میں اثنا عشری یہ سب مسالک قدیم اور مسلّم ہیں۔ معاذ اللہ ان میں سے کوئی گروہ دین سے خارج نہیں ہے۔ البتہ ان مسالک کے متبعین کی جانب سے جو افراط و تفریط کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ وہ ان مسالک ائمہ کی تعلیمات کے برخلاف ہے اور اسلام اور مسلم امہ کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ ان کے علاوہ کچھ گروہ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو دینی مسلمات کا انکار کرنے کے ساتھ جمہور امت کو کافر اور گمراہ بھی قرار دیتے ہیں۔ جیسے قادیانی اور منکرین حدیث وغیرہ۔ ان گروہوں کے بارے میں الحمد للہ پوری امت متحد ہے اور پوری یکسوئی کے ساتھ ان کا تعاقب کیا جاتا ہے تاکہ وہ امت کے افراد کو گمراہ نہ کر پائیں۔ ان کے علاوہ کچھ چھوٹے موٹے گروہ بھی پائے جاتے ہیں، جن کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ باطل فرقوں کا طریقہ واردات یہ ہے کہ ابتدا میں وہ اپنی دعوت ضلالت کے تمام مقاصد کو بیک وقت بے نقاب نہیں کرتے بلکہ سب سے پہلے دین کے مسلّمہ اصولوں میں سے کسی اصول پر حملہ کر کے اپنی پوری قوت اسے متزلزل کرنے میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ یہ ایک گہری نفسیاتی چال ہے۔ اگر وہ اپنے سب مقاصد ابتدا ہی میں کھول دیں تو شاید کوئی بھی مسلمان ان کے جال میں نہ پھنسے۔ اس لئے اپنے کام کی ابتدا شکوک و شبہات کی تخم ریزی سے اور کسی ایک اصول کی بنیاد ڈھانے سے کرتے ہیں۔ جو لوگ اس پہلے حملے کے مقابلے میں ثابت قدم رہ جاتے ہیں، ان کا دین و ایمان تو ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے لیکن جو کم علم اور زود اثر پذیر مزاج کے جذباتی لوگ اس حملے کی تاب نہیں لا

Marfat.com

سکتے وہ پہلے مورچے پر ہی شکست کھانے کے بعد ایسے مغلوب ہو جاتے ہیں کہ گمراہ کرنے والا داعی ان کے یقینیات میں سے ایک ایک کو مسمار کرتا چلا جاتا ہے اور ایسے لوگ گمراہی کی آخری منزل تک اس کی پیروی کیے چلے جاتے ہیں۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ آدمی کے دل میں جب شکوک کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور یقین کی قوت پر شک کا مادہ غالب آجاتا ہے، تو پھر شکوک کے سیلاب میں اس کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں اور وہ جب ایک دفعہ نکلتا ہے تو پھر بہتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور کہیں اس کے قدم جمنے نہیں پاتے۔ ایک یقینی بات کا انکار اصل اسی بات کے انکار پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس سے انسان کی نفس میں یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ ویسے ہی دوسرے یقینیات کا بھی انکار کردے۔ اس لئے کہ تمام یقینیات کی بنیاد ایک ہی ہوتی ہے جب وہ بنیاد کسی ایک شک کی بنیاد پر متزلزل ہو جاتی ہے تو پھر دوسرے تمام یقینی امور بھی کمزور ہو جاتے ہیں اور اس وقت بات گمراہی کے داعی کے اپنی اختیار میں ہوتی ہے۔ وہ اپنے متبع سے جس چیز کا چاہے انکار کرالے۔ اسلام میں جتنے باطل فرقے پیدا ہوئے ہیں ان سب کے بانیوں نے اسی طریقے سے کامیابی حاصل کی ہے۔ قادیانی تحریک کے نمایاں مثال ہمارے سامنے موجود ہے، اس کے بانی نے بھی سب سے پہلے اسلام کے ایک یقینی مسئلہ یعنی ختم نبوت کے متعلق لوگوں کی دلوں میں شکوک ڈالنے شروع کئے تھے۔ جو لوگ اس پہلے حملے سے بچ گئے، مگر جن لوگوں کے یقین کی بنیاد اس مسئلے میں متزلزل ہو گئی وہ گمراہی کی دعوت سے ایسے مغلوب ہوئے کہ پھر اس کفر کے داعی نے جس جس چیز کا چاہا ان سے انکار کرالیا اور جو چیز بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف اس نے پیش کی اس کا اقرار اپنے تابعین سے کراکے چھوڑا۔ یہ ہی اصول منکرین حدیث کے بانی نے بھی اختیار کیا اس نے سب سے پہلے صحیح احادیث کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی مہم چلائی، عام کم علم مذہبی لوگ جو علم حدیث کے اصولوں اور اس کی تاریخ سے واقف نہ تھے، وہ سب سے پہلے اس سے متاثر ہونا شروع ہوئے، کیونکہ ان کی رسائی اصل کتب

Marfat.com

حدیث شریف تک نہیں تھی، اور نہ ان لوگوں نے ماہرین علوم دینیہ کی طرف رجوع کرنا ضروری سمجھا، اس لئے ایسے لوگ اس گمراہی کے داعی کی طرف پیدا کردہ شکوک و شبہات کا جواب نہ دے سکے۔ اس طرح وہ اس گمراہی میں آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ منکرین حدیث کے داعی نے ایک قدم آگے بڑھا دیا اور کہا کہ سنت اور حدیث کوئی حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید ہمارے لئے آخری سند ہے، حدیث و سنت کے نام پر جو ذخیرہ کتب حدیث میں محفوظ ہے، وہ سب نا قابل اعتماد ہے۔ اس ایقان کو متاثر کرنے کے بعد اس نے اپنا اصل حربہ استعمال کیا کہ حدیث و سنت کے نام پر جو مواد بھی موجود ہو، وہ سب حضور ﷺ کے ذاتی اجتہادات ہیں، ان اجتہادات کی پیروی اسی دور کے لئے تھی۔ اب ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ نہ وہ فیصلے ہمارے لئے کسی دینی حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے آخری اور تیسرا حربہ پیش کیا کہ جب ہم حدیث شریف کو حجت نہیں مانتے تو قرآن مجید کی تشریح و تعبیر جو حدیث نبوی کے ذریعے ہوتی رہی ہے، وہ اب ایک نظیر کے طور پر سامنے رکھ سکتے ہیں۔ احادیث کے ذخیرے سے جو احادیث قرآن مجید میں سے مستنبط ثابت ہوں گی وہ ہم قبول کریں گے۔ بقیہ معاملات میں ہم خود اجتہاد کریں گے اور براہ راست قرآن مجید سے احکام مستنبط کریں گے۔ اس مقصد کے لئے ایک مرکز ملت قائم کیا جائے گا، جس کی تعبیر وہ قومی اسمبلی جیسے ادارہ سے کرتے ہیں، اس مرکز ملت کو قرآن مجید سے استنباط کرنے اور ان پر مبنی قوانین بنانے اور نافذ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اس "مرکز ملت" کو اختیار ہوگا وہ عبادات اور معاملات کے بارے میں قوانین وضع کرے۔ اس "مرکز ملت" کو یہ اختیار ہوگا نمازوں کی تعداد، اوقات اور طریقے کے بارے میں، زکوۃ کے نصاب کے بارے میں، روزوں کی تعداد کے بارے میں، اس طرح جملہ معاملات زندگی کے بارے میں، قوانین بنائے اور امت کو ان قوانین کی پیروی پر مجبور کرے۔ ایسے قوانین کو وہ "قرآنی قوانین" کا نام دیتے ہیں، اور ایسے نظام حکومت کو "قرآنی

Marfat.com

نظام حکومت" قرار دیتے ہیں۔ اس فلسفہ کا مقصد اسلام کے سابقہ نظام زندگی، عبادات و معاملات کو ادھیڑ کر دوبارہ بنانا ہے اور اس طرح سارے عالم اسلام میں مرکز ملت اس طرح کا نظام وضع کرنے کے مجاز ہوں گے۔ پھر صورت حال یہ ہوگی کسی ملک کا اسلام دوسرے ملک کے اسلام سے مشابہ نہ ہوگا اور موجودہ نظام عبادات جو تواتر کے ساتھ 15 صدیوں سے عالم اسلام میں رائج ہے، اسے مکمل طور پر تبدیل کیا جائے گا۔ یہ فلسفہ بھی ختم نبوت کے انکار سے کم نہیں ہے۔ مرزا قادیانی، ختم نبوت کا انکار کر کے خود نبی بن گئے۔ اس طرح منکرین حدیث نے حدیث نبوی کا انکار کر کے نبوت کا مقام "مرکز ملّت" کے حوالہ کر دیا۔ ان دو کافرانہ نظریات میں بڑی مماثلت موجود ہے۔ انہیں سمجھنے اور رد کرنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

فتنہ تکفیر

دینی و علمی مسائل کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان موجود اختلافات اگر کسی دائرے میں محدود رہیں اور اس کو بنیاد بنا کر دوسرے مسلمانوں کی تکفیر یا تضلیل نہ کی جائے تو یہ بات قابل برداشت ہے اور اسے امت مسلمہ کو کوئی بڑا نقصان پہنچانے والی قرار نہیں دیا جا سکتا، البتہ جو اختلاف معتدی بن کر دوسرے مسلمانوں کے ایمان اور اسلام تک پہنچ جائے تو پھر یہ اختلاف فرقہ واریت اور فتنے کا روپ دھار لیتا ہے۔ مسلمانوں کے دور انحطاط میں جہاں اور بہت سے فتنے پیدا ہوئے وہاں اور ایک بڑا خطرناک فتنہ ایک دوسرے کو کافر، گمراہ اور فاسق ٹھیرانے اور ایک دوسرے پر لعنت کرنے کا بھی ہے۔ اسلام ایک آساں بلکہ آسان ترین دین ہے۔ اس پر تفصیلی بات متعلقہ باب میں ہو چکی ہے، اس لئے اسلام کے بنیادی اصول بھی نہایت صاف اور سادہ ہیں تاکہ وہ سب کے لئے عام فہم ثابت ہوں اور ان کے سمجھنے اور اختیار کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ یہ اصول اتنے آسان ہیں، جنہیں ایک عام دہقان سے لے کر ایک بڑا فلسفی دوران یکساں طور پر سمجھ کر اپنا سکتے ہیں۔ مگر کچھ لوگوں نے اسلام کے سیدھے سادے عقائد میں موشگافیاں کیں اور قیاس اور تاویل سے ان کے اندر بہت سے ایسے فروعات اور جزیات پیدا کر لیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد تھے، جن کی کوئی تصریح یا اہمیت کتاب و سنت میں موجود نہ تھی۔ پھر ان لوگوں نے اپنی وضع کردہ تشریحات و تعبیرات پر مبنی فروعات کے ساتھ اتنا اہتمام کیا کہ انہی پر ایمان و اسلام کا مدار ٹھیرا دیا، اسی بنیاد پر بیسیوں فرقے بنا دیے۔ اور اس طرح ہر فرقے نے ایک دوسرے کو کافر، گمراہ اور فاسق قرار دے کر امت سے خارج کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین (قرآن مجید) میں کفر اور اسلام کے درمیان ایک واضح خط امتیاز کھینچ دیا تھا اور کسی کو یہ حق نہ دیا تھا کہ وہ

Marfat.com

اپنے اختیار اور مرضی سے جس چیز کو چاہے کفر قرار دے اور جسے چاہے اسلام ٹھیرالے۔ اس فعل کا محرک خواہ تنگ نظری ہو یا نیک نیتی، یا خود غرضی، حسد اور نفسانیت ہو یا بدنیتی، بہر حال ایسی علمی کاوشوں نے مسلمانوں کی جماعت کو جتنا نقصان پہنچایا ہے، شاید کسی اور چیز نے نہیں پہنچایا۔

اسلام کیا ہے (نبوی تشریح):

اسلام کے بنیادی اصول جو ہم کو اسلام کی حیثیت سے بتائے گئے ہیں، وہ یہ ہیں:

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (مسلم کتاب الایمان حدیث:9- ابوداؤد حدیث:4075- مسند احمد حدیث:346-نسائی حدیث:4905)

ترجمہ: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے، اگر وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

نیز فرمایا گیا کہ

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (بخاری کتاب الایمان حدیث: 24، مسلم کتاب الایمان حدیث:29، مسند احمد حدیث:21106)

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں،

Marfat.com

اور زکوۃ دیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو وہ مجھ سے اپنی جان بچالیں گے، الّا یہ کہ اسلام کا کوئی حق ان کے خلاف قائم ہو، اور ان کا حساب عزوجل کے ذمہ ہے۔

جہاں تک کسی انسان کے در حقیقت مؤمن یا غیر مؤمن ہونے کا تعلق ہے، تو اس کا فیصلہ کرنا کسی انسان کا کام نہیں۔ یہ معاملہ تو براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے اور وہی اس کا فیصلہ قیامت کے روز فرمائے گا۔ البتہ ہم اتنا سمجھنے کے مکلّف ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے جو امتیازی نشانات بتائے ہیں، ان کے لحاظ سے کون سرحد اسلام کے اندر ہے اور کون اس سے باہر نکل گیا ہے۔ ہم کو حکم ہے کہ جو ان سرحدی نشانات کے اندر ہے، ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کریں اور جو لوگ ان سرحدوں سے باہر ہیں، ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں، جس کا تعین اسلام نے کیا ہے۔ یہ سب معاملات ظاہری حالت کے مطابق کیئے جائیں گے، کیونکہ ہم کسی کی اندرونی حالت جاننے کے مکلّف نہیں ہیں۔ اس کا حساب اللہ تعالیٰ ان سے لے گا۔ اب یہ کتنی بڑی زیادتی کی بات ہے کہ جو انسان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے ایمانیات پر اعتقاد کا اقرار کرتا ہو اور مذکورہ بالا تصریحات کے مطابق اسلام کی سرحدوں کے اندر ہو، اسے کوئی شخص اسلام سے خارج یعنی کافر قرار دے بیٹھے۔ یہ جسارت بندوں کے مقابلے میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے نہایت سختی کے ساتھ کسی مسلمان کی تکفیر کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہاں تک کہ فرمادیا کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے گا درآنحالیکہ وہ حقیقت میں کافر نہ ہو، تو کفر کا فتویٰ خود تکفیر کرنے والے کی طرف پلٹ آئے گا۔ ارشاد فرمایا:

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا

ترجمہ: جو آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے گا تو یہ قول دونوں میں سے کسی ایک پر ضرور پڑے گا۔ (بخاری کتاب الادب حدیث: 5638- مسلم کتاب الایمان حدیث: 91- ترمذی کتاب الایمان حدیث: 2561)

Marfat.com

لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الادب حدیث: 5585)

ترجمہ: جب کبھی ایک شخص دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے گا تو وہ تہمت اسی پر لوٹ آئے گی، اگر وہ شخص جس پر تہمت لگائی گئی ہے در حقیقت کافر یا فاسق نہ ہو۔

وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ

ترجمہ: جس شخص نے کسی کو کافر یا دشمن خدا کہا در آنحالیکہ وہ شخص ایسا نہ تھا، تو یہ قول خود قائل پر ضرور پلٹ آئے گا۔ (صحیح مسلم حدیث: 93- مسند احمد حدیث:20492)

وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ

ترجمہ: جس نے کسی مومن پر لعنت کی، اس نے گویا اسے قتل کر دیا اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو اس نے گویا اسے قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب الادب حدیث: 5587)

اس طرح کی تکفیر و تفسیق محض ایک فرد کے حق ہی پر دست درازی نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی جرم بھی ہے۔ یہ پوری اسلامی سوسائٹی کے خلاف ایک زیادتی ہے اور اس سے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی سخت نقصان پہنچتا ہے۔ کفر اور اسلام کا ایک پہلو ظاہری ہے اور ایک باطنی، ظاہر کا تعلق انسان کے زبانی قول واقرار سے ہے، اور باطن کا تعلق انسان کے دل اور اس کی نیت سے ہے۔ لہٰذا حق یہ ہی ہے کہ ایمان کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ اس کے سواء کوئی نہیں جان سکتا کہ کس کے دل میں ایمان ہے اور کس کے دل میں ایمان نہیں ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ (النجم: ۳۰)

Marfat.com

ترجمہ: (یہ بات) تیرا رب ہی جانتا ہے کہ اس کے راستے سے کون بھٹک گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر ہے۔

ہماری نظر صرف ظاہر تک جا سکتی ہے، ظاہری اقوال اور اعمال ہی دیکھ کر ہم رائے قائم کر سکتے ہیں کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں۔ اگر کوئی شخص محض اپنی جہالت اور نادانی سے کوئی کفریہ جملہ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے، حالانکہ وہ باطن میں ایک سچا اور پکا مؤمن ہو، اور اس طرح ایک شخص اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہو اور احکام شریعت پر عمل بھی کرتا ہو تو وہ در حقیقت ایک ریاکار اور منافق ہے۔

Marfat.com

فرقہ واریت کے نقصانات کا جائزہ
(تاریخ کی روشنی میں)

تفرقہ و اختلاف کے لئے ماضی کے علماء اور مختلف گروہوں کے عقائد اور نظریات کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ یعنی اب سے پہلے فلاں فرقہ یا گروہ جو گزرا ہے، اہل حق میں سے تھا یا اہل باطل میں سے تھا؟ یا اہل باطل میں فلاں انسان نیک تھا یا بد؟ فلاں بزرگ کا رتبہ خدا کے نزدیک زیادہ ہے یا فلاں بزرگ کا؟ افضل کون ہے؟ زید یا عمرو؟ ولایت و طریقت میں سب سے بڑا کون تھا فلاں یا فلاں؟ پھر اس میں بڑی بڑی بحثیں ہیں، تصنیفیں ہیں، لڑائیاں ہیں، فرقہ بندیاں ہیں۔ گویا انسان کی نجات کے لئے صرف یہ فکر کافی نہیں ہے کہ خود اسے کیا کرنا چاہئے۔ بلکہ وہ اس فیصلہ کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہے کہ اب سے پانچ سو برس پہلے کسی نے کیا کہا تھا یا کیا تھا، اور ایک ہزار برس پہلے کون کیسا تھا، پھر ان میں سے ہر فریق اس طرح حکم لگانا شروع کر دیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کے دفتر کا رجسٹر ابھی ابھی پڑھ کے اٹھا ہے، اور اسے علم قطعی حاصل ہو گیا ہے کہ فلاں گروہ یا عالم حق پر تھا اور فلاں فرقہ یا گروہ ناحق پر تھا۔ ملک شام میں مسلمانوں کے ایک گروہ نے دوسرے گروہ کی بستیاں صرف اس لئے جلا دی تھیں کہ ایک گروہ کہتا تھا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی سب سے بڑے ولی تھے، دوسرا کہتا تھا کہ شیخ احمد رفاعی بڑے رتبے والے بزرگ تھے۔ فقہ کے مذاہب اربعہ جب مدون ہو گئے اور تقلید شخصی کا التزام ہو گیا تو سوال پیدا ہوا کہ ان چاروں اماموں میں سے افضل کون ہے؟ حضرت امام ابو حنیفہ یا امام شافعی؟ اب بحث شروع ہوئی۔ اس بحث نے جنگ و جدال کی صورت اختیار کی، چنانچہ ہلاکو خان کو اسلامی ممالک پر حملے کی سب سے پہلی ترغیب خراسانیوں کے اس جھگڑے سے ملی تھی۔ حنفیوں نے شافعیوں کی ضد میں ہلاکو خان کو

Marfat.com

بلاوا بھیجا اور شہر کے پھاٹک کھول دیے، پھر جب تاتاریوں کی تلوار چل گئی تو اس نے نہ شافعی کو چھوڑا نہ حنفی کو۔

شیعہ، سنی اختلاف نے مسلمانوں کو دو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن اس تمام اختلاف کا ماحصل کیا ہے؟ تیرہ سو برس گذر گئے، اب تک یہ فیصلہ ہم نہیں کر پائے کہ صحابہ کرام کے اختلاف میں کون حق پر تھا اور کون حق پر نہیں تھا؟ اتنی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى

ترجمہ: اس بات کا علم میرے پروردگار کی نوشتہ میں ہے، میرا پروردگار ایسا نہیں جو کھو یا جائے یا بھول میں پڑ جائے (سورۃ طٰہٰ آیت ۵۲)

خواجہ احمد دیربی نے لکھا ہے کہ سن ۱۱۲۳ھ میں جامع مسجد الازہر (مصر) میں فرقہ مالکیہ اور شافعیہ کے درمیان فساد برپا ہوا، جس میں تلواریں چلیں۔ جس کے سبب اس ہنگامہ میں کتنے ہی افراد شہید ہو گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا، اس وقت بغداد میں شیعہ سنی حضرات کے آپس میں مناظرے اور مباحثے چل رہے تھے۔ اسی نااتفاقی کی وجہ سے وہ ہلاکو خان کا متحدہ طور پر مقابلہ نہ کر سکے۔ یہی بات سقوط بغداد کی بنیاد بنی۔ کئی روز تک خون ریز مقابلہ ہوتا رہا حتّٰی کے دریائے فرات و دجلہ کا پانی بھی سرخ ہو گیا۔ سب سے بڑی افسوسناک صورت حال یہ تھی کہ ترک حکومت کے دور سے پہلے سے کعبت اللہ شریف میں بھی حنفی، شافعی مالکی اور حنبلی فرقوں کے لوگ پنج وقتہ نمازیں بھی ایک ساتھ نہیں پڑھتے تھے۔ ہر فرقہ کی جماعت الگ الگ ہوتی تھی اور انہوں نے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فرقوں کے نام سے مصلے الگ الگ قائم کیے تھے۔ وہ بیک وقت الگ الگ جماعتیں کر کے نماز ادا کرتے رہتے تھے۔ ۱۹۲۶ع میں سعودی خاندان کے حکمرانوں نے یہ مصلے ختم کرا دیے اور ایک جماعت میں نماز ادا کرنے کا سلسلہ شروع کرایا، جو اب تک جاری ہے۔ یہ حال ان لوگوں کا ہے، جن کا یہ متفقہ نظریہ ہے کہ چاروں امام حق پر ہیں، لیکن اس کے باوجود

Marfat.com

وہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں ادا کرنے کے بھی روا دار نہیں تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہی صورت حال عرب اور ترک قومی تعصبات کی وجہ سے پیش آئی۔ مسلمان اب عرب اور ترک قومیت کے فرقیوارانہ تعصب میں مبتلا ہو گئے۔ جون ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے نتیجے میں سقوط بیت المقدس کی دلخراش خبر ہر مسلمان کے قلب و روح پر بجلی بن کر گری۔ اس عظیم حادثے پر ساری دنیا کے مسلمان تڑپ اٹھے۔ ستر اسی کروڑ مسلمان دنیا میں موجود ہوں، پھر بھی یہودیوں کو یہ ہمت ہوئی کہ وہ مسلمانوں سے ان کا قبلہ اوّل چھین لیں، جس کی طرف رخ کرکے ﷺ نے ساڑھے ۱۴ برس تک نماز پڑھی اور جہاں سے حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ اس حادثہ عظیم کا واحد سبب عرب ترک فرقیوارانہ تعصب تھا۔ اس سے پیشتر اندلس پر مسلمانوں کا ۸ سو سال اقتدار کا خاتمہ جن اسباب کی بنیاد پر ہوا، اس میں عرب اور بربر قبائل کی عصبیت اور خانہ جنگی سرفہرست ہے۔ اندلس میں عربوں، بربروں اور موالیوں کے باہمی فرقہ وارانہ قومی تعصبات اور خانہ جنگی کی دل خراش داستانیں تاریخ میں محفوظ ہیں، جنہیں پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ مسلمانوں کی وہ متحدہ قوت جس نے اندلس میں عیسائیوں کے مضبوط ترین اقتدار کا خاتمہ کر دیا تھا، وہ خود کیسے منتشر ہو گئی؟ نیز وہ بھی عبرت ناک طریقے سے جس میں مسلمانوں کو عیسائیوں کے ہاتھوں وہ ذلت آمیز شکست ہو گئی، جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس زوال کے بعد اندلس کے غریب مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے، ان کے بارے میں تمدن عرب کا مصنف موسیولیبان لکھتا ہے کہ اندلس کے مسلمانوں پر جو ظلم کیا گیا اس کی مثال نہیں ملتی، حالانکہ مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار میں عیسائیوں پر اس قسم کے ظلم نہیں کئے تھے۔ اگر مسلمان اپنے دور حکومت میں اندلس کے عیسائیوں پر ایسے مظالم کرتے تو آج پورا اسپین عیسائیوں کے نام و نشان اور ان کے وجود سے یکسر خالی ہوتا۔ بہر حال مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے سترہویں صدی عیسوی کی ابتدا

Marfat.com

میں مسلمانوں کا اسپین سے مکمل خاتمہ ہو گیا۔ ماضی قریب کا یہ واقعہ ہے کہ ایک عظیم اسلامی مملکت پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت رکھنے والے صوبے مشرقی پاکستان میں جو علماء اور مشائخ، مدارس اور خانقاہوں کی سرزمین تھی، وہاں قومی فرقیواریت زبان و حقوق کی ایسی تیز و تند لہر اٹھی، جس نے دیکھتے ہی دیکھتے صدیوں کی محنتوں پر پانی پھیر دیا اور ایک عظیم اسلامی مملکت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اب تک وہی فرقیوارانہ قومی و لسانی تعصبات کی صورت حال باقی ماندہ پاکستان میں بدستور موجود ہے۔ مشرقی پاکستان کے بعد وہی حالات موجودہ پاکستان کے صوبوں میں پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اگر ہم نے ان اسباب کا ازالہ نہ کیا تو خدا خیر کرے کہ کہیں موجودہ پاکستان میں وہی فتنہ عظیم برپا نہ ہو جائے جس سے ایک مرتبہ پہلے ہم دوچار ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

فرقہ واریت دعوت دین اور اشاعت اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے

اشاعت اسلام کے لئے دعوت کا فریضہ تمام انبیا علیہم السلام پر عائد تھا۔ ان کے بعد ان کی امتیں یہ فریضہ ادا کرتی آئی ہیں۔ آنحضور ﷺ سے پہلے مسلسل انبیا کرام مبعوث ہوتے رہے، جو انسانوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہے، مگر حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی رسول یا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے یہ فریضہ اب امت محمد ﷺ پر عائد ہو گیا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں،[1] جو دعوت دین کا فریضہ ادا کرنے کے لئے مکلف بنائے گئے ہیں۔ دعوت دین کے دو پہلو ہیں: ایک یہ ہے کہ دین اسلام کی دعوت غیر مسلموں تک پہنچائی جائے، تاکہ وہ کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہوں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ خود مسلمانوں کو دین کی تبلیغ کی جائے، اس کا مقصد مسلمانوں کو دین میں داخل کرنا نہیں ہے، بلکہ وہ خود پہلے ہی دین میں داخل ہیں۔ اس لئے ان کے لئے تبلیغ کا مقصد تذکیر (یاد دہانی) ہے تاکہ وہ اسلامی ہدایات و تعلیمات کو وقت بوقت تازہ کرتے رہیں اور ان میں جو عملی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں وہ دور ہو جائیں۔ تبلیغ کا مقصد مسلمانوں کو از سر نو مسلمان بنانا نہیں ہے۔

دعوت دین کا کام بڑی حکمت کا متقاضی ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

ترجمہ: لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ

---

(1) حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل لا اصل له كما قال الدمیری والزرکشی والعسقلانی (المصنوع ص123ج1) صحیح یہ ہے: اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (ترمذی حدیث: 2606)

Marfat.com

اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے بحث ومباحثہ کرو (النحل آیت: ۱۲۵)

یہ حکمت تبلیغ تو صرف ان لوگوں کو عطا ہوتی ہے جو دین کا علم رکھنے کے ساتھ اس کے روح سے بھی واقف ہوتے ہیں جو انسانوں کے مزاجوں کا مطالعہ بھی رکھتے ہیں۔ نیز ان میں صبر واستقامت کی صفات موجود ہوتی ہیں اور وہ امت کا درد بھی دل میں رکھتے ہیں۔ اخلاص ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہوتا ہے۔ وہ تبلیغ دین اسلام کی ہی کرتے ہیں۔ وہ ماوشما کی آراء کی طرف دعوت نہیں دیتے۔ اگر ان کو مخالفین سے بحث و مباحثہ کی ضرورت پیش آجاتی ہے تو وہ احسن طریقے سے ان سے نپٹ لیتے ہیں۔ ضد اور کج بحثی سے کام نہیں لیتے۔ اگر خدانخواستہ ان کی دعوت کا اثر ظاہر نہ ہو تو وہ بددل نہیں ہو جاتے بلکہ وہ صبر اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نیز ان میں یہ صفت بھی پائی جاتی ہے کہ وہ منکرین حق سے نفرت اور عداوت کا کوئی جذبہ اپنے دل میں پنپنے نہیں دیتے بلکہ دل میں ان کے لئے ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے دعوت دین کا کوئی طریقہ کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتا، جب تک اس میں مندرجہ ذیل اوصاف نہ پائے جاتے ہوں۔

(۱) یہ دعوت خالصتاً اللہ کے دین کے اور اللہ کی رضا کے لئے ہو، اس میں کوئی بھی دنیوی مقصد شامل نہ ہو۔

(۲) یہ دعوت بدنظمی کا شکار نہ ہو، بلکہ مضبوط نظم کے ساتھ یہ فریضہ سر انجام دے۔

(۳) یہ دعوت پیش کرنے کے بعد مخالفین کی طرف سے جو طرز عمل ظاہر ہو، اس کے مقابلہ میں یہ جماعت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ کر جم جائے اور منتشر نہ ہو جائے۔

(۴) دعوت پیش کرنے والوں کے عقیدے اور نصب العین میں کامل اتفاق ہو، جو اس جماعت کے داعیوں کو آپس میں پوری طرح متحدہ رکھ سکے۔

Marfat.com

(۵) داعیان کو ایک دوسرے کے خلوص پر کامل اعتماد ہو۔

(٦) داعیان دین کا اخلاقی معیار اتنا بلند ہو کہ وہ آپس میں متصادم ہونے سے بچ سکیں۔

کیا یہ اوصاف اس امت میں پیدا ہو سکتے ہیں جو خود فرقوں اور گروہوں میں منقسم ہو اور ایک دوسرے کے خلاف سخت نفرت اور عداوت کے جذبات رکھتی ہو۔ یہی حال آج کل امت مسلمہ کا ہے جو اس دعوت کے عظیم کام میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ جب ہم دین کی دعوت متفقہ اصولوں پر مبنی غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہوں گے، تب وہ لوگ ہماری دعوت پر غور کرنے کے لئے مجبور ہوں گے۔ اسلام کی متفرق اور مختلف تعبیریں کبھی بھی موثر ثابت نہیں ہو سکتیں۔ دنیا کا کوئی نظریہ بھی لے لیجئے۔ اس کے ماننے والے جب تک اس کی ایک تشریح و تعبیر پر متفق نہ ہوں گے اس وقت تک وہ نظریہ عوام پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ جب ہم غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں تو وہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تم پہلے مسلمانوں کو مسلمان بناؤ اور انہیں اسلامی تعلیمات کا پابند بناؤ، پھر ہم سے اسلام قبول کرنے کا مطالبہ کرو۔ جارج برنارڈشا کا مشہور قول ہے کہ میں جب اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے اسلام کے اصول اتنے اعلیٰ اور معیاری نظر آتے ہیں کہ میں ان پر عمل کرنے کا عہد کر کے اس عہد کو نبھا نہیں سکتا۔ اگر مسلمانوں کی حالت کو دیکھتا ہوں تو ان کی حالت سے میری عیسائیت کا حال زیادہ بہتر نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ تجربہ بھی ہوا ہے کہ جب ہم غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو وہ جواب میں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ پہلے تم مسلمان آپس میں ایک تو بن جاؤ، پھر ہمیں بھی اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دو۔ کیا ان دونوں باتوں کا ہمارے پاس کوئی معقول جواب موجود ہے؟ ضلع تھرپارکر سندھ کے کچھ غیر مسلم مسلمان ہو گئے۔ یہ ترغیب ان لوگوں کو مسلمانوں کے کسی ایک گروہ کی جانب سے دی گئی

Marfat.com

تھی۔ جب ان کے پاس دوسرے گروہ کے مبلغین پہنچے تو ان سے پوچھا کہ تم کس عالم دین کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہو؟ جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ تو ان کے مخالف فرقے کی ترغیب پر مسلمان ہوئے ہیں تو انہوں نے ان نو مسلموں سے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر تم اپنے سابقہ دین (کفر) میں رہتے تو بہتر تھا۔ اب تمہیں چاہئے کہ تم ہمارے ہاتھ پر دوبارہ اسلام قبول کرو یعنی تجدید ایمان کرو تاکہ تم صحیح مسلمان بن سکو۔ غیر مسلم پوچھتے ہیں کہ مسلمان بننے کے بعد ہمیں کون سا فرقہ اختیار کرنا چاہئے؟ کیونکہ تم ایک دوسرے کو مسلمان بھی نہیں سمجھتے اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں بھی نہیں پڑھتے۔ پھر ہم لوگ اسلام میں داخل ہو کر کونسے مسلمان بنیں یا کون سے کافر۔؟ اللہ کے دین کو بدنام کرنے کی اس سے زیادہ کوئی صورت ممکن نہیں کہ ایک دین کو ماننے والے گروہوں میں تقسیم ہو جائیں اور اس طرح وہ دین حق کو بدنام کرنے کا باعث بنیں اور غیر مسلموں کو استہزاء کرنے کا موقع فراہم کریں۔ قرآن مجید میں کفار (منافقین) کی یہ صفت بیان ہوتی ہے کہ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى (الحشر آیت: 44) تم ان کو بظاہر ایک سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل ایک دوسرے سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔

اب دین اسلام قرآن مجید اور تعلیمات نبوی ﷺ کا نام نہیں رہا۔ اب صرف فرقوں کے حوالے سے ہم پہچانے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے لے کر چوتھی صدی تک امت میں کوئی فرقہ نہ بنا تھا، ایک ہی دین اور ایک ہی امت تھی۔ پھر بتاؤ کہ وہ فرقوں میں تقسیم ہونے کے سوا کیسے صحیح مسلمان تھے؟ اگر وہ اس صورت میں صحیح مسلمان تھے تو پھر ہماری موجودہ حالت ان سے بالکل مختلف ہے۔ کیا ہم اس حالت میں صحیح مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟ اتحاد و اتفاق کا نام دین ہے یا تفرقہ و انتشار کا؟ قرآن مجید کے مطالعہ سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ جو مسلمان یا مسلمان کا جو گروہ فرقہ واریت اور تعصب کی مخالفت کرتا ہے تو سب فرقہ پرست لوگ آپس میں

Marfat.com

متحد و متفق ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے گمراہ قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ ان کے فرقوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ کیا قیامت کے دن مسلمان سے حساب کتاب قرآن مجید اور نبوی تعلیمات کے مطابق لیا جائے گا یا فرقوں اور مسلکوں کے مطابق لیا جائے گا؟ اس وقت کافر قومیں متحد ہیں۔ خصوصاً اسلام اور مسلمان کی مخالفت میں ان کی پالیسیاں یکساں ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کو اپنے لئے سخت خطرہ سمجھتے ہیں۔ ان پر کبھی طالبان، کبھی القاعدہ سے وابستہ ہونے کے الزامات لگا کر ان کے خلاف فوجی کاروائیاں بھی کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی باہمی نااتفاقی سے فائدہ اٹھا کر اب تک وہ افغانستان، عراق پر مکمل قبضہ کر چکے ہیں، دیگر ممالک پر ان کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ یہ ساری صورت حال ہمارے اپنے اندرونی حالات کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اگر یہ امت متحد ہوتی اور اسلام کے جھنڈے کے تحت ایک نظام پر قائم ہوتی تو غیر مسلم اقوام کو ان پر حملے کرنے کی ہر گز جرات نہ ہوتی۔ امام انقلاب علامہ جمال دین افغانیؒ جنہوں نے عالم اسلام میں اتحاد کی تحریک چلائی اور اس سلسلہ میں انہوں نے تمام اسلامی ممالک کا دورہ بھی کیا اور سربراہان ممالک سے مذاکرات بھی کیے، مگر وہ اس تحریک میں کامیاب نہ ہو سکے، جس کا انہیں سخت صدمہ ہوا۔ علامہ جمال الدین افغانی کا مشہور قول ہے کہ: ویسے تو مسلماں آپس میں متحد و متفق نہیں ہیں، لیکن ان سب کا ایک بات پر اتفاق ہے وہ یہ ہے "مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق ہونا ممکن نہیں۔"

Marfat.com

مسلمانوں کو کسی شرکیہ عقیدہ و عمل کی وجہ سے مشرک حقیقی قرار دینا

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی کلمہ گو مسلمان اپنی جہالت یا لاعلمی کی وجہ سے یا کسی تاویل کی بنا پر بظاہر کسی شرکیہ کام کا ارتکاب کرتا ہے یا کسی عقیدہ کا اظہار کرتا ہے جو بظاہر شرکیہ معلوم ہوتا ہے تو متشدد اور انتہا پسند لوگ اسے فوراً مشرک یا کافر قرار دیتے ہیں۔ اس سے یہ لوگ بڑی افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں، اس سلسلہ میں بڑے احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی مسلمان کو جو توحید، رسالت آخرت اور تمام ضروریات دین کا قائل ہے، اسے کسی شرکیہ فعل کی بنا پر مشرک بلکہ حقیقی مشرک کی طرح قرار دینا، نہایت غلط اور حکمت تبلیغ کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ کوئی بھی مسلمان کبھی بھی دانستہ طور پر شرک کا ارتکاب نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔ اس حالت میں وہ ضرور کسی لاعلمی، غلط فہمی یا تاویل کا شکار ہوگا۔ اس کے اس طرح کے عمل کو شرکیہ عمل سمجھنا تو درست ہے، مگر مسلمان کو مشرک قرار دے کر امت سے خارج کرنا جائز نہیں۔ اس بارے میں احادیث میں ضروری وضاحت موجود ہے، جن میں مسلمان کے شرک کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ گناہ کبیرہ تو معاف بھی ہو سکتا ہے، حالانکہ مشرک کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ مشرک ناقابل معافی ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک متفقہ روایت ملاحظہ فرمایئے:

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ؟ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ (بخاری کتاب التوحید حدیث: 6978- مسلم کتاب الایمان

Marfat.com

حدیث:125)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا ہے کسی دوسرے کو شریک ٹھیرائے۔

اس مضمون کی روایتیں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی بخاری و مسلم شریف میں موجود ہیں۔ان احادیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمان کے لئے شرک کبیرہ گناہ ہےاور دوسرے کبیرہ گناہوں کا شمار اس کے بعد کیا گیا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ چونکہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کوئی شخص کافر، مشرک یا ابداآباد جہنمی نہیں ہو سکتا، اس لئے شرک کے گناہ کے مرتکب مسلمان کو حقیقی مشرک (غیر مسلم) قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

اسلام اور انتہا پسندی

فرقہ واریت کا سب سے بڑا سبب مسلمانوں کے انتہا پسندانہ خیالات و نظریات ہیں، جن کا اصل منبع مسلمانوں کے وہ فرقے ہیں، جو فرقہ وارانہ عصبیت کو جنم دے رہے ہیں اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے اپنے متبعین کو تشدد اور انتہا پسندی کا سبق دیتے رہتے ہیں۔انتہا پسندی کیا ہے نیز اسلام میں انتہا پسندی کیسی ہے یعنی اسلام کی نظر میں انتہا پسندی ایک مطلوب شے ہے یا ایک ناپسندیدہ فعل ہے؟اس بات کو واضح کرنے کے لئے چند گذارشات پیش خدمت ہیں:

انتہا پسندی کیا ہے؟

ہمارے ہاں اردو میں دو ایسے الفاظ ہیں جو انتہا پسندی کے مفہوم کو واضح کرنے میں بڑی مدد دیتے ہیں۔ وہ ہیں افراط و تفریط۔ ان الفاظ کی بنیاد عربی ہے۔ عربی لغت کے مطابق "افراط" کا مطلب زیادہ روی یا حد سے تجاوز ہے۔اسی طرح "تفریط"کا مطلب ضیق، تنگی اور بندش لیا جاتا ہے ۔ لفظ انتہا پسندی کی اصطلاح ہمارے ہاں انگریزی لفظ (EXTREMISM) کے مترادف کے طور پر رائج ہو گئی ہے۔ اس طرح الفاظ "توسط" اور "تناسب" افراط و تفریط کے خلاف بیچ کے درجے کی ترجمانی کرتے ہیں (علامہ وحید الزمان۔ لغات الحدیث ج ۳ صفحہ ۳۸) اعتدال بھی اردو ادب میں اسی مقصد کے لئے ایک واضح لفظ ہے۔ "توسط" کا لفظ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں امت مسلمہ کو "امت وسط " ہی قرار دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

Marfat.com

ترجمہ: اور یوں ہم نے تمہیں امت وسط قرار دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

(سورۃ البقرۃ ۱۴۳)

"وسط کا معنی اہل لغت نے ہر چیز کا درمیانی حصہ اور وہ نقطہ بیان کیا ہے جو دونوں اطراف سے برابر کے فاصلے پر ہے (المنجد اردو صفحہ ۱۰۸۴)۔ افراط و تفریط اور دو انتہاؤں کا وجود، اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کے درمیان ایک نقطہ اعتدال اور مقام وسط بھی موجود ہے۔ یہ نقطہ ہمیشہ موجود ہوتا ہے جسے پہچاننے کی ضرورت ہے۔ جو مسلمان امت وسط سے اِدھر اُدھر ہو کرے غیر معقول قسم کی تیز رفتاری، سست رفتاری اور کج رفتاری کا شکار ہو جاتے ہیں وہ امت وسط کے حقیقی دھارے سے بچھڑ جاتے ہیں اور شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ کے مرتبہ سے گر جاتے ہیں۔ انتہا پسندی کے لئے قرآن مجید اور حدیث نبوی میں "غلو" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ غلو کا معنی زیادتی اور حد سے بڑھ جانا بیان کئے گئے ہیں (بحوالہ لغات الحدیث) اسطرح "غلو فی الدین" کا مفہوم دین میں تعصب اور تشدد (جو حد شرعی سے زائد ہو) لیا گیا ہے۔ حد شرعی کیا ہے؟ اسے ایک حدیث شریف کا معنی و مطلب بیان کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں۔

وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ

ترجمہ: دیکھو دین میں غلو سے بچتے رہو، کیونکہ تم سے جو لوگ پہلے تھے، ان کو غلو اور انتہا پسندی نے ہی ہلاک کر دیا تھا۔ (سنن نسائی حدیث: 3007 ـ ابن ماجہ حدیث 3020- مسند احمد حدیث: 1754)

اس حدیث کی وضاحت میں علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں: سختی اور مبالغہ کرنے سے بچو، وہ اس طرح کہ کوئی شخص مباح یعنی جائز چیز کو واجب (ضروری) یا حرام (ممنوع) قرار دے یا ناجائز چیز کو جائز قرار دے، سنت کو فرض کی طرح قرار دے (وغیرہ) بحوالہ لغات الحدیث: ج ۳ ص ۶۷۔ متذکرہ بالا حدیث شریف سے

Marfat.com

یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلام میں انسانی مزاج سے آگاہی کی پیش نظر، انتہا پسندی کا صراحت کے ساتھ ذکر موجود ہے اور امت کو اس کے نتائج کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ یہی انتہا پسندی جب مذہبی اور دینی شکل اختیار لیتی ہے تو پھر وہ خطرناک قسم کی عصبیت بن جاتی ہے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی میں مسلمانوں کو افراط و تفریط، غلو اور انتہا پسندی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے اعتدال اور وسط (درمیان) کا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، کیونکہ انتہا پسندی بالآخر دہشت گردی کو جنم دیتی ہے جو نہایت خطرناک اور امت مسلمہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والی چیز ہے، جس کا مشاہدہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے۔

انتہا پسندی کے نقصانات:

یہی حال اسلامی ممالک میں مسلمان فرقوں کا ایک دوسرے کے بارے میں ہے۔ سب مسلمان باوجودیکہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور حدیث نبوی پر عمل پیرا ہیں، لیکن ایک دوسرے کے بارے میں ان کا رویہ وہی ہے، جو یہود و نصاری کا ایک دوسرے کے بارے میں تھا۔ اہل کتاب کو بھی غلو فی الدین سے سختی سے روکا گیا تھا، مگر وہ غلو میں مبتلا ہو گئے۔ اس کے نتیجہ میں ان کے درمیان تفرقہ و انتشار پیدا ہو گیا اور وہ فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ آج کل ہمارے ملک عزیز پاکستان میں بھی انتہا پسندی عروج پر ہے۔ پاکستان میں یہ انتہا پسندی مذہبی حوالہ کے علاوہ سیاسی، لسانی اور قومیتی حوالہ سے بھی موجود ہے۔ جب یہ نظریاتی انتہا پسندی عملی انتہا پسندی میں تبدیل ہو جاتی ہے تو پھر اس کا اظہار، دوسرا نظریہ، مذہب، سیاسی فلسفہ، زبان اور قومیت رکھنے والے سے اظہار نفرت سے ہوتا ہے۔ انتہا پسند انسان یہ چاہتا ہے سب لوگ اسی کے نظریہ یا مسلک کو قبول کر لیں اور اسی پر عمل کریں۔ جب دوسرے لوگ اس کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں تو پھر انتہا پسند کا غیظ و غضب

Marfat.com

اسے تشدد پر ابھارتا ہے۔ آج کل جب کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اور ان کے حواری اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اسلام اور مسلمانوں کی شکل بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں، مجھے یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ ان کے منفی مقاصد کے لئے بہت کچھ اسباب ہمارے ہاں کے کج فہم عناصر ہی فراہم کر رہے ہیں، کیونکہ ایسے لوگ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے اور ایک دوسرے پر حملے کرنے کا کام سرانجام دے رہے ہیں، ایسے ہی واقعات اس امر کا باعث بنتے ہیں کہ دشمنان اسلام، مسلمانوں اور دین اسلام کا رشتہ تشدد اور انتہا پسندی سے جوڑ کر مسلمانوں کو وحشی قوم ثابت کریں اور معاذاللہ قرآن مجید اور اسلام کی تعلیمات کو دہشت گردی کا بڑا سبب قرار دیکر قرآن مجید اور اسلام کے خلاف دنیا میں ایک تحریک برپا کر سکیں۔

Marfat.com

اچھے مقاصد کے لئے جماعت سازی کی اجازت

اسلام میں نیک مقاصد کے لئے تنظیمیں بنانا اور جماعت سازی کرنا ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ ان کے مقاصد مثبت اور اسلام و امت کے لئے مفید ہوں، منفی مقاصد اور اختلافی مسائل پر مبنی گروہ بندی اور جماعت سازی حتیٰ کہ مساجد کی تعمیر اور درس گاہیں قائم کرنا بھی اسلام میں ممنوع ہیں، جیسا کہ "مسجد ضرار" کی تعمیر کے سلسلہ میں عرض کیا جا چکا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ O

(سورۃ التوبہ آیت ۱۲۲)

ترجمہ: اور یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مؤمن سب کے سب (جنگ کے لئے) نکل آئیں تو یہ کیوں نہیں کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ وہ دین (کا علم سیکھنے) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو خبردار کرتے تاکہ وہ (نافرمانی سے) بچیں۔

اس آیت مبارک میں اللہ تعالیٰ نے جہاد اور دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گروہ تشکیل دینے کی اجازت مرمت فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے بھی جماعت بنانے کی اجازت دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴)

Marfat.com

ترجمہ: اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے، یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

مذکور بالا آیات مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ نیک اور اصلاحی مقاصد کے لئے گروہ بندی نہ صرف جائز بلکہ بڑی حد تک ضروری بھی ہے۔ مگر وہ گروہ بندی جو نیک اور اصلاحی مقاصد کو نقصان پہچانے والی ہو، سخت ناجائز ہے کیونکہ تعصّبات کی بنیاد پر قائم ہونے والے گروہ اور تنظیمیں امت مسلمہ کی اجتماعی قوت کو کمزور کر کے امت کے شیرازہ کو بکھیر دینے والی ہیں، جن کی مذمت قرآن مجید اور احادیث نبوی میں واضح طور آئی ہے۔

ایک سبق آموز جواب:

چوتھی صدی کے ایک بڑے فہیم و ذکی عالم بیدار مغز سیاح علامہ ابو عبد اللہ مقدسی ہیں، انہوں نے اپنی سیاحت کے بعد اپنی یادداشتوں کو ایک کتاب احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم میں مرتب کر دیا تھا۔ اس کتاب میں انہوں نے مسلمانوں کے مذہبی اختلافات کے قصوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کوفہ کے ایک پرانے بزرگ عمرو بن مرہ کا ایک بڑا پر مغز بیان درج کیا ہے: خلاصہ جس کا یہ ہے کہ ایک شخص عمرو بن مرہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ جناب عالی! میرا عجیب حال ہے کہ اب تک مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں شریک ہو ہو کر الگ ہوتا رہا ہوں۔ ہر فریق اپنی تائید میں قرآن ہی سناتا ہے۔ میں تو ان مذہبی جھگڑوں سے تنگ آگیا ہوں۔ بتایئے میں آخر کیا کروں؟ عمرو بن مرہ نے ان سے کہا کہ تو نے مسلمانوں کے مذہبی اختلافات کا ذکر کیا، میں آپ سے کچھ سوالات پوچھتا ہوں تو ان کا جواب دیتا جا۔ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں، سب سچ ہے، کیا مسلمانوں کا اس میں

Marfat.com

اختلاف ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں۔ پھر پوچھا کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کی کتاب ہے۔ کیا مسلمانوں کا اس میں اختلاف ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کہ پانچ وقتوں کی نمازیں فرض ہیں۔ کیا مسلمانوں کا اس میں اختلاف ہے؟ جواب ملا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کعبت اللہ مسلمانوں کا قبلہ ہے کیا اس بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہے؟ جواب ملا نہیں۔ کہا کہ رمضان کے مہینے میں روزے فرض ہیں کیا اس میں مسلمانوں کا اختلاف ہے؟ جواب دیا نہیں۔ بیت اللہ کا حج مسلمانوں پر فرض ہے۔ کیا اس کے بارے میں ان میں اختلاف ہے؟ جواب دیا نہیں۔ کہا کہ زکوات فرض ہے کیا اس میں اختلاف ہے جواب ملا نہیں۔ کہا کہ ناپاکی کی حالت میں غسل کرنا فرض ہے، کیا اس میں اختلاف ہے؟ جواب دیا نہیں۔

الغرض ابن مرہ مسلسل یوں ہی سوالات کرتے جاتے تھے اور جواب میں وہ شخص نہیں۔ نہیں۔ کہتا رہا۔ تب عمرو بن مرہ نے کہا کہ دیکھو بھائی! مسلمانوں کا جن باتوں پر اتفاق ہے، ان ہی کو "محکمات" کہا جاتا ہے۔ ان کو پکڑ لو۔ اور اختلافی مسائل میں زیادہ غور خوض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی نوعیت متشابہات کی ہے اور آخر میں وصیت کی کہ اہل کتاب کے بعد دین مسلمانوں کے سپرد کیا گیا۔ صحابہؓ کرام نے دین کو جس شکل میں مانا اور برتا، بس ان کا طریق کار اور ان کا شیوہ اختیار کرکے مطمئن ہو جاؤ۔ علامہ مقدسی نے ابن مرہ کے اس بیان کو نقل کرنے کے بعد ایک قاضی صاحب کا ذکر کیا اور لکھا کہ جن جن لوگوں سے میں اب تک ملا ہوں، ان میں سب سے زیادہ اثر پذیر ان ہی سے ہوا۔ جب ان کی مجلس میں فروعی اور فقہی اختلافات کا ذکر چھڑا تو میں نے دیکھا کہ وہ قبلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہی فرما رہے ہیں: " من صلي هذه القبلة فهم اخوان المسلمون" جو اس قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں، وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ " آخر میں علامہ مقدسی نے اپنے ان احساسات کو درج کرکے مندرجہ ذیل عبارت پر اس بحث کو ختم کر دیا ہے:

Marfat.com

هٰذا تعصب الذي تريٰ انما ثوره الجهال والمسترفون من القصاص وغيرهم و اما الامة فعلي ما ذكرت

ترجمہ: یہ تنگ نظریاں جنہیں تم دیکھتے ہو دراصل یہ شورش جاہلوں اور قصہ گو واعظوں وغیرہ کی پھیلائی ہوئی ہے۔امت مسلمہ کو ان سے کوئی تعلق نہیں۔

Marfat.com

مولانا روم ؒ کی نصیحت

حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مثنوی میں ایک یہودی کا قصہ منظوم کیا ہے، جس نے مسلمان کا روپ دھار کر مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

مولانا روم ؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دشمن اسلام نے یکایک اعلان کیا کہ اس پر دین اسلام کی حقانیت واضح ہونے پر اس نے اسلام قبول کیا ہے چنانچہ اس نے ہیکل چھوڑ کر مسجد میں پناہ لی، اپنا نام تبدیل کیا، شکل وصورت میں تبدیلی پیدا کر لی اور تسبیح اور سجادہ لے کر یاد اللہ میں مصروف ہوگیا۔ اس نے پنج وقت نمازوں کا اہتمام کیا، تہجد اور اشراق کو اپنا روزانہ وظیفہ بنایا، مجلس ذکر منعقد کی اور اس کی محفل میں بیٹھنے والے اس کی زبان سے قرآن وحدیث کے مطالب سن کر اپنا سر دھنتے رہتے۔

اس کے مریدوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا، لوگ دور دور سے اس کی خدمت میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے اور نذرونذرانے پیش کرتے۔ اس حضرت صاحب نے آدھے درجن کے قریب اپنے خلیفے بھی نامزد کر دیئے، جو اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لوگوں کی نگاہ میں محبوبیت اختیار کرنے لگے۔

آخر کار جب شیخ کی رحلت کا وقت ہوا تو اس نے باری باری اپنے خلفاء کو طلب کیا اور ان کے کانوں میں متضاد اور مختلف ہدایات دیں۔ جب لوگ شیخ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو اس کے خلفاء حضرات میں اختلاف کا دور شروع ہوگیا۔

ایک خلیفہ صاحب نے کہا کہ شیخ نے مرتے وقت مجھ سے یوں وصیت فرمائی تھی، دوسرے نے کہا نہیں۔ آپ غلط کہتے ہیں، شیخ نے مجھ سے اس سے مختلف وصیت فرمائی تھی۔ تیسرے نے پہلے دونوں سے اختلاف کرتے ہوئے شیخ کی وصیت

Marfat.com

کی ایک اور ہی تعبیر پیش کی۔ چوتھے نے ان تینوں کو جھوٹا قرار دے کر اپنی بات منوانے کے لئے زور دیا۔ اس طرح چاروں خلفاء اور ان کے ماننے والے گروہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ الغرض اس اسلام دشمن یہودی نے مسلمان کا روپ دھار کر مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا اور اس طرح اس کی جماعت کے لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے۔

اس واقعہ میں عام مسلمانوں اور علماء کرام کے لئے ایک سبق موجود ہے کہ اسلام دشمن لوگ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے کے لئے کس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہتے ہیں اور بظاہر مسلمانوں کے خیر خواہ بن کر ان میں پھوٹ ڈال دیتے ہیں۔

Marfat.com

اتحاد اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے اسے ضایع کرنے کے بارے میں حضور ﷺ کا انتباہ

نزول قرآن مجید سے پیشتر عرب قوم شرک جیسے عظیم گناہ میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ باہمی اختلافات کی وجہ سے جنگ و جدال میں مبتلا تھی۔ ان کی یہ اندرونی لڑائیاں برسوں تک چلتی رہتی تھیں۔ ان جنگوں کی سب سے بڑی وجہ قومی اور قبائلی عصبیت اور گروہ بندی تھی۔ اسلام میں اس عصبیت کو عصبیت جاہلیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عصبیت جاہلیہ کفر ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے انسانوں میں ناحق قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ آج کل دنیا میں یہی فتنہ قوم پرستی (Nationalism) کی شکل میں نمودار ہوگیا ہے. یہ عصبیت جاہلیہ کی شکل ایک جدید صورت ہے. اسی قومی تعصب کی بنیاد پر دنیامیں جنگیں ہوچکی ہیں جس میں لاکھوں انسان اس جاہلیت کے نذر ہوچکے ہیں۔

نزول قرآن مجید کے بعد جب عرب قبیلے اسلام میں داخل ہوئے تو وہ ایک دوسرے کے دوست اور بھائی بن گئے۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان اور انسانوں کے لئے نعمت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۖ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ

(سورہ آل عمران آیت: ۱۰۳)

ترجمہ: اور (تم) سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھامے رہنا اور فرقے فرقے نہ بن جانا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی

Marfat.com

بھائی بن گئے اور تم آگ کے کنارے پہنچ گئے تھے، تو اللہ نے تم کو اس سے بچالیا، اس طرح اللہ تم کو اپنی آیات کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت یافتہ بنو۔

اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (سورہ الانفال آیت: ۶۳)

ترجمہ: اور (اللہ) نے ان کی دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے مگر اللہ ہی نے (ان کے دلوں میں) الفت ڈال دی۔ بیشک وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

امت مسلمہ جس کو یہ اللہ کی نعمت عطا ہوئی تھی، آج وہ اس سے تہی دامن نظر آرہی ہے۔ اس نعمت کو ضائع کرنے سے بچنے کے لئے آنحضور ﷺ نے اکثر مواقع پر انتباہات دئے۔ ارشاد نبوی ہے:

وَلَا تَخْتَلِفُوا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء حدیث: 3217- مسند احمد حدیث: 3712،3713)

ترجمہ: اختلاف نہ کیا کرو، کیونکہ تم سے پہلے جن لوگوں نے اختلاف کیا، وہ ہلاک ہو گئے۔

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا

(بخاری کتاب الجہاد والسیر حدیث: 2811- مسلم کتاب الجہاد والسیر حدیث: 3236- مسند احمد حدیث: 18868)

ترجمہ: (نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن روانہ کرتے وقت حکم فرمایا:) آسانی کرنا اور تنگی نہ کرنا، خوشخبری دینا اور نفرت مت دلانا، اتفاق رکھنا اور اختلاف نہ کرنا۔

Marfat.com

لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

(بخاری کتاب العلم حدیث: 118- مسلم کتاب الایمان حدیث: 99،98)

ترجمہ: (حجتہ الوداع کے موقعہ پر فرمایا:) میرے بعد کفر کی جانب لوٹ کے نہ جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔

قرآن مجید اور احادیث نبوی میں اتحاد واتفاق کی تاکید اور تفرقہ کی مذمت:

قرآن مجید اور سنت نبوی میں مسلمانوں کو باہمی اتحاد واتفاق قائم رکھنے اور فرقوں میں تقسیم ہونے سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ O

(التوبہ آیت: ۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچے مسلمانوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ O (الانعام آیت؛153)

ترجمہ: یہ میرا سیدھا راستہ (صراط مستقیم) ہے لہٰذا اسی کی پیروی اختیار کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو ورنہ وہ راستے تمہیں اللہ تعالیٰ کے صحیح راستے سے بھٹکا دیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۗ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ O (الانعام آیت؛159)

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے، (اے پیغمبر) تمہیں ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، وہ ان کو قیامت کے دن بتا دے گا کہ وہ کیا کر رہے تھے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۗ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ O (الانعام آیت؛105)

Marfat.com

ترجمہ: آپ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو فرقے فرقے ہو گئے اور واضح دلیل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر قائم رہے ان لوگوں کے لئے عذاب عظیم ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ O (الاعراف آیت 3)

ترجمہ: (اے ایمان والو) جو شریعت تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل ہوئی ہے صرف اسی کی پیروی کرو۔ اس کے سوا دوسرے من پسند لوگوں کی پیروی نہ کرو۔ (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ O مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ O (الروم آیت: 31-32)

ترجمہ: (اے مسلمانو) ان مشرکوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین پر مگن ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرقیواریت کو عذاب کی ایک صورت قرار دیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ O (الانعام آیت: 65)

ترجمہ: (اے پیغمبر) ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر عذاب نازل کرے یا تمہارے قدموں کے نیچے عذاب بھیجے یا تم کو فرقوں میں تقسیم کر کے آپس میں لڑائی کا مزا چکھائے۔ دیکھو ہم اپنی آیات کس طرح بیان کر رہے ہیں تا کہ یہ لوگ سمجھیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۚ وَاذْكُرُوْا (آل عمران آیت: 103)

Marfat.com

ترجمہ: اے مسلمانوں اللہ کی رسی (قرآن مجید) سے چمٹے رہو اور فرقے فرقے (ہو کر جداجدا) نہ ہو جاؤ۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (الانفال آیت: 46)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو (اگر ایسا کروگے) تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب اور دبدبہ جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں اتحاد کی تاکید اور تفرقہ سے بچنے کا بار بار حکم کیا گیا ہے۔ اس سے اتحاد واتفاق کی اہمیت اور افادیت اور تفرقے کی خرابی اور اس کی مذمت ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں کسی حکم یا ہدایت کا ایک بار آجانا بھی مومن کے لئے کافی وشافی ہے مگر کسی بات کا بار بار تکرار تو اس بات کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ اسی لئے حضور نبی ﷺ نے اپنے ارشادات میں اتحاد اتفاق پر بہت زور دیا ہے اور تفرقہ کی شدید مخالفت فرمائی ہے۔ حضور ﷺ کو اس بارے میں فکر مندی بھی رہتی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے مہاجر وانصار میں کسی بات پر تنازعہ ہوگیا۔ تو ان میں سے ہر فریق نے اپنے اپنے فریق کو مدد کے لئے پکارا۔ یہ پکار سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا بَالُ دَعْوَی اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ ..... دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِیْثَةٌ (اَوْ مُنْتِنَةٌ)

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کی یاد کیونکر تازہ کی جارہی ہے؟ اس بات کو ترک کرو یہ بات تو نہایت ہی خبیث اور بدبودار چیز ہے۔ (بخاری کتاب تفسیر القرآن حدیث: 3257، مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب حدیث: 4382)

Marfat.com

ملاحظہ فرمایئے! حضور ﷺ نے اس بات کو زمانہ جاہلیت (کفر) کی یاد قرار دیکر اسے بدبودار چیز قرار دیا اور اس سے چھوڑنے کا حکم دیا کیونکہ یہ کلمہ اختلاف اور تنازعہ کی آگ کو بھڑکانے اور باہمی جنگ وجدل کا سبب بنتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

وَلَا تَخْتَلِفُوا فَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَکُوا

ترجمہ: اختلاف نہ کیا کرو، کیونکہ تم سے پہلے جن لوگوں نے اختلاف کیا، وہ ہلاک ہوگئے۔ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء حدیث: 3217- مسند احمد حدیث: 3712،3713)

نیز فرمایا: تَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا

ترجمہ: اتفاق رکھنا اور اختلاف نہ کرنا۔ (بخاری کتاب الجہاد والسیر حدیث: 2811- مسلم کتاب الجہاد والسیر حدیث: 3236 وغیرہما)

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا اِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ کُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰی یُدْرِکَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ.

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! انتشار امت کے زمانہ میں، میں کیا کروں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہو۔ عرض کیا کہ اگر جماعت موجود نہ ہو تو پھر میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اس صورت میں تمام فرقوں سے الگ رہنا۔ خواہ تمہیں کسی درخت کی جڑیں چبانی پڑیں، یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔ (بخاری حدیث؛ 3338- صحیح مسلم کتاب الامارة حدیث: 3434)

نیز ارشاد نبوی ہے کہ

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِیتَةَ الْجَاهِلِیَّةِ

Marfat.com

ترجمہ: جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔(صحیح بخاری کتاب الفتن حدیث: 6531- مسند احمد حدیث:5890)

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ

ترجمہ: جس نے جماعت سے بالشت برابر جدائی اختیار کی تو بیشک اس نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ اتار پھینکا۔(سنن ترمذی کتاب الامثال حدیث:2790- احمد حدیث:16542)

فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ

ترجمہ: تم جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے۔(سنن نسائی حدیث: 838- سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ حدیث:460- مسند احمد حدیث:26242)

Marfat.com

فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے مستشرقین کے فتنے

انیسویں صدی میں مغربی مفکرین جو اسلام کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے جن کو ہم مستشرقین (Orientalists) کے نام سے جانتے ہیں، انہوں نے اسلام کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ تحقیق کے نام پر انہوں نے تشکیک کی ایک زوردار تحریک برپا کی۔ مغربی تعلیم یافتہ طبقہ جن کا ذریعہ معلومات صرف انگریزی زبان تک محدود تھا اور جو لوگ بیرون ملک تخصص/ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے جامعات میں تعلیم حاصل کرنے جاتے تھے، وہ اس تحریک سے بری طرح متاثر ہوئے۔ ان کے بنیادی عقائد اسلام متزلزل ہو گئے۔ پھر انہوں نے اس فکر کو اردو زبان میں عام کیا، جس سے ہندوستان کے جدید تعلیم یافتہ طبقات نے بڑا اثر قبول کیا اور گویا اسلام میں اصلاحات کرنے کے لئے ایک تحریک تجدد برپا ہو گئی۔ اسلامی عقائد کی ایسی ایسی تشریحیں ہونے لگیں، جن کا اسلام سے دور کا واسطہ نہ تھا۔ ڈارونزم کے فکر کے ذریعہ انسانی نسل کو حضرت آدم علیہ السلام سے کاٹ کر بندروں سے جا ملا لیا۔ ملائکہ، جنات، بہشت اور دوزخ کے بارے میں ایسی ایسی تشریحات ہونے لگیں، جو (معاذاللہ!) خود حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حیرت میں ڈالنے والی تھیں۔

اس تحریک سے مسلمانوں کا ایک جدید فرقہ نیچری وجود میں آگیا، جس کے سرخیل سر سید احمد خان بنے۔ انہوں نے اپنے افکار علی گڑھ یونیورسٹی کے ذریعے پھیلائے۔ پھر اس تحریک کو نیاز فتحپوری نے اپنے رسالہ نگار کے ذریعے آگے بڑھایا۔ اس آزاد خیال تحریک کی کوکھ سے نئے نئے فتنے پیدا ہوئے۔ نیشلزم اور سوشلزم کے نظریات بھی فروغ پانے لگے۔ اسلامی محاذ جو کہ قدیم درس نظامی کے فارغ علماء پر مشتمل تھا، ان فتنوں کو نہ پوری طرح سمجھ سکا اور نہ ان میں مخالفین کے پھیلائے

Marfat.com

ہوئے نظریات اور دین اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات کا کوئی جواب دینے کی صلاحیت تھی۔

اب برصغیر میں مسلمان نظریاتی طور پر قدیم اور جدید طبقوں میں تقسیم ہو گئے۔ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو اسلامی تعلیمات کا براہ راست مطالعہ نہ تھا۔ ان کا ذریعہ معلومات صرف مستشرقین کا لٹریچر ہی تھا اور دوسری جانب قدیم علماء کا منبع علم صرف درس نظامی کی کتب تک محدود تھا اور اگر فلسفہ تھا تو وہ بھی پرانا، جدید فلسفہ سے ان کو آگاہی نہ تھی۔

ان حالات میں ہندوستان میں دو ایسی شخصیات نظر آتی ہیں، جنہوں نے اس جدید فکر کا توڑ مہیا کیا۔ ان میں سرفہرست نام سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا ہے اور دوسرا نام علامہ اقبالؒ کا ہے، جنہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مغربی فکر پر حملہ کیا۔ انہی حضرات کی جدوجہد سے جدید تعلیم یافتہ طبقے کا ایک بڑا حصہ ان جدید نظریات کی زد سے بچ گیا۔

اب تک یہ دونوں طبقے موجود ہیں۔ ان کی راہیں الگ الگ ہیں۔ البتہ تیسرا گروہ جو قدیم اور جدید طبقے کے درمیان پل کا کام دے رہا ہے، وہ بھی خاصی تعداد میں موجود ہے۔

الحمد للہ علیٰ ذلک

Marfat.com

انگریزوں کی آمد کے بعد بر صغیر میں فرقہ واریت کے رجحانات کا فروغ

بر صغیر میں انگریزوں کی آمد کے بعد مسلمانوں پر آفات و مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے، اس میں اور جو کچھ ہوا سو ہوا، ساتھ ہی اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کی بعض ناگوار صورتیں بھی پیش آئیں کہ اس کے بعد مساجد میں دنگے ہوئے، جوتے چلے، مسلمان آپس میں گتھم گتھا ہوئے، ایک دوسرے کو معمولی باتوں پر مساجد سے نکالنے پر اصرار ہوتا رہا۔ بسا اوقات مسلمانوں کو اپنے دینی مسائل کے جھگڑوں میں انگریزی حکام کے سامنے فیصلہ طلب کرنے کے لئے حاضر ہونا پڑا۔ اسلام کے اختلافی مسائل کے استعمال کی یہ ایسی بدترین شکل تھی جو دین کے متعلق اس قسم کے نازک احساسات والوں کے غلط طریقہ عمل کی پیداوار تھی۔ رفع الیدین، آمین بالجہر، سینہ پر ہاتھ باندھنے وغیرہ جیسے مسائل پر جن میں صرف راجح اور مرجوح، افضل یا غیر افضل ہونے کا فرق ہے۔ اتنے غل غپاڑے ہوئے، ہنگامے مچائے گئے، جگ ہنسائیاں ہوئیں، جن کی بڑی دردناک داستان ہے۔ فقہی اختلاف کے غلط استعمال کی یہ بڑی ہولناک تاریخی مثالیں ہیں۔ پھر موجودہ صدی کے دوران ان اختلافات کو اچھالنے کی دوسری صورتیں دریافت ہوئیں۔ مثلاً علم غیب کا مسئلہ، نور اور بشر کا مسئلہ، حیات و ممات انبیاء کا مسئلہ وغیرہ۔ ان مسائل کی بنیاد پر ہندوستان کے حنفی مسلک کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک دیوبندی اہل سنت اور دوسرے بریلوی اہل سنت۔ ان دو گروہوں کے درمیان ان چھوٹے چھوٹے مسائل پر اختلافات اتنے بڑھے کہ مساجد ومدارس الگ الگ ہو گئے، ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے فتوے دئے گئے، حتیٰ کہ ایک دوسرے کو مشرک، کافر اور گستاخ رسول کہا جانے لگا۔ حیرت کی بات یہ ہے ہندوستان میں غالب اکثریت حنفی مسلک کی ہی رہی ہے۔ ان میں کوئی گروہ بندی

Marfat.com

نہ تھی۔ سب احناف کے اساتذہ شیوخ اور درسی کتب وغیرہ سب ایک ہی تھے۔ اس کے باوجود چند مسائل کی بنیاد پر جن کو کوئی بنیادی حیثیت حاصل نہ تھی، بنیاد بنا کر لڑائی کا آغاز کیا گیا۔ صدیوں سے شیعہ اور سنی حضرات ہندوستان میں ایک ساتھ رہتے آئے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی نفرت یا عداوت نہیں تھی، ان کی آپس میں رشتے داریاں بھی ہوتی رہتی تھیں، لیکن یار لوگوں نے ان کے درمیاں اختلافات ابھارنے اور ان کو ایک دوسرے کے خلاف لڑانے کا بندوبست کر ہی لیا۔ آئے دن ان کے اور اہل سنت فرقوں کے درمیان فسادات کرائے گئے، ایک دوسرے کے خلاف زہریلا لٹریچر تیار کرایا گیا تاکہ ان کی آنے والی آئندہ نسلیں بھی ایک دوسرے کے قریب نہ آسکیں۔ برصغیر کے مشہور گروہوں شیعہ سنی اور پھر سنیوں میں اہل حدیث، حنفی اور پھر حنفیوں میں دیوبندی، بریلوی اختلافات کو بڑھانے میں انگریز کی حکمت عملی بڑی کامیاب رہی۔ ان گروہ بندیوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریزوں کی سرپرستی میں قادیانی فرقہ پیدا کیا گیا۔ اس بات کا اعتراف مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتب میں برملا کیا ہے۔ اسی طرح انگریزوں کی بیوروکریسی کے لوگ جیسے غلام احمد پرویز جو انڈین سول سروس کا ایک فرد تھا، اس نے انکار حدیث کا علم بلند کیا۔ اس نے اپنے زور قلم سے جدید تعلیم یافتہ طبقے کے لوگوں کو تشکیک کا شکار کرکے احادیث نبوی سے بدظن کیا۔ اب ان کا فرقہ ایک منظم گروہ کی حیثیت میں وہی کام کر رہا ہے۔ انگریزوں کو یہ معلوم تھا کہ مسلمانوں کی متحدہ قوت سے مقابلہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی مذہبی کمزوریوں اور ان کی اندرونی اختلافات کو اچھالنے پر بڑا زور دیا اور اس مقصد کے لئے ان کو مسلمانوں میں سے کچھ ہمنوا لوگ مل گئے۔ جنہوں نے انگریز سرمایہ کا سہارا لیکر ان کے مقاصد کے حصول کے لئے تفرقہ بازی اور فرقہ واریت پھیلانے کا کام کیا۔

Marfat.com

اختلافات اور فرقہ واریت سے بچنے کے لئے اہم تجاویز

سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں فرقہ واریت کی اصلاح کے لئے کیا کیا جائے؟ فرقے تو بہرحال موجود ہیں اور ان میں سے کوئی فرقہ اپنے دعوے سے دستبردار ہونے کے لئے تیار بھی نہیں ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہر فرقہ، فرقہ واریت کو مٹانے کے لئے یہ تدبیر بتاتا ہے کہ دوسرے تمام فرقے اس فرقہ میں ضم ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس بات کے لئے کوئی بھی فرقہ تیار نہیں ہوگا۔ تو پھر اس مشکل مسئلے کا حل کیا ہے؟ یہ سوال بڑا اہم اور بڑا نازک ہے۔

قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ:

۱۔ وہ ہر قسم کے اختلافات کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔

۲۔ وہ ایک متحد امت قائم کرنے کی غرض سے نازل کیا گیا ہے۔

۳۔ وہ اپنی اصلی اور صحیح صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

اب آپ سوچئے کہ ہم اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ فرقے اور فرقہ واریت ختم نہیں ہو سکتی تو اس کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے؟ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذاللہ قرآن مجید میں یہ صلاحیت موجود نہیں ہے کہ وہ ہمیں اپنے اختلافات مٹانے کے لئے کوئی حل بتا سکے۔

میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ کیا آپ میں سے کوئی بھی ایسا کہنے کی جرات کر سکتا ہے؟ لیکن اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اب فرقے مٹ نہیں سکتے تو گویا ہم عملاً اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ قرآن مجید کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ اس کے پاس ہمارے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

Marfat.com

اگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ہمارا پختہ ایمان ہے اور ہم قرآن مجید کو مکمل اور آخری ہدایت سمجھتے ہیں تو پھر ہمیں قرآن مجید سے ہی معلوم کرنا پڑے گا کہ آخر ہمارے اختلافات کا حل کیا ہے؟

قرآن مجید سب سے پہلے تو اصولی فیصلہ دیتا ہے کہ:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت: 10)

ترجمہ: اور تم جس بات میں اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہوگا۔

اس حکم سے یہ بات بنیادی طور پر طے ہو جاتی ہے کہ حکم (فیصلے) کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے، لہٰذا اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تمام فیصلے کرنے ہونگے۔ اس آیت میں فَحُكْمُهُ کا لفظ غور طلب ہے کہ یہ ایک انفرادی معاملہ نہیں کہ دو آدمیوں میں اگر کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو وہ اپنے طور پر خود فیصلہ کرنے بیٹھ جائیں۔ اس کا صحیح مسئلہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں اور وہاں سے فیصلہ کرنے کا جو طریقہ بھی بتایا جائے اس پر عمل کیا جائے۔

اسی مقصد کے لئے قرآن مجید کی ہدایات بالکل واضح ہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ (النساء: 65)

ترجمہ: تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کرو اس کے بارے میں اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس کو خوش دلی سے مان لیں، تب تک مؤمن نہیں ہونگے۔

تنازعات و اختلافات کا مفصل حل بتاتے ہوئے ارشاد ربانی ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○ (النساء: 59)

Marfat.com

ترجمہ: اے مؤمنو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف ہو جائے تو اگر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس (معاملے) میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (آل عمران: 101)

ترجمہ: اور تم کیونکر انکار کرو گے جب تم کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کا پیغمبر موجود ہے اور جس نے اللہ (کی ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے راستے لگ گیا۔

مندرجہ بالا آیت شریفہ کا مطالعہ فرمایئے اور اندازہ فرمایئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں باہمی تنازعات واختلاف کا کتنا واضح حل اور آسان طریقہ کار بتا دیا ہے، اس کے بعد بھی ہم اگر اپنے اختلافات اور تفرقات ختم کرنا ناممکن تصور کرتے ہیں تو پھر اس صورت میں ہمارے ایمان کی حالت کیا ہو گی؟ اور کیا اس کے بعد بھی ہم ایمان و اسلام کا دعویٰ کرتے رہیں گے؟

اس وقت جبکہ امت کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب محفوظ صورت میں موجود ہے اور یہ قیامت تک محفوظ و موجود رہے گی اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ و ارشادات، سنت اور حدیث شریف کی صورت میں محفوظ اور موجود ہیں تو پھر یہ اختلافات اور اس پر قائم تفرقے کس بنیاد پر جاری وساری ہیں اور ہم انہیں قائم رکھنے پر کیوں مصر اور بضد ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی جانب سے کتاب اور بعثت نبوی کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ ہم اس پر زبانی طور پر ایمان لائیں اور پھر اطاعت جس کی چاہیں کرتے رہیں اور ایک متحد

Marfat.com

امت بننے کے بجائے مختلف فرقوں اور گروہوں کی صورت میں زندگی گذارتے رہیں۔ یہ طرز زندگی و معاشرت ہرگز ہرگز اسلامی نہیں ہے۔ یہ تو وہ طریقہ حیات ہے جو اسلام سے پہلے انسانی زندگی میں رائج تھا اور جس کو اللہ کی کتاب اور جناب رسول ﷺ نے آخر مکمل طور پر بدل دیا۔ اگر ہم ابھی بھی تفرقہ و انتشار کو چھوڑ کر رسول ﷺ کی اطاعت و پیروی پر قائم ہو جائیں اور ڈانواں ڈول نہ رہیں تو ہماری زندگی تنزلزل سے محفوظ ہو جائے گی، اور ہمارے خیالات، اخلاقیات اور معاملات سب کے سب ایک مستقل اور پائیدار بنیاد پر قائم ہو جائیں گے۔ نیز ہم ان تمام برکات سے بہرہ ور ہوتے رہیں گے جو ایک شاہراہ مستقیم پر ثابت قدمی کے ساتھ چلنے سے حاصل ہوا کرتے ہیں۔ جو امت اور جو معاشرہ تفرقہ و اختلاف، تردد و تذبذب کی حالت میں مبتلا ہو وہ کبھی ایک راستے پر اور کبھی دوسرے راستہ پر چلے تو وہ امت اور وہ معاشرہ کبھی اطمینان کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ ان کی ساری زندگی نقش بر آب کی طرح بسر ہوتی ہے اور سعی لاحاصل بن کر رہ جاتی ہے۔

Marfat.com

فقہی اختلافات رفع کرنے کا مستقل حل

اسلامی ریاست کا قیام

مذکورہ بالا آیات الٰہی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے بعد ان کی ماتحت تیسری اطاعت جو مسلمانوں پر واجب ہے، وہ ان اولی الامر (صاحب حکومت) لوگوں کی اطاعت ہے جو خود مسلمانوں سے ہوں۔ اس لفظ کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں۔ غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے، بشرطیکہ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو، صاحب علم و تقویٰ ہو اور اللہ اور رسول کا مطیع ہو۔

مذکورہ بالا نظام تب قائم ہو سکتا ہے، جب مسلمان اپنی اجتماعی زندگی کا نظام چلانے کے لئے اسلامی ریاست و حکومت قائم کرنے کا اہتمام کریں جو کہ ازروئے اسلام مسلم امہ پر فرض ہے، کیونکہ اجتماعی زندگی کا نظام اس کے سوا چلانا ناممکن ہے۔

اسلامی ریاست و حکومت قائم کرنے کی سب سے بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ اس کے قیام کے بعد مسلمانوں کے اجتماعی معاملات خواہ انفرادی زندگی کے مسائل میں اگر کوئی تنازعہ یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ صاحب امر لوگ کر دیں جو اس میں بااختیار ہوں گے اور ان کے فیصلے ازروئے ملکی قانون نافذ العمل ہوں گے اور ان کی خلاف ورزی کرنے کا کوئی امکان نہ رہے گا۔ اس کے برخلاف ہم اپنے معاملات خود طے کرنے کی صورت میں ممکن ہے کہ متفقہ فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں اور اس صورت میں تنازعات اور اختلافات اپنی جگہ پر قائم رہ جائیں۔

Marfat.com

اسلام، مسلمان اور موجودہ عالمی حالات

موجودہ دور میں دنیا کی دوسری تمام قومیں، آسمانی ہدایت اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و حکمت کے سرمایہ کو یکسر کھو چکی ہیں اور صدیوں پہلے ان کے سینوں اور سفینوں میں یہ روشنی گل ہو چکی ہے۔ ان قوموں کی مذہبی تاریخ بتلاتی ہے کہ ان کے دینی احیاء کی دعوت اب کوئی وسیع انقلاب برپا نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی بڑی تبدیلی پیدا کر سکتی ہے۔ مادہ پرستی اور دنیاوی عیش و عشرت کا نشہ ان پر حاوی ہو چکا ہے۔

اس کے برخلاف مسلمانوں کا دینی سرمایہ اور آسمانی ہدایات و حکمت کا سرچشمہ بالکل محفوظ اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور صحابہؓ کرام کی زندگی ان کے پاس موجود ہے۔ پھر امت کے مجددین اور مصلحین کا ایک غیر منقطع سلسلہ اور اصلاح اور انقلاب کی دینی دعوت کا ایک ایسا تسلسل موجود رہا ہے، جس نے اس امت کو کسی بھی دور میں جاہلیت میں گم ہو جانے کا موقع ہی نہیں دیا ہے۔

مسلمانوں کے موجودہ سارے نقائص کے باوجود یہ حقیقت اب بھی اسی طرح باقی ہے، کہ دنیا کی جاہلیت جو نقشہ رکھتی ہے اور جس نقشہ پر آج وہ دنیا کو چلا رہی ہے، اس کے خلاف اگر کوئی اصلاحی پروگرام ہے تو وہ صرف مسلم امت کے پاس ہے۔ اگرچہ مسلمان خود اس کو بھولے ہوئے ہیں، لیکن ان کے باوجود حکمت الٰہی کے تحت یہ نقشہ ابھی ضائع نہیں ہوا، اور نہ کبھی ضائع ہوگا، کیونکہ اس ہدایت کا تحفظ خود اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور یہ ہدایت قیامت تک رہنے والی حقیقت ہے۔

اسلام کی رو سے یہ امت شہادت حق کی ادائگی کے لئے ذمہ دار بنائی گئی ہے اور جس دن یہ امت بیدار ہوئی اور اپنا فرض منصبی انجام دینے لگی، وہی دن مشرق و مغرب کی قوموں کے لئے یوم حساب ہوگا۔ اس امت کے خاکستر میں وہ چنگاری موجود ہے جو

Marfat.com

کسی نہ کسی دن بھڑک کر جاہلیت کے نظاموں کے خرمن کو جلا کر راکھ کر دیگی کیونکہ مسلم امہ کے پاس اب بھی باقی دنیا کے لئے ایک دعوت اور ایک پروگرام موجود ہے یہ وہ پروگرام (دین حق) ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو برس پہلے امت کے حوالے کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ آخری پیغام (دین حق) ایک نہایت طاقتور واضح اور روشن پروگرام ہے، جس سے زیادہ منصفانہ بلند و برتر پروگرام اس پورے عرصے میں دنیا والوں نے کسی کی زباں سے نہیں سنا تھا۔

یہ پیغام مختصراً وہ ہے کہ جو سفیر اسلام نے شہنشاہ ایران کے اس سوال کے جواب میں ان کے کھلے دربار میں پیش کیا تھا جس میں شہنشاہ ایران نے ان سے سوال کیا تھا کہ "تم ہمارے ملک میں کیسے آئے ہو اور تمہارے دین کی دعوت کیا ہے؟" ان کا جواب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لئے بھیجا ہے کہ "ہم اس کے بندوں کو غیر اللہ کی بندگی سے نکال کر اس وحدہ لاشریک لہ کی بندگی میں داخل کر دیں جو ان کا خالق اور رب ہے۔"

اس پیغام میں آج بھی ایک حرف کی کمی بیشی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، کیونکہ دنیا کے لوگ، جاہلیت کے تراشیدہ اور ناتراشیدہ بتوں کے سامنے سر بسجود ہیں۔ آج بھی اللہ وحدہ لاشریک لہ کی بندگی اجنبی اور نامانوس ہو رہی ہے، آج بھی طاغوت کی عبادت اور ظلم کا بازار گرم ہے، آج بھی خواہشات نفس کا بت برسر عام پوجا جا رہا ہے، آج بھی احبار اور رہبان (عالم اور درویش) ملوک وسلاطین، صاحب طاقت اور اہل دولت، سیاسی جماعتیں اور ان کے لیڈر ارباب من دون اللہ بنے ہوئے ہیں، ان کے آستانوں پر سر جھکائے جا رہے ہیں جیسے پہلے معبودانِ باطل کے سامنے جھکائے جاتے تھے۔

Marfat.com

آج پورا عالم اپنی وسعتوں کے باوجود، انسانوں کی کم ظرفی کے سبب تنگ ہو رہا ہے، کسی بھی انسان کو اپنے فوائد اور خواہشات نفس اور خود پرستی کے سوا اس کو کسی چیز سے دلچسپی نہیں ہے، تنگ نظر وطن پرست انسان دوسرے تمام انسانوں کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پھر اس زندگی کی رہی سہی وسعت کو اہل سیاست و حکومت نے تنگ کر دیا ہے جو زندگی کے تمام وسائل اور ذرائع معیشت پر قابض ہیں، نظام باطل کی نئی نئی بیڑیاں اور غلامی کی طوق عوام پر پڑتے جا رہے ہیں، ہر وقت نئے نئے ٹیکسوں کی بھر مار سے اور بیحد وحساب مہنگائی سے قحط جیسی صورت حال پیدا ہونے کا خطرہ بڑھ رہا ہے، بیرونی اور اندرونی جنگیں سروں پر منڈ لارہی ہیں، ہڑتالیں اور فسادات انسانی معاشرہ کا لازمہ بن گئے ہیں۔

عصر حاضر کی قوم پرستی، وطن پرستی، جمہوریت واشتراکیت وغیرہ اپنی ناروا تنگ نظری اور بے رحمی میں قدیم جاہلی نظاموں سے بھی بڑھی ہوئی ہیں۔ ان نظریات اور نظاموں سے اختلاف رکھنے کی سزا آج اس سے کہیں زیادہ سخت ہے، جتنی زمانہ سابق میں کسی مذہب یا عقیدے سے اختلاف کی تھی۔ ان حالات میں امت مسلمہ پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ دنیا کے سامنے حق کے گواہ بن کر کھڑے ہو جائیں اور اسلام کا عملی نظام پیش کر کے تمام اقوام عالم کو اس کی طرف دعوت دیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ: 143)

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔

عربی زبان میں لفظ وسط کا لغوی مفہوم اہل لغت نے یوں بیان کیا ہے وسط

Marfat.com

الشیء یعنی ہر چیز کی درمیانی جگہ کو وسط کہا جاتا ہے جو دو اطراف کے درمیان میں واقع ہو۔ اس کا دوسرا مطلب معتدل بھی لیا گیا ہے جس کا مطلب افراط و تفریط سے پاک ہونا ہے۔

امت وسط بنانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک اہم فریضہ یہ بھی عائد کیا ہے کہ تم تمام انسانوں پر حق کے گواہ بنو اور رسول اللہ ﷺ تم پر اس عمل کی ادائگی کے سلسلہ میں گواہی دیں۔

امت مسلمہ حق کی گواہی اس طرح دے گی کہ عالم انسانیت میں پہلے وہ خود اس کا ایک عملی نمونہ پیش کریں اور پھر دنیا میں عدل و قسط کا نظام عمل میں لانے کے لئے دنیا کے انسانوں کو اس کی طرف دعوت دیں اور ساتھ ہی وہ یہ ثابت کر دکھائیں کہ ان کے نظام اخلاق، معاشرت، سیاست اور اقتصادیات میں اعتدال ہے، توازن ہے اور عدل وانصاف ہے۔

امت مسلمہ کو امت وسط بنانے کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ امت نظام زندگی کی اس بیچ کی شاہراہ پر قائم ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ کھولی ہے جو ہدایت اور اخروی فلاح کی اصلی اور حقیقی شاہراہ ہے۔

اس سے پہلے اقوام عالم خصوصًا یہود و نصاریٰ نے اللہ کے نازل کردہ دین اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے، انہوں نے سیدھی شاہراہ کے بجائے فرقوں کی صورت میں پگڈنڈیاں نکال لیں اور وہ راہ حق سے دور جاپڑے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری امت مسلمہ کو امت وسط بنا کر ان کو دین اسلام کی شاہراہ (صراط مستقیم) پر چلنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی تمام انسانوں کو اس شاہراہ کی طرف دعوت دینے کا حکم فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

Marfat.com

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (سورۃ آل عمران: 110)

ترجمہ: (اے مؤمنو) اب دنیا میں تم وہ بہترین امت ہو، جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اہل کتاب اگر ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا۔ اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایمان لانے والے ہیں مگر ان کے زیادہ تر افراد نافرمان ہیں۔

Marfat.com

امت کا آئندہ لائحہ عمل

صدیوں پہلے کی بات ہے..... بظاہر کل کی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہادی برحق ﷺ نے تمہیں تسبیح کے دانوں کی طرح آپس میں پرو دیا تھا..... تم ایک دوسرے کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہونے کے بعد بھائی بھائی بن گئے تھے۔ اس طرح تم ایک ناقابل تسخیر قلعہ، ایک ناقابل شکست عزم ثابت ہوئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تم متحد اور مخلص تھے۔ تم ایک دوسرے پر رحم دل اور کفار پر سخت تھے۔ قبائلی، نسلی، علاقائی اور لسانی ہر طرح کی برتری اور تفریق تم پر حرام قرار دی گئی تھی۔

تمہیں یاد ہوگا کہ تم باطل کی قوتوں سے ٹکراتے تو انہیں ریزہ ریزہ کر دیتے۔

تمہیں یہ بھی یاد ہوگا کہ بڑے بڑے کج کلاہ تمہارے قدموں کی دھول تھے۔

لیکن اب یہ یادیں ہی تمہارا سرمایہ ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ تم رفتہ رفتہ خشک پتوں کی طرح ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ہو لیے اور تم باوجود اکثر ہونے کے سمندر کی جھاگ کی مانند بیٹھ گئے۔ اس لئے ہوا کے جھونکے اور سمندر کی لہریں تم کو لے اڑاتی رہیں اور تم کبھی ادھر کبھی اُدھر سرگردان نظر آتے ہو۔

باد سموم کے زہریلے جھونکے تمہیں اڑاتے رہے اور ایک دوسرے سے دور کرتے رہے حتیٰ کہ تم باہم دگر نبرد آزما ہوئے۔ کبھی اغیار کے بہکاوے میں آکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا بھی ہوئے۔ کبھی کفار کی دوستی پر اعتماد کرکے سب کچھ لٹا بیٹھے۔ تم بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ بننے کے بجائے اغیار کے اشاروں پر دھڑوں میں بٹ گئے۔

پھر یہ مسموم جھونکے آندھیاں بنے۔ پھر تم اتنے کمزور ہوئے کہ غیروں کا سہارا لئے بغیر چلنے کے قابل ہی نہ رہے۔ تم اس حد تک بے بصیرت ہو گئے کہ اپنے اور پرائے کو پہچان بھی نہ سکے۔ تم اتنے تباہ حال ہوئے کہ تم اغیار کی امداد کے سہارے پر

Marfat.com

جینے لگے۔ تم اتنے بے حس ہوئے کہ تم نے خود کو خیر امت سے گرا دیا۔

پھر یہ آندھیاں طوفان بن کر ابھریں۔ اس طوفان میں قبلہ اوّل تمہارے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ پھر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت مملکت پاکستان اغیار کی سازشوں سے تقسیم ہوگیا۔ کفر کی طاقتیں تمہاری ثالث ٹھیریں۔ دنیا کی مسلم قومیں ریاستیں جو لادینیت اور قوم پرستی کی شکار تھیں، ان واقعات پر غیر جانبدار بنی رہیں۔

یہ تسلیم کہ تاریخ کے اوراق، نام نہاد مہذب اقوام کے کارناموں اور قوم پرستی اور لادینی جمہوریت کے خون خوار پنجوں کی گرفت سے انسانی خون سے سرخ ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ سب کچھ ہمارے اپنے اعمال کا قدرتی نتیجہ ہی ہے، کیونکہ ہم نے کفران نعمت کیا۔ ہمیں تپتے ہوئے صحراؤں سے زر سیال ملا..... ہمارے سمندروں نے ساحلوں پر مرجان اور موتی لا پھینکے، ہمارے پہاڑوں نے یاقوت بدخشان اگلے..... لیکن ہم نے نہ سائنسی تحقیق و تجسس پر توجہ دی اور نہ ہی کوئی مشترکہ لائحہ عمل بنایا..... نہ کوئی عالمی اسلامی تنظیم بنائی جو عالم اسلام میں اسلام کے مکمل ضابطہ حیات کو جاری وساری کرنے کے لئے کوئی پروگرام بنا سکے..... نہ اسلحہ سازی کے کارخانے تعمیر کئے..... نہ طیارہ ساز فیکٹریاں بنائیں اور نہ ہم نے اسلامی ممالک میں مادی اور روحانی حفاظت کے قلعے تعمیر کیے۔

البتہ ہم نے اپنے حرم سراوں میں توسیع کی۔ آسائشوں کے حصول کی خاطر محلات تعمیر کیے۔ کروڑوں روپوں کے خرچ سے شکار گاہیں بنوائیں۔ دربار سجائے اور آپس میں ہی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ اسلحہ اور اناج سے لیکر مشوروں تک کے لئے ہمارے ہاتھ بھکاریوں کی طرح کفر و منافقت کی طاقتوں کے آگے پھیلتے رہے اور اب تک پھیل رہے ہیں۔

ہم جسے دوستی کا نام دیتے ہیں۔ طاقت اسے بھیک کا نام دیتی ہے۔

Marfat.com

ہم جسے بلاک کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ طاقت اسے مجبوریوں کی پناہ گاہ کہتی ہے۔

ہم جسے اپنی ناراضگی کہتے ہیں۔ طاقت اسے بچگانہ فعل قرار دیتی ہے۔

ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ ہم کدھر جا رہے ہیں؟ قائد کون ہے اور رہزن کون ہے؟ راہیں کدھر جا رہی ہیں اور منزل کہاں ہے۔ ہم بالکل بے بس ہو گئے ہیں اور یونہی چلتے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں کی طرح جو بجلی کی ہر چمک پر چند قدم چلتے ہیں اور پھر تاریکیوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس صورت حال کے حقیقی اسباب کیا ہیں؟ ہم یہ اسباب بھی اغیار سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن مجید کہتا ہے کہ میری طرف آؤ۔ میں تمہیں بتاؤں کہ تم نے کونسی غلطیاں کی ہیں، جن کی وجہ سے تم تباہ ہو گئے۔ میں تمہیں بتاؤں کہ تمہاری نجات کی راہ کونسی ہے، جس پر چل کر تم دنیا میں کامیاب اور سربلند اور آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہو۔

لیکن ہم ہیں کہ اس صدا کی طرف نہیں لپکتے۔ اگر بادل ناخواستہ آتے بھی ہیں تو ہمارا عملی رویہ منافقانہ ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل بھی اسی منافقت کا شکار ہو گئے تھے۔ وہ بھی اپنے جرم کی پاداشت میں ۴۰ برس تک وادی تیہ میں مارے مارے پھرتے رہے، مگر مسلمانوں کا جرم ۱۴ سو برس گذرنے کے باوجود اب تک معاف نہیں ہوا۔ کیونکہ مسلمان جب اپنے عملی نفاق کی وجہ سے بے بصیرت ہو گئے تو آج تک بے بصیرت اور راہِ گم کردہ ہیں۔ یہ بصیرت اور راہ ہدایت کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئے گی، جب تک ہم قرآن مجید کو ایک مکمل اور کلی حیثیت سے تسلیم نہیں کرینگے۔ قرآن مجید کا یہ اعلان ہے کہ اس کے اجزاء کو الگ الگ کر کے اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس

Marfat.com

کا نتیجہ دنیا میں گروہ بندیوں اور فرقوں کی صورت میں نکلتا ہے جو موجب تباہی ہی ہوتا ہے اور آخرت میں عذاب الیم کا باعث ہوتا ہے۔

اب ہمیں اپنے انفرادی خواہ اجتماعی رویوں کو منافقانہ کردار سے پاک کرنا ہوگا اور اس طرح اپنے مستقبل کو یقینی بنانا ہوگا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے قرآن مجید کی تعمیل کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کو من حیث الکل اپنا رہنما تسلیم کر لیں۔ یہ نہ ہو کہ اپنی مرضی سے اس کے بعض احکام تو لے لئے جائیں اور اس کے دوسرے احکام کو چھوڑ دیا جائے۔

اجزاء کی صورت میں ۱۴ سو برس سے دنیا بھر میں قرآن مجید کی صداقت کی روشنی پھیل رہی ہے حتیٰ کہ دشمن بھی اسے طوعاً و کرھاً تسلیم کر چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر اسلامی ملک سے لیکر اقوام عالم کے عالمی ادارے تک میں قرآنی قدروں اور اصولوں کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنے کو اصولی طور پر تمام مسلم ممالک کے دساتیر (Constitutions) میں تسلیم کیا گیا ہے، مگر اس کے باوجود ان کا عملی نظام سیکولر (لادینی) ہے۔ یہ طرز عمل مضحکہ خیز بھی ہے اور شرمناک بھی۔ قرآن کا لیبل لگانے سے قرآن مجید کی وہ حقیقی تعبیر نہیں ہو سکتی جو قرآن مجید اور صاحب قرآن مجید (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) ہم سے چاہتے ہیں۔ قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں حیات انفرادی اور حیات اجتماعی کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں ہے۔ اگر اس کا ایک جزو بھی ہمارے ایمان و عمل کے دائرے سے خارج ہو جائے تو کئی متعلقہ کڑیاں متزلزل اور متاثر ہو جاتی ہیں۔ خلافت راشدہ کے بعد ہم نے قرآن مجید سے بطور ضابطہ حیات اپنا رشتہ منقطع کر لیا تھا۔ لیکن اب پھر ہمیں اپنی سحر کے ڈانڈے قرآن مجید، سیرت سرور عالم اور تعامل خلفاء راشدین کے ساتھ ملانے ہیں تاکہ جدید سفر کی سمت درست ہو، لیکن سحر منتشر ٹکڑوں کی نہیں ہوتی، پورے افق کی

Marfat.com

ہوتی ہے۔ یہاں پھر قرآن مجید کی صدا کانوں میں گونج رہی ہے کہ :

اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرہ: 208)

یعنی اطاعت و تسلیم میں جہاں تک پہنچ سکتے ہو پہنچ جاؤ۔ اطاعت و تسلیم کو بحیثیت ایک کل کے اختیار کرو۔ اطاعت و تسلیم کی وادی میں بحیثیت ایک جماعت کے قدم رکھو۔ مگر اس مقصد اور عظیم سفر کے لئے نقطہ آغاز اور سمت سفر بھی شایان شان ہی ہونی چاہیئے اور درست بھی۔ وہ سمت سفر اسلام کے عدل اجتماعی کے مکمل احیاء کے سوا کوئی نہیں اور اس نظام عدل کا پورا نقشہ اور عملی نمونہ خلافت راشدہ کے نظام میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اس لئے ہمیں اسی عادلانہ میثاق کو اختیار کرنا ہے اور اس پر جینا ہے اور اس پر مرنا ہے۔

Marfat.com

علمائے دین کے لئے لمحہ فکریہ

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بشارت کے مطابق علمائے دین ہی انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں، انبیائے کرام کا ورثہ درہم و دینار نہیں، بلکہ ان کو کار نبوت کا وارث بنایا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جس دین حق کی دعوت دی اور جس دین مبین کو دنیا کے تمام نظاموں پر غالب فرمایا اور طاغوت کی خدائی کو ختم کرکے دنیا میں حاکمیت الٰہی قائم فرمائی، اب اس دین حق کو قائم رکھنا علمائے دین کا فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ دوسری طرف قرآن مجید اور پیغمبر اسلام نے اپنے بعد پوری امت مسلمہ کو متحد ہو کر قرآن مجید اور سنت نبوی کو پوری مضبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم فرمایا۔ اس سلسلہ میں ہر قسم کی تفرقہ اور گروہ بندی کو قطعی طور پر حرام اور معصیت قرار دیا گیا۔

لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ ملت اسلامیہ اختلاف اور انتشار کا شکار ہے اور ایک متحد امت کئی مذہبی فرقوں اور قومی ولسانی گروہوں میں تقسیم ہو کر اپنی قوت وشوکت کھو چکی ہے۔ علمائے کرام جن کو دینی قیادت کا منصب سونپا گیا تھا، وہ خود مسلمانوں میں تفرقہ وانتشار پیدا کرنے کے موجب بنے ہوئے ہیں۔

دنیا کی غیر مسلم قوتوں نے ملت اسلامیہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ بعض مسلم ممالک بھی ان کے حلیف بنے ہوئے ہیں۔ یہ غیر مسلم ممالک، مسلم ریاستوں کو قرضے اور اسلحہ دے کر ان میں اپنی تہذیب وتمدن کو فروغ دے رہے ہیں۔ مادیت کو دنیوی ترقی کا معیار بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور آخرت کی زندگی پر ایمان ویقین ختم کیا جا رہا ہے۔ فحاشی اور عریانی کو فروغ دے کر مسلمانوں کے اخلاقی اقدار کا ستیاناس کیا جا رہا ہے۔ مجموعی طور پر یورپ اور امریکہ مسلم دنیا کو جذبہ جہاد سے

Marfat.com

منحرف کر کے اسے منافق اور بزدل بنا رہے ہیں۔ آج اگر ان مسلم ممالک کے معاشروں کو دیکھا جائے، جو مغربی دنیا کے سب سے بڑے حلیف بنے ہوئے ہیں، تو ان کا حال یہی کچھ نظر آئے گا۔

امریکہ اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے مطابق، مسلمان ممالک کو ہڑپ کرنے کا پروگرام بنا چکا ہے۔ اس نے افغانستان پر اپنے خونی پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔ وہاں پر لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ افغانستان کے بعد اس کی نظریں اب پاکستان اور ایران پر لگی ہوئی ہیں اور اس کے بعد عرب ریاستیں اس کا ہدف ہیں۔ یہ مغربی ممالک اسرائیلی ریاست کی پشت پناہ بھی ہیں۔ ان کی وجہ سے ہی قبلہ اوّل مسلمانوں سے چھینا جا چکا ہے۔ خود اسرائیل کی نظریں دوسرے مقامات مقدسہ پر لگی ہوئی ہیں۔ ان کا ہدف مدینہ منورہ اور بیت اللہ ہے۔ ان حالات میں جبکہ عالمی کفر پوری ملت اسلامیہ کو خوفناک عزائم کے ساتھ ملیا میٹ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا ہے اور ہمارے مسلمان حکمران اور ریاستیں بھی دانستہ یا نادانستہ ان قوتوں کی آلہ کار بنی ہوئی ہیں۔ اس صورت حال میں ہمارے فرائض کیا ہیں؟ علمائے دین کے فرائض کیا ہیں؟ نیز پوری امت مسلمہ کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا کفر کی قوتوں کو جو غلبہ و تسلط حاصل ہو رہا ہے، وہ باقی رہنا چاہئے؟ کیا ملت اسلامیہ کو خواب غفلت سے بیدار کر کے جذبہ جہاد سے سرشار کرنے کا وقت نہیں آیا؟ کیا علمائے حق کے لئے گروہ بندی اور فرقہ واریت کو چھوڑ کر امت مسلمہ کی قیادت کرنے کا لمحہ نہیں آیا؟

کیا علمائے دین اب بھی سُنی، شیعہ، دیو بندی، بریلوی، مقلد اور غیر مقلد گروہوں میں بٹے رہیں گے اور آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں گے اور اپنے اپنے فرقوں کی حمایت میں جلسے اور مناظرے کی مجالس منعقد کر کے مسلمہ امہ کو تقسیم در تقسیم کرتے رہنے کا عمل جاری رکھیں گے؟ کیا علمائے کرام کو اس بات کا شعور نہیں کہ کفر دنیا میں غلبہ حاصل کر رہا ہے اور دنیا سے اسلام کے باقی ماندہ آثار و اقتدار مٹانے کی تہیہ

Marfat.com

کر چکا ہے۔ لیکن علمائے کرام اب بھی اپنی "انا" کی خاطر اختلافی وفروعی مسائل پر اپنی خطابت کا جادو جگانے میں مصروف ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ علمائے کرام تمام مسلمانوں کو متحد اور منظم کر دیں اور کفر کے مقابلہ کے لئے ان کے اندر ایمان کی حرارت اور جہاد کا جذبہ پیدا کر دیں اور پوری دنیا میں اسلامی انقلاب اور حاکمیت الٰہیہ کے لئے امت کی قیادت کریں۔ یہاں تک کہ پوری دنیا سے کفر اور ظلم کا غلبہ ختم ہو جائے اور دین حق (اسلام) دنیا کے تمام نظاموں پر غالب آجائے۔

علمائے کرام کی خدمت میں ضروری گزارشات:

سب فرقوں کے تمام علمائے کرام اور عوام کو بار بار یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ امت مسلمہ میں اتحاد کی آج جتنی ضرورت ہے، اتنی پہلے کبھی نہیں تھی اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ اس اتحاد میں مسلسل دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور گذرنے والے ہر دن کے ساتھ اتحاد امت کی ضرورت پہلے سے زیادہ شدید ہوتی چلی جارہی ہے۔

لیکن اس وقت پوری مسلم دنیا میں سیاسی طور پر اور پاکستان میں خصوصاً دینی حوالے سے جس نفاق، نااتفاقی، گروہ بندی اور فرقہ وارانہ تعصب کا مظاہرہ ہو رہا ہے، وہ عالم اسلام کو تباہی کی طرف لے جارہا ہے۔ یہ ایسی تباہی ہے، جس کے بعد امت مسلمہ اور عالم اسلام کا برقرار رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اتحاد واتفاق کی ضرورت واہمیت سے کسی کو انکار کی ہمت بھی نہیں بلکہ ہر شخص اس کا پرچارک نظر آتا ہے، مگر جب عمل کی بات آتی ہے تو تنکا تک نہیں توڑا جاتا، چنانچہ اس کے نتائج پوری امت مسلمہ بھگت رہی ہے۔

اگر مسلم امہ میں اتحاد واتفاق ہوتا تو یوں فلسطینی بے گھر نہ ہوتے، عالم عرب گروہوں میں تقسیم نہ ہوتا، ایران وعراق کی جنگ نہ ہوتی، افغانستان پر امریکی وروسی قبضہ نہ ہوتا، بھارت خصوصاً کشمیر کے مسلمانوں کا خون ارزاں نہ ہوتا اور ان

Marfat.com

سب سے بڑھ کر پاکستان میں جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اور جہاں اسلامی نظام نافذ کرنے کا عہد کیا گیا تھا، وہاں آج دیو بندی و بریلوی، وہابی واہل حدیث، شیعہ اور سنی کے نعرے نہ لگ رہے ہوتے، اور نہ آج یہاں پنجابی وسندھی پختون وبلوچ مقامی وغیر مقامی کی باتیں ہو رہی ہوتیں۔

یہ سب کچھ محض اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم اپنا اصل سبق فراموش کر بیٹھے ہیں۔ وہ سبق جو ہمیں اللہ کی کتاب اور اس کے آخری رسول مقبول ﷺ نے دیا تھا کہ تم سب ایک امت ہو، تم میں عجمی، عربی، کالے اور گورے کی تفریق ختم کر دی گئی ہے۔

در حقیقت مسلم امہ کا متحد رہنا کوئی بڑی بات نہیں، کیونکہ تمام مسلمانوں کا اللہ ایک، رسول ایک، قبلہ ایک اور قرآن مجید ایک ہے۔ سوائے قادیانی مرتدوں کے، تمام مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے (سوائے تشریح اور تعبیر کے اختلاف کے) تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں۔

مسلمانوں کو متحد اور متفق رکھنے کی سب سے بڑی ذمہ داری علمائے کرام پر عائد ہوتی ہے، جو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، مگر بدقسمتی سے انہی علماء میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بجائے اتحاد واتفاق کے تفرقہ اور نفاق کا درس دیتے ہیں اور معمولی معمولی فروعی مسائل کو محض ذاتی مفاد کی خاطر بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ ایک دوسرے پر کفر وشرک وبدعت کے فتوے لگاتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے عام مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ مسلمانوں کے مختلف مسلکوں میں اگر کچھ اختلافات ہیں تو وہ علمی نوعیت کے ہیں۔ یہ اختلافات پہلے سے موجود تھے، لیکن فرقہ واریت نہیں تھی، لہٰذا ان اختلافات کو علماء تک ہی محدود رہنا چاہئے نہ کہ ان پر سر عام مناظرے کرکے عام مسلمانوں میں سر پھٹول کرایا جائے۔ اس وقت پاکستان میں

Marfat.com

متعدد دینی جماعتیں ایسی بھی ہیں جو ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے عملی جدو جہد کر رہی ہیں، مگر ان کے درمیان مسلکوں کی بنیاد پر اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے وہ آپس میں متحد و منظم ہو کر اسلامی نظام کے لئے تحریک چلانے میں ناکام رہتی آئی ہیں۔ چند برس پیشتر مخلص علماء کی جدو جہد سے ان جماعتوں میں اتحاد قائم ہوا تھا۔ اس اتحاد کی برکت سے ان جماعتوں کو ملک کے عام انتخابات میں سب سے بڑی اور تاریخی کامیابی حاصل ہوئی تھی اور اس اتحاد کی برکت سے ملک کے دو صوبوں بلوچستان اور سرحد میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے فضا ساز گار ہو چکی تھی۔ لیکن وائے افسوس کہ یہ ساری کامیابی ہماری ناعاقبت اندیشی اور غیروں کی سازشوں کی وجہ سے ناکامی سے ہمکنار ہو گئی اور کچھ لوگوں نے اپنے ذاتی مفادات کو ترجیح دے کر اس اتحاد کو ناکام بنا دیا، مگر یہ صورت حال ملک کے لئے ہر گز سود مند ثابت نہیں ہوئی، جبکہ اس وقت ملک کی سالمیت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ دشمن ہمارے گھر میں داخل ہو چکا ہے لہٰذا ہمیں تمام سیاسی و مسلکی اختلافات کو بھلا کر پاکستان کی بقا و سلامتی اور نفاذ اسلام کے لئے باہم متحد و متفق ہو کر جدو جہد کرنی چاہئے۔

Marfat.com

خون جگر سے لکھی ہوئی اختتامی معروضات

آج کے اس پر فتن دور میں اسلامی ممالک خصوصاً پاکستان انتہائی خطرناک اور نازک دور سے گذر رہا ہے۔ دنیا کی غیر مسلم ظالم وجابر قوتیں مسلم امہ کو نیست ونابود کرنا چاہتی ہیں، خصوصاً سرخ و سفید سامراج، یہود وہنود تو مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں۔ اس آسمان کے نیچے سب سے زیادہ مظالم اللہ جل شانہ اور اس کے حبیب ﷺ کے نام لیواؤں پر ڈھائے جا رہے ہیں۔ اس کا مظاہرہ عراق، افغانستان فلسطین اور کشمیر میں ہو رہا ہے۔ مسلمان آج کسی نجات دھندہ کی راہ تک رہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس پر یہود کا تسلط ہے۔ بھارت میں آئے دن خون مسلم سے ہولی کھیلی جارہی ہے۔ افغانستان میں تو درندگی ووحشت اور بربیت کی انتہا ہو گئی ہے۔ افغانستان پر قبضہ کرتے وقت لاکھوں افغانیوں کو شہید کیا گیا، لاکھوں بے گھر ہو کر مہاجر بن گئے۔ ہزاروں کو امریکی جیلوں میں نظر بند کر لیا گیا ہے۔ اب تک ہزاروں بوڑھے بچے اور نوجوان عورتیں اور مرد دَر دَر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ہزاروں سر فروش مجاہدین غاصبین کے خلاف تاریخ انسانی کی ایک بہت بڑی اور بہت بے نظیر جنگ لڑ رہے ہیں اور یہی صورت حال بعینہٖ عراق میں نظر آ رہی ہے، جہاں پر تاریخ کا عظیم سانحہ ہو چکا ہے، جبکہ وہاں پر عراق کے حکمران صدر صدام کو غیر مسلم قابض حکمرانوں نے بر سر عام پھانسی پر لٹکا دیا۔ دہلی اور واشنگٹن میں پاکستان کے خلاف گٹھ جوڑ اور سازشیں ہو رہی ہیں۔ ہم ہر طرف سے دشمن کے نرغہ میں ہیں۔ اندرونی طور پر دشمنوں کے ایجنٹ، ملک و ملت کے غدار، وطن فروش منافقین بڑے سر گرم اور متحرک نظر آ رہے ہیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا، مگر افسوس یہ ہے کہ جب یہاں نفاذ اسلام کے لئے کوئی جدو جہد ہوتی ہے تو اسے اس ملک کے بعض

Marfat.com

سیاستدان، لیڈر صاحبان، علمائے سوء، قادیانی اور کمیونسٹ ناکام بنا دیتے ہیں۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم خود دشمن کی سازشوں کو دانستہ اور نادانستہ طور پر تقویت پہنچا رہے ہیں۔ یہ کتنی بڑی تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں ملک وملت کے غدار آئے دن تخریب کاری کرتے رہتے ہیں، جس سے ہماری مساجد تک بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اس سے بڑا سانحہ یہ ہے کہ اسلام کے علمبرداروں اور دینی حلقوں میں دن بہ دن اختلاف وانتشار خوفناک حد تک بڑھتا جا رہا ہے۔ علماء ومشائخ اور خطیب حضرات ایک دوسرے کے مقابلے میں یوں تقریریں کرتے رہتے ہیں، جیسے کوئی ابدی دشمن ہیں۔ دینی مدارس سے تعلیم دی جا رہی ہو یا مساجد میں خطبہ، دینی محفل یا کوئی دینی کانفرنس ہو، وہاں فروعی واختلافی مسائل کا ذکر اس شدت سے کیا جاتا ہے، جیسے ملت اسلامیہ کو اس سے سب سے بڑا خطرہ رونما ہونے والا ہے، جبکہ حقیقی اقتصادی، معاشی اور معاشرتی مسائل کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کفار کی سازشوں کا کوئی ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ کام علمائے کرام اور خطیب حضرات کا ہے کہ وہ قوم کو حقیقی خطرات سے خبردار کریں اور ان کے دفاع کے لئے تیار کریں اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے متحدہ عملی جدو جہد کریں اور اس کے لئے عام مسلمانوں کو تیار کریں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ منبر رسول ﷺ کو فرقیواریت کے لئے تو استعمال کیا جا رہا ہے مگر پاکستان میں موجودہ سامراج دشمن عناصر، چوروں، ڈاکوؤں، راشی سرکاری ملازموں، زانیوں، شرابیوں کے خلاف کوئی محاذ کیوں نہیں بناتے، ان کو بے نقاب کر کے کیفر کردار تک پہچانے کا فریضہ کیوں سرانجام نہیں دیتے۔ پاکستان میں ایسے بیشمار لوگ موجود ہیں جو غیر ملکی اداروں اور حکومتوں کے زرخرید ایجنٹ ہیں، ان کے نام مسلمانوں کی طرح ہیں، ورنہ ان کا دین واخلاق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ لوگ پیدائشی مسلمان ہیں، مگر اسلام کو غیر ملکی مذہب سمجھتے ہیں اور مسلمان فاتحین کو

Marfat.com

غاصب اور ظالم قرار دیتے ہیں۔ وہ حضرات یہ بات صاف طور پر برملا کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے لئے قائم نہیں ہوا بلکہ یہ ملک فقط معاشی بہبود کے لئے وجود میں لایا گیا تھا۔ یہ لوگ اسلام کا مذاق اڑانے سے بھی گریز نہیں کرتے اور اسلام کے خلاف ہر تحریک اور نظریہ کی تائید وحمایت کرتے رہتے ہیں۔ آخر ہمارے علمائے کرام ایسے لوگوں کے خلاف سینہ سپر کیوں نہیں ہوتے اور اپنی طاقت صرف اپنوں کے گلے کاٹنے پر کیوں صرف کرتے ہیں؟ جبکہ ہم سنی، شیعہ، دیوبندی بریلوی، مقلد، وغیر مقلد سب مسلمان تو ہیں۔ پھر اپنوں سے یہ جنگ کیوں لڑی جارہی ہے۔ یاد رکھئے خدانخواستہ، خدانخواستہ اگر غیر ملکی دشمن نے ملک پر قبضہ کر لیا تو وہ کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ شیعہ سنی، دیوبندی بریلوی، مقلد وغیر مقلد کی تمیز نہیں کرے گا۔ تاریخ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، جن کا تذکرہ اس کتاب کے متعلقہ باب میں آچکا ہے۔ سمرقند وبخارا بغداد واندلس کی خونی داستانیں تاریخ کے سینہ میں اب تک محفوظ ہیں۔ ہندوستان کی تقسیم کے وقت جب مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا، دس سے پندرہ لاکھ مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا تھا، ہر کلمہ گو مسلمان مرد خواہ عورت پر وہ ظلم ڈھایا گیا، جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اس وقت یہ نہ دیکھا گیا کہ یہ مسلمان مسلم لیگی ہے یا کانگریسی ہے۔ ہر کلمہ گو کو خواہ وہ سنی تھا یا شیعہ، حنفی تھا یا اہل حدیث، دیوبندی تھا یا بریلوی، چشتی تھا یا قادری، احراری تھا یا خاکسار، جو بھی ہتھے چڑھا، بیدردی کے ساتھ ذبح کر دیا گیا۔ یہ سب باتیں ہم بالکل بھول چکے ہیں۔ ان واقعات سے کوئی سبق تک نہیں سیکھا، دوستوں اور دشمنوں کو پہچان نہ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حالت پر رحم فرمائے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں بھی جاتا رہا

Marfat.com

آخری گزارش:

اس مختصر کتاب میں نہایت اخلاص اور امت مسلمہ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے حقائق اور علمی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ اہل علم اس جذبہ کی قدر فرمائیں گے اور امت کے اتحاد واتفاق کے فروغ کے لئے عملی جدو جہد فرمائیں گے۔ کتاب میں موجودہ فرقیواریت کی صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے اسباب ونتائج بیان کئے گئے ہیں۔ فرقہ وارانہ تعصّبات اور گروہ بندیوں کے نقصانات کا جو ذکر کیا گیا ہے، اس میں کسی مبالغہ سے کام نہیں لیا گیا۔ اور اس کے ساتھ قرآن مجید اور احادیث نبوی میں اس بارے میں جو تنبیہات آئی ہیں، ان کا ذکر مکمل حوالوں سے کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کاوش مسلمانوں کے لئے اطمنیان بخش ثابت ہوگی۔ اصحاب علم و فضل سے گذارش ہے کہ اگر وہ میرے ذکر کردہ تجزیہ، اسباب ونتائج سے متفق نہیں ہیں تو وہ برائے کرم امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ فرمادیں اور اگر وہ موجودہ حالات سے مطمئن نہیں ہیں تو برائے کرم اصلاح احوال کے لئے قرآن مجید واحادیث نبوی سے اس کی اصلاح کے لئے کوئی حل تجویز فرمادیں۔

Marfat.com

فرقہ واریت کے خلاف مقتدر علمائے کرام کے آراء ونصائح مسلمانوں کو امت بننے کی دعوت

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ امیر تبلیغی جماعت (انڈیا)

یہ خطاب حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے اپنے وصال سے تین دن پہلے ۳۰ مارچ ۱۹۶۵ء منگل کے دن بعد نماز فجر رائیونڈ میں ایک اہم تقریر فرمائی۔ یہ آپ کی زندگی کی ایک اہم اور آخری تقریر تھی۔ ان کی تقریر کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔

دیکھو میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ساری رات مجھے نیند نہیں آئی۔ اس کے باوجود ضروری سمجھ کر بول رہا ہوں۔ جو سمجھ کر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے چمکائے گا، ورنہ وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔

پھر فرمایا یہ امت بڑی مشقت سے بنی ہے۔ اس کو امت بنانے میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوششیں کی ہیں کہ مسلمان ایک امت نہ رہیں۔ بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔ اب مسلمان اپنا امت پنا (یعنے امت ہونے کی صفت) کھو چکے ہیں۔ جب تک یہ ایک امت بنے ہوئے تھے، چند لاکھ مسلمان ساری دنیا پر بھاری تھے۔ (اس وقت تک مدینہ منورہ میں) ایک پکا مکان نہیں تھا۔ مسجد نبوی تک پکی نہیں تھی۔ مسجد میں چراغ تک نہیں جلتا تھا۔ مسجد نبوی میں ہجرت کے نویں سال چراغ جلا۔ سب سے پہلے چراغ جلانے والے صحابی حضرت تمیم داریؓ ہیں۔ وہ ۹ ہجری میں اسلام لائے ہیں اور ۹ ہجری تک قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ مختلف قومیں، مختلف زبانیں، مختلف قبیلے ایک امت بن چکے تھے۔ پھر یہ امت دنیا میں اٹھی جدھر

Marfat.com

کو نکلے، ملکوں کے ملک ان کے پیروں میں گرے۔ یہ امت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنی وطن اور اپنی زبان کا حامی نہ تھا۔ مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا۔ بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور رسول ﷺ کیا فرماتے ہیں۔ امت جب ہی بنی ہے، جب اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حکم کے مقابلے میں دوسرے سارے رشتے اور تعلقات کٹ جائیں۔ جب مسلمان ایک امت تھے، تو ایک مسلمان کے قتل ہو جانے سے ساری امت ہل جاتی تھی۔ اب ہزاروں لاکھوں کے گلے کٹتے ہیں تو کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ امت کسی ایک قوم اور ایک علاقے کے رہنے والوں کا نام نہیں، بلکہ سیکڑوں اور ہزاروں قوموں سے جڑ کر ایک امت بنی ہے۔ جو کسی ایک قوم کے علاقے کو اپنا سمجھتا ہے اور دوسرے کو غیر سمجھتا ہے وہ امت کو ذبح کرتا ہے۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور وہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام کی محنتوں پر پانی پھیرتا ہے۔ امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہلے خود ہم نے ذبح کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی امت کو کاٹا ہے۔ اگر مسلمان اب پھر ایک امت بن جائیں تو دنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر ان کا بال بیکا نہیں کر سکیں گی۔ ایٹم بم اور راکٹ بھی اس کو ختم نہیں کر سکیں گے۔ لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم امت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں بھی تم کو نہیں بچا سکیں گی۔ مسلمان ساری دنیا میں اس لئے پٹ رہا ہے اور مر رہا ہے کہ اس نے امت پنے کو ختم کر کے حضور ﷺ کی قربانی پر پانی پھیر دیا ہے۔ میں یہ دل کے غم کی باتیں کہہ رہا ہوں۔ ساری تباہی اس وجہ سے ہے کہ امت، امت نہیں رہی بلکہ یہ بھی بھول گئے کہ امت کیا ہے اور حضور ﷺ نے کس طرح امت بنائی تھی؟ امت ہونے کے لئے اور مسلمانوں کے ساتھ اللہ کی مدد ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ

Marfat.com

مسلمانوں میں نماز ہو، ذکر ہو، مدرسہ ہو، مدرسہ کی تعلیم ہو، حضرت علیؓ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی، ایسا ذاکر تھا کہ جب اس کو قتل کرتے وقت غصے میں بھرے لوگوں نے اس کی زبان کاٹنی چاہی تو اس نے کہا کہ سب کچھ کرو، لیکن میری زبان مت کاٹو تاکہ زندگی کی آخری سانس تک میں اس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہوں۔اس کے باوجود حضور ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کا قاتل میری امت کا سب سے زیادہ شقی اور بدبخت ترین آدمی ہوگا۔ مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل اور فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی، حالانکہ انہوں نے اکبر کو گمراہ کرکے دین کو برباد کیا تھا۔ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے۔ وہ جب سرحدی علاقہ میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان کو بڑا بنالیا تو پھر وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دل میں یہ بات آگئی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ ہیں ان کی بات یہاں کیوں چلے۔ انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی۔ان کے کتنے ساتھی شہید کردیئے گئے اور اس طرح خود مسلمانوں نے علاقائی بنیاد پر امت پنے کو توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا یہ خدا کا عذاب تھا۔ امت جب بنے گی جب امت کے تمام طبقے بلا تفریق اس کام میں لگ جائیں جو حضور ﷺ دے کر گئے ہیں اور یاد رکھو! امت پنے کو توڑنے والی چیزیں معاشرت اور معاملات کی خرابیاں ہیں۔ ایک فرد یا ایک طبقہ جب دوسرے مسلمان کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتا ہے اور اس کا پورا حق اس کو نہیں دیتا یا اس کو تکلیف دیتا ہے یا اس کی تحقیر کرتا ہے اور بے عزتی کرتا ہے تو تفریق پیدا ہوتی ہے اور امت پنا ٹوٹتا ہے، اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ صرف کلمے اور تسبیح سے امت نہیں بنے گی۔ امت معاملات اور معاشرت کی اصلاح سے اور سب کا حق ادا کرنے سے بنے گی۔جب دوسرے مسلمانوں کے لئے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان

Marfat.com

کیا جائے۔ حضور ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اور اپنے اوپر تکلیفیں جھیل کر امت کو امت بنایا تھا۔ حضرت عمر کے دور میں ایک دن لاکھوں کروڑوں روپے مال غنیمت آیا۔ ان کی تقسیم کا مشورہ ہوا۔ اس طرح حضرت عمر کے اقارب تیسرے نمبر پر آئے۔ مگر حضرت عمر نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا جو آنحضور ﷺ کے زیادہ قریب ہوں، ان کو زیادہ دیا جائے۔ اس حساب سے حضرت عمر کا قبیلہ بہت پیچھے ہو گیا اور اس کا حصہ بہت کم ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلے کو بہت پیچھے ڈال دیا۔ اس طرح بنی تھی یہ امت۔ امت بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں جوڑ (اتحاد) ہو، پھوٹ (تفریق) نہ ہو۔ حضور ﷺ کی حدیث کا ایک مضمون ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا جس نے دنیا میں نماز روزہ حج اور تبلیغ سب کچھ کیا ہو گا مگر وہ عذاب میں ڈالا جائے گا کیونکہ اس کی کسی بات نے امت میں تفریق ڈالی ہو گی۔ اس سے کہا جائے گا کہ پہلے اپنے ان الفاظ کی سزا بھگت لے جس کی وجہ سے امت کو نقصان پہنچا اور ایک دوسرا آدمی ایسا ہو گا جس کے پاس نماز، روزہ، حج کی بہت کمی ہو گی اور وہ خدا کے عذاب سے بہت ڈرتا ہو گا، مگر اسے بہت ثواب سے نوازا جائے گا۔ وہ خود پوچھے گا کہ یہ کرم میرے کسی عمل کی وجہ سے ہے اس کو بتایا جائے گا کہ تو نے فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے امت میں پیدا ہونے والا ایک فساد رک گیا اور بجائے توڑنے کے جوڑ پیدا ہو گیا یہ سب تیرے ان الفاظ کا صلہ اور ثواب ہے۔ امت کے بنانے اور بگاڑنے، توڑنے اور جوڑنے میں سب سے زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے یہ زبان دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے۔ زبان سے ایک بات غلط اور فساد کی نکل جاتی ہے تو اس پر لاٹھی چل جاتی ہے اور فساد کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک بات جوڑ پیدا کرتی ہے اور یہ پھٹے ہوئے دلوں کو ملا دیتی ہے اس لئے سب سے

Marfat.com

زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ زبانوں پر قابو ہو یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب بندہ ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر جگہ اس کے ساتھ ہے اور اس کی ہر بات کو سن رہا ہے مدینہ منورہ میں انصار کے دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ان میں پشتوں سے عداوت اور لڑائی چلی آ رہی تھی۔ حضور ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے اور انصار کو اسلام کی توفیق ملی تو اسلام کی برکت سے ان کی پشتوں سے جاری لڑائیاں ختم ہو گئیں اور وہ شیر و شکر ہو گئے ایک مجلس میں جس میں دونوں قبیلوں کے آدمی موجود تھے اس وقت ایک سازشی نے ان قبیلوں کی پرانی لڑائیوں سے متعلق کچھ شعر پڑھ کر ان میں اشتعال پیدا کر دیا۔ پہلے تو زبانیں ایک دوسرے کے خلاف چلیں پھر دونوں سے ہتھیار نکل آئے حضور ﷺ سے کسی نے جا کر کہا آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کرو گے؟ آپ نے مختصر مگر درد سے بھرا خطبہ دیا تو دونوں فریقوں نے محسوس کر لیا کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا، دونوں روئے اور گلے ملے دین کی ساری چیزیں (تعلیمات) جوڑنے والی ہیں نمازیں جوڑ ہیں، روزہ میں جوڑ ہے، حج میں قوموں ملکوں اور تمام زبانون کا جوڑ ہے۔ تعلیم کے حلقے جوڑنے والے ہیں۔ مسلمانوں کا اکرام اور باہم محبت اور تحفے و تحائف کا لین دین یہ سب جوڑنے والی اور جنت میں لے جانے والی چیزیں ہیں۔ آج ساری دنیا میں امت پنا توڑنے کی محنت ہو رہی ہے۔ یہ امت حضور ﷺ کے خون اور فاقون سے بنی تھی۔ اب ہم معمولی معمولی باتوں پر امت کو توڑ رہے ہیں۔ یاد رکھو نماز جمعہ چھوڑنے پر بھی اتنی پکڑ نہیں ہو گی، جتنی امت کو توڑنے پر ہو گی۔ اگر مسلمانوں میں امت پنا (اتحاد) آ جائے، تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہونگے۔ روس اور امریکہ کی طاقتیں بھی ان کے سامنے جھکیں گی۔ اپنے نفسوں اور اپنی ذاتوں کو قربان کیا جائے تو امت بنے گی اور امت بنے گی تو عزت حاصل کرے

Marfat.com

گی۔ عزت اور ذلت روس اور امریکہ کے نقش قدم میں نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالی کے ہاں اصول و ضابطے ہیں۔ یہودی نبیوں کی اولاد ہیں۔ انہوں نے اصول توڑے تو اللہ تعالی نے ٹھوکر مار کر ان کو توڑ دیا۔ صحابہ کرام بت پرستوں کی اولاد تھے، انہوں نے اصول اختیار کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چمکا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رشتہ داری کسی سے نہیں ہے۔ اس کے ہاں اصول اور ضابطے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

(اہل الحدیث)

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝﴾ (سورۃ الروم آیت 31- 32)

"اور نماز قائم رکھنا، اور ان مشرکوں سے کبھی نہ بننا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ ہو گئے اور ہر فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے۔"

مولانا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو تفرقہ کرنے سے سخت ممانعت کی گئی ہے اور قرآن مجید میں دوسرے مواقع پر اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے جہاں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (سورۃ الانعام رکوع 7 پارہ 8)

"یعنی جو لوگ دین میں تفرقے ڈال کر گروہ گروہ بن گئے ہیں، ای نبی! تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا کام خدا کے سپرد ہے۔ وہی ان کے اعمال کا پتہ بتلادے گا۔"

اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک آیات اور احادیث ہیں، جن میں تفرقہ سے سخت

Marfat.com

منع ہے اور اتحاد و اتفاق کی بڑی تاکید ہے۔ اسرار شریعت پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوتی ہے کہ تفرقہ پر جس قدر ناراضگی ہے (وہ) کسی فعل پر نہیں۔ غور طلب بات ہے کہ اتفاق کی معنٰی کیا ہیں اور تفرقہ کیا ہے؟ کیا یہ معنٰی ہیں کہ جو کسی ایک عالم کی کسی مسئلہ میں رائے ہو، وہی کل جہاں کے مسلمانوں کی ہو؟ سر مو اس میں کسی کو اختلاف نہ ہو۔ یہ تو ہر گز نہیں ہو سکتا۔ اس زمانے کو تو جانے دیجئے مسلمانوں کے اول طبقہ میں بھی اس کا ظہور نہیں ہو سکا۔ ایک صحابی کی تحقیق ایک مسئلہ میں کچھ ہے دوسرے کی کچھ، بلکہ سچ پوچھئے تو آج جن مسائل میں وہ اسی اختلاف پر متفرع ہے جو صحابہ کرام کے مابین تھا۔ (مگر) اب اس کو مزید جلادی گئی ہے۔

اسلامی تاریخ پر غور کرنے سے یہ امر یقین کے درجے تک پہنچتا ہے کہ گو صحابہ کرام میں بھی اختلاف تھا، مگر اس اختلاف نے ان پر یہ اثر نہ کیا تھا کہ تفریق کے درجے پر پہنچتے بلکہ وہ باوجود اختلاف کے سب ایک ہی قوم اور ملت تھے۔ اس طرح کے اختلاف کا اثر حدیث نبوی میں رحمت سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے اختلاف امتی رحمۃ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے)۔ مختصر یہ کہ اختلاف رائے اور چیز ہے اور تفریق اور چیز۔ تفریق نام ہے فرقہ بندی کا، اور اختلاف رائے نام ہے تحقیق علمی کا۔ ہم کو چاہئے تھا کہ ہم تمام لوگ پکے مسلمان ہوتے اور اسلام ہمارا دین ہوتا، کسی قسم کی تفریق مذہبی ہم میں نہ ہوتی۔ اختلاف رائے کو اپنی حد پر رکھتے۔ جیسا پہلے طبقے کے لوگوں (صحابہ کرامؓ) میں دستور تھا۔

ملاحظہ ہو تفسیر ثنائی ص 488، 495

مطبوعہ ثنائی اکادمی لاہور

Marfat.com

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ نفسانیت کا وہ کھیل ہے، جو ہمیشہ اپنا تماشا دکھاتا رہا ہے۔ ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی۔ تاریخ عالم اور تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والے کی بات سن لیجئے اور اس کو اپنے دل ودماغ میں امانت رکھ لیجئے کہ ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی، ہم نے صرف اپنے اندرونی اختلافات سے ہی شکست کھائی ہے۔ اسی نفسانیت کی بدولت ہم نے سلطنتیں کھوئیں، ہمارے ملکوں کے چراغ گل ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کو پورے پورے ملکوں سے خارج کر دیا گیا۔

(فرقہ بندی امت کا نقصان ص ۱۲)

علامہ عنایت اللہ خان مشرقیؒ

دور اوّل کا مسلمان نہ حنفی تھا، نہ مالکی، نہ حنبلی تھا، نہ اہلحدیث، نہ سنی تھا، نہ شیعہ، وہ صرف مسلم اور مطیع تھا۔ یہ سب گروہ بعد میں بنے۔ خود لوگوں نے بنائے۔ امام ابو حنیفہؒ رسول اللہ ﷺ کے ایک سو کئی برس بعد میں آئے، مگر انہوں نے کبھی نہ کہا کہ میری فقہ کے پیچھے لگ کر فرقہ بند ہو جاؤ۔ نہ احمد بن حنبلؒ نے ایسا کہا۔ صحابہ کرام کی طرح مسلمان بنو۔ صحابہ کرام اور رسول خدا ﷺ کی طرح اسلام کو محبت، قوت اور غلبہ کی بنیاد بنا دو۔ یاد رکھو صحیح طریقہ صحابہ کرام کا تھا۔ وہی اصلی اور سچا اسلام تھا جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے مبارک ہاتھوں سے رائج ہوا۔ کسی مسلمان کو اس کی مجال نہیں کہ وہ ان کے اسلام کو غلط کہہ سکے اور کسی کو طاقت نہیں کہ قرآن کریم میں سے فرقہ بندی کی حمایت میں کوئی آیت پیش کر سکے۔ (خطبات لکھنو ۱۹۴۹

Marfat.com

ء بحوالہ فرقہ بندی امت کا نقصان ص ۲۸)

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

مولانا حکیم آزاد شیرازی فرماتے ہیں کہ حضرت احمد علی لاہوری اتحاد بین المسلمین کے خلوص دل سے خواہاں تھے اور اس کے لئے عملی جدوجہد میں بھی مصروف رہے، جس کا بڑا ثبوت یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہنے کے بجائے حنفی کہا کرتے تھے۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۲ جون ۱۹۷۳ء)

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

میں نے اتحاد ملت کے کئی روح پرور نظارے دیکھے ہیں۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ، ان تحریکوں میں امت محمدیہ ﷺ نے جس ربط ضبط اور ایثار وقربانی کا ثبوت دیا، وہ ہماری تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جوں ہی متحدہ مقصد نگاہوں سے اوجھل ہوا، تو مسلمان باہم دگر الجھ کر مکابرہ ومناظرہ کے دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔ آج کل ہر طرف سے امت مسلمہ اعداء ومعاندین اسلام کے نرغے میں ہیں اور نوے کروڑ ہوتے ہوئے بھی بے اثر ہے تو امت کے دردمند طبقات نے اتحاد کی دعوت دینی شروع کی۔ یہ دعوت ایک ایسے خادم ملت کی طرف سے پیش کی جارہی ہے جس نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک بحالی جمہوریت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا، اور تمام مکاتب فکر کے اکابر کے ساتھ بے مثال ربط ضبط، اخوت ومحبت اور ایثار واعتماد کا مظاہرہ کیا۔ میں تمام علمائے کرام، بزرگان دین سے عقیدت رکھنے والوں سے

Marfat.com

درخواست کرتا ہوں کہ وہ اعدا و معاندین اسلام کی سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر، ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں اور حتی الوسع تنقید و تعریض سے اجتناب کریں۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور بحوالہ فرقہ بندی: امت کا نقصان ص ۳۵۔۴۰)

علامہ نصیر احمد الاجتہادی

اسلام اور پاکستان کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ اہل سنت اور اہل تشیع شانہ بہ شانہ کام کریں۔ شیعہ اور سنی ایک ہی سپہ سالار کی فوجیں ہیں۔ ہمارا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، قرآن اور کعبہ ایک ہے۔ اس لئے ان (شیعہ و سنی) کے درمیان کسی قسم کے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اہل تشیع چاروں یاران نبی ﷺ کا اس طرح احترام کرتے ہیں، جس طرح دوسرے فرقے کرتے ہیں، کیونکہ جو بھی صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ نفاذ اسلام کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے اجتماعی اور انفرادی سطح پر مل کر کام کریں، اس مقصد کے حصول کے لئے فرقہ بندی سے مکمل طور پر اجتناب کریں، کیونکہ ایسا انتشار ملک وملت کے لئے سخت خطرناک ہے۔ (روزانہ جنگ راولپنڈی ۶ اپریل ۱۹۸۳ع بحوالہ فرقہ بندی کا نقصان ص ۴۳۔۴۴)

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیؒ

(خلیفہ حضرت تھانویؒ)

حضرت مولانا عبدالحی صاحب کتاب روح اتحاد پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ مرکزی حیثیت جس چیز کو حاصل ہے وہ ہمارے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کا یہ قول ہے کہ اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں اور

Marfat.com

دوسرے کے عقیدے کو چھیڑو نہیں۔ (روح اتحاد امت ص ٦)

حضرت مولانا حاجی امداد شاہ مکیؒ

حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مکیؒ نے اپنی کتاب کمالات امدادیہ میں ایک عملی نسخہ اتحاد امت تجویز فرمایا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اتفاق باہمی کی اصل تواضع ہے، جن لوگوں میں تواضع ہوگی، باہم اتفاق واتحاد رہے گا۔ (کلمات امدادیہ ص ٣١)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مصنف تفسیر قرآن مجید نقشبندی المشرب صوفی عالم تھے اور بدعات کے بہت سخت خلاف تھے، لیکن وسعت ظرفی کی یہ شان تھی کہ اگر دوسرے بزرگاں سے کوئی ایسا عمل سرزد ہوتا جو آپ کے نزدیک سنت کے خلاف (بدعت) میں داخل ہوتا، تو ان کو مطعون کرنے کے بجائے ان کے عمل کو خطائے اجتہادی قرار دے کر انہیں عند اللہ ماجور سمجھتے۔ (فرقہ بندی: امت کا نقصان ص ٦٨۔٦٩)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے ایک مجلس میں فرمایا کہ دیوبندی، بریلوی اشرفی وغیرہ کہلانا جائز نہیں۔ بروایت حاجی محمد عنایت اللہ صاحب (بحوالہ: فرقہ بندی: امت کا نقصان ص ٦٩)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ

مولانا مفتی محمودؒ نے تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ایک خطاب میں فرمایا

Marfat.com

کہ ایک بستی میں مختلف العقائد لوگ رہتے ہیں اور اگر اس بستی میں آگ لگ جاتی ہے تو اس آگ کو سب مل کر بجھاتے ہیں تو اس اتحاد کو کون صاحب عقل ناجائز قرار دے گا، کیونکہ یہ آگ نہیں دیکھے گی کہ کون سا گھر کس فرقے والے کا ہے؟ وہ تو سب ہی کے گھروں کو جلا دیگی۔ دشمنانِ اسلام بھی اس آگ کا مانند ہیں، وہ مختلف العقائد اسلامی جماعتوں اور فرقوں میں کوئی فرق روا نہ رکھیں گے۔ لہٰذا ان کے خلاف اپنی بقاء اور دفاع اسلام کے لئے ان تمام مسلم جماعتوں کا اتحاد عقلی لحاظ سے بھی ناگزیر ہے۔ (روح اتحاد امت ص۶ مکتبہ وارثی کراچی)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب امیر جمیعت علماء اسلام پاکستان اور صدر قومی اتحاد کے بارے میں ان کے دو اہم اور قریبی ساتھیوں کے تاثرات پیش خدمت ہیں، ان میں سے ایک حضرت مولانا قاری سعید الرحمان صاحب راولپنڈی اور دوسرے پروفیسر عبد الغفور احمد صاحب ہیں، جو قومی اتحاد کے سیکرٹری اور جماعت اسلامی کے رہنما تھے۔

قاری سعید الرحمٰن صاحب

حضرت مفتی صاحب کو تعصب سے نفرت تھی۔ سیاسی میدان میں انہوں نے کبھی فرقہ وارانہ اختلافات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ مذہبی اختلافات کو وہ ملک اور قوم کے لئے سخت خطرناک سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے تقریروں میں کبھی بھی اختلافی مسائل کو نہیں چھیڑتے تھے اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اس بات کی تلقین کرتے تھے۔ جو لوگ ملک میں مذہبی منافرت پھیلانے کی کوشش کرتے تھے، ان کے لئے فرماتے تھے کہ یہ ان کی کوتاہ نظری ہے۔ پاکستان جب بنایا گیا تھا تو اس وقت مسلمانوں میں کوئی مذہبی تفریق نہیں تھی اور تحریک پاکستان میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ شریک تھے۔ اگر اس وقت مذہبی اختلافات سامنے آتے تو پاکستان کبھی بھی نہ

Marfat.com

بن سکتا۔ آپ فرماتے تھے کہ ملک پر جب بھی کوئی کڑا وقت آیا، قوم کے وسیع تر اتحاد کے ذریعے سے مسائل کا حل ہوا۔ تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اس کی واضح مثالیں ہیں۔ جب تک مذہبی تفریق یا سیاسی اختلافات کو بالائے طاق نہیں رکھا جائے گا اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ بعض لوگ نور وبشر کے مسائل کے ذریعے عوام کے ذہنوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں فرماتے کہ ان مسائل کے بارے میں قیامت کے روز نہیں پوچھا جائے گا۔ مثال دیتے ہوئے فرماتے کہ دیوبندی، بریلوی اختلافات کو پاکستان میں بھلا دینے کی اشد ضرورت ہے، کیونکہ دیوبند اور بریلی دونوں ہندوستان میں رہ گئے، یہاں تو ہم سب پاکستانی ہیں اور ہمیں یہاں اس حیثیت سے رہنا چاہئے اور وسعت ذہنی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

پروفیسر عبدالغفور احمد صاحب

حضرت مفتی صاحب فروعی و فقہی اختلافات کو حد سے بڑھانے کے سخت خلاف تھے۔ کسی دوسرے فرقے سے تعلق رکھنے والے صاحب کے پیچھے انہیں نماز پڑھنے سے گریزاں نہیں دیکھا اور تو اور ایک دن میری موجودگی میں مولانا نورانی میاں سے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی بنیادی نوعیت کا اختلاف نہیں۔ فقہی مسائل میں ہمارا اور آپ کا موقف یکساں ہے، پھر کیوں نہ ہم ایک مشترکہ جماعت کی تشکیل کر دیں۔ مفتی صاحب جب یہ کہہ رہے تھے تو بالکل سنجیدہ تھے۔ لیکن انہیں کوئی مثبت جواب نہیں ملا۔ (بحوالہ: قومی ڈائجسٹ لاہور مفتی محمود نمبر ۱۱ فروری ۱۹۱۹ع)

حضرت پیر برکت علی صاحب لدھیانوی

Marfat.com

(مہتمم دار الاحسان)

آپ نے عید کے موقع پر دیو بندیوں، بریلویوں اور اہلحدیثوں کو اپنے جملہ اختلافات ختم کر کے متحدہ ہو جانے کی اپیل کی اور باہمی اختلافات ابھارنے اور ایک دوسرے کی مسجدوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کے بجائے باہمی اتحاد پر زور دیا۔

(بحوالہ فرقہ بندی: امت کا نقصان ص ۵۸)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اہل اسلام کی تکفیر میں بلا وجہ زبان نہ کھولنی چاہئے یہ بہت ہی ناپسندیدہ امر ہے، کیونکہ کفر آخری حد کا نام ہے۔ اس کے بعد کوئی مقام خدا سے دوری کا نہیں، لہٰذا تکفیر کا فتویٰ دینے میں کافی تامل کرنا چاہئے۔ (ملفوظات مہریہ بحوالہ فرقہ بندی۔ امت کا نقصان ص ۶۹)

حضرت مولانا پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

یہ ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرور زمانہ سے اس امت میں بھی افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا، جسے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ امت بھی بعض خود غرض اور بد خواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متنازعہ گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دِن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی چلی جارہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور قرآن مجید کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشین پیرایہ میں پیش کیا جائے۔ پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور فکر کرنے کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے۔ ہمیں یہ فرض بڑی دلسوزی سے ادا کرنا چاہئے۔ اس کے بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کردیں وہ

Marfat.com

حیّ اور قیوم چاہے تو انہیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔ اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے، جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالی کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔ لیکن بعض اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تحریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بد ظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے گا اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے، آستینیں چڑھا کر، لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ ملت اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے، ہمارا کام ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے، اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانشمندی ہے اور عقیدت مندی ہے کہ زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں اور ان ناسوروں کو مزید اذیت ناک اور تکلیف دِہ بناتے رہیں۔ (مقدمہ تفسیر ضیاء القرآن - از حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنی تفسیر قرآن مجید "تفسیر عثمانی" میں سورت آل عمران کی آیت: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا

Marfat.com

جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ (آل عمران آیت ۱۰۵) "اور ان لوگوں کی طرح مت بنو، جنہوں نے تفرقہ بازی کی اور واضح نشانیاں آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا۔" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہود و نصاری کی طرح مت بنو۔ جو اللہ تعالی کے احکام کے بعد محض اوہام واہواء کی پیروی کرکے اصول شرح میں متفرق اور فروع میں مختلف ہوگئے، آخر فرقہ بندیوں نے ان کے مذہب و قومیت کو تباہ کر ڈالا اور سب کے سب عذاب الٰہی کے نیچے آگئے۔

Marfat.com

کتب جن سے استفادہ کیا گیا

۱۔ صحیح بخاری شریف	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۲۔ مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین خطیبؒ	سنگ میل پبلیکیشنز لاہور
۳۔ حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ دھلویؒ	محکمہ اوقاف لاہور
۴۔ عقد الجید	= = = =	قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی
۵۔ اردو شرح حجۃ اللہ البالغۃ	مولانا عبید اللہ سندھیؒ	مکتبہ بیت الحکمۃ لاہور
۶۔ تذکرہ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	میری لائبریری لاہور
۷۔ رسالہ دینیات	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	اسلامک پبلیکیشنز لاہور
۸۔ خطبات	= = = =	= = =
۹۔ تفہیم القرآن	= = = =	ادارہ ترجمان القرآن لاہور
۱۰۔ تفہیمات جلد دوم	= = = =	اسلامک پبلیکیشنز لاہور
۱۱۔ تفسیر ثنائی	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	اسلامی اکاڈمی لاہور
۱۲۔ قول حق	اکبر شاہ خان نجیب آبادی	پروگریسو بکس لاہور
۱۳۔ معیار العلماء	= = = =	المکتبۃ القاسم لاہور
۱۴۔ تفسیر ضیاء القرآن	مولانا کرم شاہ الازہریؒ	مکتبہ ضیاء القرآن لاہور
۱۵۔ تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	تاج کمپنی لمٹیڈ کراچی
۱۶۔ وحدت امت	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ	دارالاشاعت کراچی
۱۷۔ مسلمانوں کی فرقہ بندی کا افسانہ	مولانا سید ناظر احسن بلالیؒ	ندوۃ المصنفین دھلی
۱۸۔ اسلام اور مستشرقین	ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی	ادارہ اسلامیات لاہور
۱۹۔ دین و شریعت	مولانا محمد منظور نعمانیؒ	مکتبہ رشیدیہ ساہیوال

Marfat.com

۲۰۔ اسلام کے دو مکاتب فکر	مولانا سید مرتضیٰ عسکری	ادارہ البلاغ المبین اسلام آباد
۲۱۔ امت پنا	مولانا محمد یوسف صاحب	پاکستان اسلامک سینٹر لاہور
۲۲۔ اسلام اور انتہا پسندی	مختلف علماء کرام	اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد
۲۳۔ اسلام، مستقبل کی بازیافت	ڈاکٹر راشد شاز	فیوچر آف اسلام
۲۴۔ اتحاد امت	محمد آصف محسنی	ادارہ البلاغ المبین اسلام آباد
۲۵۔ علماء دیوبند اور مشائخ امت	مولانا محمد عبداللہ	سیرت کمیٹی بھکر
۲۶۔ اتحاد امت	مولانا حکیم قاضی شمس الدین قریشیؒ	مدرسہ اشرفیہ حسن ابدال
۲۷۔ مسلم امہ پر قوم پرستی کے اثرات	پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ	مکتبہ اسلام۔ کندھ کوٹ
۲۸۔ فرقہ بندی امت کا نقصان	علامہ حسن المرتضیٰ خاور	ادارہ اشاعت اسلام رحیم یار خان
۲۹۔ اختلاف امت رحمت ہے یا زحمت؟	مولانا تمنا عمادیؒ	الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی
۳۰۔ علمی اتحاد و یکجہتی کیوں؟	مولانا محمد خالد صدیقیؒ	سماج کلیا کمیٹی نیپال
۳۱۔ شعور انقلاب	مولانا سلیمان طاہر	تحریک احیائے امت لاہور
۳۲۔ اسلام میں فرقہ بندی کی ابتدا	قاضی قدیر الدین	دوست ایسوسیٹس لاہور
۳۳۔ مذہبی جماعتوں	مولانا قمر احمد عثمانیؒ	= = =

Marfat.com

کا فکری جائزہ

۳۴۔ اتحاد امت	الحاج شید خورشید علی وارثی	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۵۔ معیار العلماء	= = = =	المکتبۃ القاسم لاہور
۳۶۔ عہد اموی و سیاسی و مذہبی احزاب	ڈاکٹر علی محسن صدیقیؒ	قرطاس کراچی
۳۷۔ وحدت ملی	صاحبزادہ خورشید احمد گیلانیؒ	اتحاد فاؤنڈیشن لاہور
۳۸۔ مسلک اعتدال	حکیم انیس احمد صدیقیؒ	صدیقی ٹرسٹ کراچی
۳۹۔ کیا فرقہ واریت کا علاج ممکن ہے؟	ڈاکٹر محمد امین	حزب الرحمٰن بہاولپور
۴۰۔ فرقہ واریت کا خاتمہ کیوں اور کیسے؟	ڈاکٹر غلام فرید بھٹیؒ	حزب الرحمٰن بہاولپور

Marfat.com

فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رجحانات

(تاریخ، اسباب اور ان کا حل)

مؤلف

پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ

ایم اے ایل ایل بی

Marfat.com